بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو ۔ کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گا؛

ـہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

المعروف حاضراتِ اسم اللہ ذات علم نعم البدل ذکرِ سلطانی قربانی

قانونِ حاضرات ۔ القاب تجلیاتِ برہنہ ۔ قانونِ تصوف

دعوت مقاماتِ الٰہیہ



دعوتِ اعظم

الملقب ذکرِ اعین

الخطاب شمشیرِ برہنہ

عوام

جسم کا بند بند جدا گانہ ہو کر ذکر اسم ذات

مصنفہ و مولفہ:

ڈاکٹر نور محمد نور سروری قادری جلالپوری

علم العین حاصل نہیں تو آپ کلید حاضرات اسم اللہ ذات کو بھی نہیں پا سکتے

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں ۔ گفتار دلبرانہ کردار قاہرانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے ۔ کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ!

نام تصنیف "اللہ جل شانہ" نام مصنف ڈاکٹر نور محمد سرفرازی جلالپوری۔

تاریخ اشاعت تعداد

طابع و ناشر کتابت: محمد شریف خود و حنیف احمد جلالپور ضلع گجرات

قیمت فی جلد: - ۲۰ روپے (علاوہ محصول ڈاک)

ذات باری تعالیٰ میں کسی کو کوئی دخل نہیں!

ضبط شدہ کو منسوخ نہ ضبط کروا سکتے ہیں اور نہ ہی مصنف کا نام تبدیل کر کے تصنیف پر اپنا نام بطور مصنف لکھ سکتا ہے۔ ورنہ عدالتی چارہ جوئی ہوگی۔

انتباہ: وصیت کے مطابق مستورات کے مالک یا اُن کی اولاد یا کوئی اور بھی موجودہ تصنیف میں کوئی تبدیلی کمی بیشی یا رد و بدل نہیں کر سکتے۔

مستورات قلمی کے مالکان بھی ان تینوں تصانیف میں کوئی تصریف و تحریف نہیں کر سکتے اور نہ ہی اُنکے پسماندگان ایسا کر سکتے ہیں

معذرت: تصنیف ہذا میں کوئی بات شریعت محمدی کے خلاف ہو تو حذف کر دیں کیونکہ ہم خود شریعت محمدی کی سختی سے پابند ہیں۔ آدم بندہ بشر ہے میں علماء ظاہری و باطنی کا تصوف سے بھی زیادہ قدر دان ہوں

انتباہ: کل پاکستان و ساری دنیا میں اگر کوئی شخص یا ادارہ اس تصنیف کو نشر و اشاعت کرنا چاہے تو مصنف تصنیف ڈاکٹر نور محمد سروری یا سلطان محمد سروری وارثی اولاد در اولاد نسلاً بعد نسل سے اس کی طباعت کی اجازت لینا ضروری ہے جو کہ بلا معاوضہ ہوگی لیکن طباعت کنندگان کو ایک اجازت نامے کا فارم پُر کرنا ہوگا۔ اجازت لیے بغیر اور فارم پُر کیے بغیر اس تصنیف کی طباعت، نشر و اشاعت قطعاً ممنوع اور غیر قانونی ہے۔

مصنف تصنیف ڈاکٹر نور محمد سروری

تجھے حاضرات اسم اللہ کو جاننا نہایت ضروری ہے

"پیش لفظ"

قارئین کرام: آپ پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں لاکھوں برکتیں بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و اصحابہ و اہلبیتہ اجمعین نازل ہوں۔ اس بندہ حقیر نے قبل ازیں تصنیف لطیف بنام سیف الرحمٰن آپکی خدمت میں پیش کی ہے۔ دیکھئے جن لوگوں نے برسہا برس عالم النفس (باطنی جہان) میں گزارے ہوں انکو یہ حاجت نہیں ہوا کرتی کہ دوسروں کی تصنیف کردہ کتابوں سے مضمون اخذ کرتے پھریں۔ سو اس بندہ نے تقریباً ۴۰-۵۰ برس اس وادی میں گزارے، آپ کو معلوم ہے تجربہ کار طبیب کے ہاتھ میں بہت شفا ہونے کا بھی ایک سبب ہوتا ہے۔ بس یہی حال ان تصانیف کا سمجھئے۔ انہیں یونہی نہیں لکھ دیا گیا۔ پہلے برسہا برس تحصیل علوم باطنی عملی طور پر حاصل کی پھر نہیں جانچا۔ پھر انہیں کسوٹی پر پرکھا۔ پھر انہیں عملی طور پر پرکھا۔ پھر بعد ازاں ان کو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ بھی چلتے چلتے۔ ہماری زندگی کے ۴ روز تھے ہم ۲ کٹ چکے ہیں۔ اور ۲ دن صرف باقی رہ گئے ہیں۔ تجھے توفیق ہے تو کچھ سمجھ لے پہچان لے۔ تو اگر قدر کرتا ہے تو ہم نے علم تصوف کے ایک دو تین نہایت ضروری اجزا کو ایک قانون کی شکل دیدی ہے عین فطرت انسانی کے مطابق اللہ کے فطرتی عطا کردہ حواس و قوی کے مطابق۔ لیکن آپ اس دیار تصوف میں کوئی درز کوئی دراڑ کوئی شگاف نہ پائیں گے۔ آپ اگر چاہیں کہ جوائنٹ جہاں فٹ کردیگی

مُشاہدات کبھی صفاتی صورت میں اور کبھی مثالی صُورت میں پیش آتے ہیں!

ہے. کو نکال کر کسی اور جگہ فٹ کر دیں تو ایسا ہرگز ہرگز نہ ہو سکے گا. اور جو راہ متعین کر دیگئی ہے فطرتی حواس و قویٰ کے مطابق آپ کو ضرور ضرور اسی راہ سے گزرنا ہوگا. اسکے سوا، اس کے علاوہ اور دُنیا میں کوئی راہ ہے ہی نہیں. پس تو سوچنا چھوڑ. تیار ہو جا. تیری منزل تیری منتظر ہے اور تو انشاءاللہ ضرور کامیاب ہوجائیگا.

فقط والسلام

احقر، ڈاکٹر نور محمّدؐ سروری

(۱۳/۴/۱۹۸۴)

انتباہ بھی وصیت برائے تصانیف، خوشخبری بھی صلائے عام بھی!

انتباہ: یہ انتباہ ہر اس شخص کیلئے، ہر اُس ادارے کیلئے، ہر اس ناشر کیلئے ہے جو میرے بعد قیامت تک اس تصنیف لطیف کو چھاپے طبع کرے، نشر کرے، وُہ یہ کہ کوئی شخص، کوئی ادارہ، کوئی ناشر اس تصنیف کو کمائی کا ذریعہ نہ بنائے. اسے چھاپ کر اوّل تو وہ کوئی منافع ہی نہ لے. ماسوا. اصل لاگت کے (۱) یا اصل لاگت سے آئندہ طباعت کیلئے مہنگائی یا آئندہ طباعت کے

تو حاضرات اسم اللہ ذات سے واقف ہوگا تو ہر صفاتی مشاہدہ کی تعبیر بھی کر سکے گا۔

زائد اخراجات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صرف چند روپے (جو کہ ۵ روپے سے زائد نہ ہوں) زیادہ لے سکتا ہے۔ وہ بھی صرف اتنے زائد ہوں جو آئندہ طباعت کے لئے کافی ہوں۔ نہ کہ منافع کمانے کیلئے۔ بہرحال آپ مذکورہ بالا سب لوگوں اور اداروں کو یہ بات دھیان میں رکھنی چاہیئے کہ اس سے دُنیا نہ کمانا۔ چونکہ اس تصنیف کی غرض و غایت لوگوں کی فی سبیل اللہ خدمت کرنا ہے نا کہ منافع خوری اگر کوئی شخص اس کے خلاف کرے گا تو وہ قیامت کے روز خود اس کا جوابدہ ہوگا۔ خوب خوب جان لو تم صرف اکیلی جان تھے اور تمہیں دُنیا میں پھینک دیا گیا۔ پھر تمہاری مرضی کے بغیر تمہیں اس دُنیا سے اکیلے اٹھا لیا جائیگا۔ اسلئے تیاری جانے کی کرنی چاہیئے نہ کہ یہاں رہنے کی۔

وصیت: میرے تمام قلمی نسخے روحانی۔ تمام نوادرات، میری تمام محفوظ اشیاء، میری قبر کے محافظ، میری قبر کے منتظم میرے مزار کے نگہبان اور میری قبر کے احاطہ، قبرہ یا روضہ کے جو وارث ہوں گے۔ ان وارثوں کے نام یہ ہیں جناب محترمی سلطان احمد صاحب قادری ولد محرم دین کالا تھو مرحوم (مرحوم) اور انکی اولاد جناب ریاض احمد صاحب و جناب عابد حسین عابد صاحبان ولد محترم سلطان احمد صاحب جو کہ جلالپور بھٹیاں ٹاؤن تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ پاکستان کے ساکن ہیں۔ نیز مذکورہ بالا مسمی سلطان احمد صاحب و پسران ریاض احمد و عابد حسین عابد تا قیامت اولاد در اولاد، نسلاً بعد نسلاً مندرجہ بالا تمام اشیاء

کوئی شخص کوئی ادارہ کوئی ناشر کوئی کتب خانہ اس تصنیف کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائے

(ماسوا جائیداد مکانی و دکانی و زمینی کے اس ضمن میں میری الگ وصیت ہوگی۔) مسودات قلمی تصنیف ہذا و تمام کے تمام نوادرات کے بلا شرکت غیرے وارث ہونگے بلکہ تاقیامت طباعت کتب سیف الرحمٰن، اللہ جل شانہ و حق سبحان و دیگر کتب جو آئندہ میں تصنیف کر سکوں اور تمام خطوط، ملفوظات کے نسلاً بعد نسلاً وارث ہوں گے۔ اسی طرح طباعت، نشر و اشاعت کے حقیقی حقدار ہونگے۔

نوٹ: کوئی بھی شخص مذکورہ بالا قلمی مسودات کتب مذکورہ بالا جو کہ میرے ہاتھ سے میری قلم سے لکھے ہوئے ہیں۔ ان سے طلب نہ فرمائے۔

(۲) میرے تمام حقیقی برادران جن کے نام نامی اسماء گرامی یہ ہیں۔ جناب چوہدری فتح محمد صاحب اور ان کی اولاد جناب اشتیاق احمد صاحب طارق (موجودہ نام آفتاب احمد طارق) اور ان کی اولاد نسلاً بعد نسلاً (ii) جناب عارف المعارف حضرت حیات محمد قدس سرہ صاحب مقام فقر، فنا فی اللہ بقا باللہ (جن کے میں پاؤں کی خاک ہوں۔ جن کے میں غلاموں کا بھی غلام ہوں) اور ان کے صاحبزادگان جناب حضرت صاحبزادہ محمد جمیل اختر صاحب سجادہ نشین، جانشین خلافت و جناب پروفیسر محمد بشیر احمد صاحب و جناب محمد شبیر احمد صاحب منیجر حبیب بنک و جناب خالد محمود اور ان کی اولاد نسلاً بعد نسلاً (iii) جناب چوہدری حاجی نیاز محمد صاحب ریلوے ڈرائیور اور محمد اقبال و اسحاق احمد اور ان کی اولاد نسلاً بعد نسلاً (iv) جناب چوہدری شیر محمد و طالب حسین صاحبان اور انکی اولاد نسلاً بعد نسلاً۔

اسکے بعد صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

میری تمام تصانیف کو کل پاکستان اور ساری دُنیا کے ناشر نشر و طبع کر سکتے ہیں (لیکن مشروط بانتباہ ۳)

صلائے عام : بشرطیکہ ان تمام تصانیف کو دُنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں،

نوٹ : انشاء اللہ سیف الرحمٰن کا انگلش ترجمہ بھی ہوگا....... قارئین کرام یہ تمام تصانیف قانونِ تصوف۔ قانونِ علم العین کا درجہ رکھتی ہیں۔ اسلئے ہر فرد ہر خاندانِ طریقت، ہر سلسلۂ تصوف کے لئے کارآمد ہی نہیں بلکہ ان کا ہر لفظ، ہر نکتہ حواسِ خمسہ ظاہری و باطنی، استغراق، زاویۂ نگاہ (بلا واسطہ علم العین) باطنی عالم میں پرواز اور عالمِ غیب میں داخلے کی واحد، وحید کلیدات ہیں۔ اس سے ماسوا باطن میں داخلے کا اور کوئی راستہ ہے ہی نہیں، اور بس۔

(۳) جناب محمد بشیر قادری نوشاہی علی پُور (چٹھہ) اور اُن کی اولاد نسلاً بعد نسلاً مذکورہ بالا تصانیف کی نشر و اشاعت کرنے کی مجاز ہوں گی۔ (۴) جناب محمد شبیر ایم اے، بی ایڈ اور انکی اولاد نسلاً بعد نسلاً نشر و اشاعت کے مجاز ہونگے (۵) کوئی بھی رفاہی ادارہ (۶) تمام لائبریریاں (۷) تمام پاکستان کے پبلک کتب خانے (۸) تمام دُنیا کے پریس، کتب خانے، نشر و اشاعت کے ادارے (۹) کسی بھی ملک کے کسی شخص، ادارے، پریس، کتب خانے اور نشر و اشاعت کے ادارے کو مذکورہ بالا کتب کے ترجمہ اور نشر و اشاعت کا ابد کا حق ہوگا۔ خدا میرا

کلید علم العین کے بغیر حاضرات اسم اللہ کا علم بھی رواں نہیں ہوتا!

آپ کا نگہبان ہو وہی ہر چیز کا مالک و خالق ہے۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
یا اللہ:
تو دانی حساب کم و بیش را

مصنف تصنیف ہٰذا و دیگر سیف الرحمان و حق سبحان!

احقر: ڈاکٹر نور محمد سروری قادری
جلالپور جٹاں خاص تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
پاکستان۔ (۱۵/۴/۱۹۸۴)

قصور وار غریب الدیار ہوں لیکن!
ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!
اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد!

فہرست مضامین

جب تار میں کرنٹ نہیں تو بلب کیسے روشن ہوگا!

تعارف

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف ضلع لدھیانہ کے قصبہ ساہنیوال میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف مائل تھے۔ آپ تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ میں (اپنے حقیقی بھائی جو کہ اس وقت تھانہ تحصیل سمرالہ میں آفیسر تھے جنکا اسم گرامی چوہدری فتح محمد صاحب ہے) دوسری جماعت میں پڑھتے تھے۔ کہ آپ کا اس وقت یہ حال تھا کہ جب بچے فٹ بال کھیلتے تو آپ ہمیشہ گول کیپر محض اسلئے رہتے تاکہ اللہ اللہ کرنے کا وقت مل سکے۔ آپ کو یہ بچپن میں معلوم تھا کہ جو دم غافل سو دم کافر اسی لئے وقت ضائع نہ کرتے۔ پھر بھائی جان کا تبادلہ لدھیانہ کا ہوا تو آپ کو آبائی سکول میں داخل کر دیا گیا۔ یہاں ساتویں جماعت تک دن رات مسجد میں رہنا۔ اذان دینا۔ مسجد کی صفائی سفیدی کرنا۔ شغل عبادت میں مشغول رہنا۔ ذکر اذکار۔ رات کو نصف رات سے زیادہ تک تلاوت آپ کا شغل رہا۔ ساتویں جماعت کے آخر میں آپ باطن کیطرف زیادہ راغب ہو گئے۔ تا آنکہ آپ مراقبہ و مکاشفہ میں مشغول ہو گئے۔ اس زمانے میں حقیقی بھائی جناب حضرت حیات محمد صاحب مقام فقر فنا فی اللہ بقا باللہ آپ کی باطنی امداد فرماتے رہے۔ آٹھویں جماعت کے شروع میں آپ اکثر متوجہ الی اللہ ہو کر نصف رات کو بیٹھتے تو انوار و تجلیات کا باطنی نزول شروع ہو گیا۔ پھر ان انوار و تجلیات نے اس قدر شدت اختیار کی کہ دم بدم لمحہ بہ لمحہ آپ پر بے محابا تجلیات پڑتی تھیں کہ جسم اور چارپائی دونوں لرزہ براندام ہو جاتے تھے جیسے

زاویۂ نگاہ، استغراق کے حصول کی واحد کلید ہے!

زلزلہ۔ پھر اسکے بعد وہ وقت آیا کہ تجلیات بالکل کھلی آنکھوں سے برپا ہونے لگیں۔ دن کو رات کو۔ سورج کی روشنی میں۔ اندھیرے میں ہر وقت ہر لمحہ تجلیات اپنی الگ نوعیت اور الگ حیثیت میں آپ پر بے جہت پڑنے لگیں تا آنکہ پاکستان وجود میں آ گیا۔

محمد شبیر سندھو، مینجر حبیب بنک (حال) ریلوے روڈ
ضلع گوجرانوالہ ۱۶/۴/۱۹۴۸

ڈاکٹر صاحب مصنف تصنیفؒ اسے چند ملاقاتیں (فیصل آباد میں)

سنہ ۱۹۸۳ء میں آپ حج کر کے جب فیصل آباد تشریف لائے۔ تو پوری دائم۔ ۵ راتیں روحانی محفلیں منعقد ہوتی رہیں۔ ہر چند کہ مجھے کبھی روحانیت اور روحانیت کے علم کی کبھی ہوا بھی نہیں لگی تاہم میں ہر محفل میں بڑی دلچسپی سے حصہ لیتا رہا۔ حتیٰ کہ جب دوسری رات میں محفل میں شریک ہو کر دوسرے روز جھنگ کے سفر پر روانہ ہوا تو راستے میں ہی متوجہ ہونیکا وہی راستہ میں نے اختیار کر لیا جو آپ نے سمجھایا تھا تو راستے میں ہی میری باطنی آنکھ کھل گئی۔ اور یہ میری زندگی میں روحانیت سے فیضیاب ہونے کا پہلا روز تھا۔ تیسرے روز میں پھر محفل میں شریک ہوا۔ اور چوتھے روز بھی۔ پھر آپ واپس گھر تشریف لے گئے۔ تو اسی رات میں باقاعدگی سے متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھا۔ جب میں اس حال میں پہنچا جو آپ نے فرمایا تھا تو ڈاکٹر صاحب موصوف عین بعین میرے روبرو آ کھڑے ہوئے۔ آپ کی باطنی صورت پر شکوہ جاہ و جلال

زاویۂ نگاہ کے کھولنے میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے

سے لبریز تھی۔ یہ میری زندگی میں باطنی چشم کھلنے کا دوسرا روز تھا۔ متوجہ ہو کر بیٹھنے کا وقت صرف ۱۵ منٹ سے نصف گھنٹہ تک تھا۔ پھر اس بندہ نے ڈاکٹر صاحب کو خط لکھا کہ اب میرا دل چاہتا ہے کہ یہ بندہ مدینہ منورہ اور بیت اللہ شریف میں بھی باطن میں جائے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ خدا کریگا وہ بھی ہو جائیگا۔ آپ ہر روز صرف پندرہ بیس منٹ ضرور متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھتے رہو۔ خدا گواہ ہے اور اللہ تعالی شاہد حال ہے کہ اتنا (SHORT CUT) (شارٹ کٹ) اور مختصر راستہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے کہ ہمارے جیسے نئی تہذیب کے مارے ہوئے انسانوں کو آپ نے باطنی دنیا سے روشناس کرایا۔ آپ کا شیوہ گمنامی ہے۔ کسی کو بیعت نہیں فرماتے۔ تنہائی ہی آپ کی انجمن اور خلوت ہی آپ کی جلوت ہے۔

منجانب: آفتاب احمد طارق B. A انسپکٹر آف
ڈرگ ڈیلرز فیصل آباد،

ع اگر دیکھا بھی اُس نے سارے عالم کو تو کیا دیکھا
نظر آئی نہ کچھ اپنی حقیقت جام سے جم کو

ڈاکٹر صاحب موصوف سے چند ملاقاتیں (بمقام لاہور)

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قارئین کرام: حج کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے وعدہ کے مطابق ہمارے پاس لاہور ماڈل ٹاؤن تشریف لائے۔ چونکہ حج سے قبل ۱۹۸۲ء میں ہم نے ڈاکٹر صاحب سے عرض کی تھی کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں، ہم تمام دوستوں اور بھائیوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور باوقار طریقہ سے ہم آپ کو حج پر رخصت کریں گے۔ آپ نے فرمایا: میں نمائشی، پھولوں کے، نوٹوں کے ہار پہننا پسند نہیں کرتا۔ حج تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے۔ اسکے رسول مقبول صلعم کے فرمان کو بجا لانا ہوتا ہے پھر نمائش کیسی ہاں البتہ حج کے بعد وعدہ رہا، آؤں گا۔ چنانچہ آپ وعدہ کیمطابق تشریف لائے۔ ہر روز روحانی مجلس منعقد ہوتی رہیں۔ میں بھائی خالد محمود بھائی محمد شبیر، علی حسین اور دیگر حضرات محافل میں ہر روز شریک ہوتے رہے۔ ہم میں سے جناب علی حسین صاحب نے اسی رات آپ کے فرمان کیمطابق رات کو متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھنا شروع کر دیا۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ پہلے ایک گھنٹہ تک ڈاکٹر صاحب نے مفصل طور پر یہ بتایا تھا کہ ایک مبتدی ایک اناڑی، ایک ناتجربہ کار آدمی کی کیسے باطنی آنکھ جلد از جلد کھل سکتی ہے۔ اور کس طرح مختصر سے وقت میں ایک دور دراز کی منزل طے ہو سکتی ہے۔ کس طرح ایک مبتدی اپنی مرضی سے اپنے اختیار سے باطن میں آ جا سکتا ہے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ جب جی چاہے، جس وقت جی چاہے اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے باطن میں، باطنی دنیا میں عالم نفس میں عالم غیب میں آ جا سکے۔ اور پھر مزید وضاحت کے لئے آپ نے حواس خمسہ ظاہری کا بند کرنا حواس خمسہ باطنی کے کھولنے کی کلید۔ استغراق، محویت، بیخودی، غرق فی الذات غرق

جہاں روشنی آجاتی ہے وہاں سے اندھیرا بھاگ جاتا ہے

"اسرارِ بیخودی"

نی النفس کی کلیدات کی وضاحت فرمائی۔ پھر اسم اللہ ذات متجلّی، تابان، روشن ہونے کے باطنی اسرار کے راز بتائے۔ اور یہ بھی بتایا کہ آپ کا اسم اللہ ذات باوجود محنت سے تصور و تفکر کرنے کے باوجود کیوں متجلّی نہیں ہوا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آپ تصورِ اسم اللہ اور متجلّی اسم اللہ ذات کے درمیان پُورے چھ سات درجات بالکل چھوڑ گئے ہیں اور یہ درجات چھوڑ جانے کی غلطی کا احساس ہم پر اس قدر اجاگر کر کے سمجھایا کہ سمجھانے کا حق ادا کر دیا۔ ظاہر ہے کہ ہم احساسِ ندامت سے کفِ افسوس بھی ملتے رہ گئے اور ساتھ ہی ساتھ تحسین وداد دیئے بغیر بھی نہ رہ سکے۔ اسی اثنا میں علی حسین صاحب سوال کر بیٹھے پھر بتایئے ہم جلد از جلد کیسے باطن میں دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا چلو جاؤ۔ یوں یوں کرو۔ نظر آجائیگا جلد از جلد۔ لہٰذا علی حسین صاحب اسی رات محفل برخاست ہونے کے بعد اپنے گھر جا کر متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اور جونہی اس حال پر حواس پہنچے تو "حاضرات اسم اللہ ذات" کی آمد شروع ہو گئی۔ اور علی حسین صاحب ڈر گئے۔ فوراً چارپائی کمرے سے باہر نکالی اور شدید سردی کے باوجود باہر ہی سوئے ساری رات۔ تاہم انہوں نے حوصلہ نہ ہارا۔ پھر دوسری رات متوجہ رہے آخری شب کی محفلِ وحدت کالونی میں پروفیسر محمد شبیر صاحب کے گھر منعقد ہوئی۔ شام کو بیٹھے صبح سورج نکل آیا۔ علی حسین نصف رات تک رومال پانی میں بھگو بھگو کر منہ پہ پھیرتے رہے کہ نیند نہ آئے اور دن کو بھی وہ نہ سوتے تھے۔ میں اُن کے

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے!

شوق کی داد دیتا ہوں بمصداق،

؎ حالانکہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ !

ش

محمد بشیر احمد، پروفیسر ڈویژنل پبلک سکول H بلاک ماڈل ٹاؤن، (لاہور)
خالد محمود، متحدہ امارات عربیہ۔ دوبئی ۱۸/۳/۱۹۸۳

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے،
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی!

بقدرِ ذوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل!
کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے

بقدرِ ذوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیئے وسعت مرے بیاں کے لئے

دیباچہ اوّل

دم عارف نسیم صبحدم ہے!
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے!

قارئین کرام! ہم نے ڈاکٹر صاحب موصوف کی تصنیف ہذا دیکھی پڑھی چانچی جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگر تصوف سے علم العین کو خارج کردیا جائے تو انسان باطنی طور پر نابینا ہو جائے اور اگر تصوف سے علم نعم البدل کو خارج کر دیا جائے تو آدمی باطنی نعمتوں سے محروم ہو جائے، اور اگر تصوف میں سے علم حاضراتِ اسم اللہ ذات کو خارج کر دیا جائے تو آدمی تمام صفات الہیہ کے فیض اور تمام باطنی لطیف جنتوں سے یکسر محروم ہو جائے۔ اور آپ نے علم العین باطنی اسم اللہ ذات کی کلیدات۔ اور نعم البدل کے علم کے تمام راز طشت از بام کر دیئے۔ اور یہ ایک آدمی کو انسان بنانے ایک آدمی کو لایحتاج کرنے کے لئے نہ صرف کافی ہیں بلکہ ایک انسان کو فرش سے عرش اور ناسوت سے لاہوت و لامکان تک پہنچانے کے لئے بہت کافی ہیں۔ اگر کسی انسان میں تھوڑی سی بھی بصیرت ہو تو اس کے لئے جاگتے جاگتے، بیٹھے بیٹھے باطنی چشم بیدار، باطنی پرواز جاری

اسم اپنے مسمّٰے تک پرواز کی اہلیت رکھتا ہے؟

کرنے، اپنے اختیار سے باطن میں آنے جانے کے لئے ایک مستقل، مدلل، پختہ، سیدھا اور نہایت ہی بے خطر راستہ ہے۔ اور یہ بات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ کر، ڈاکٹر صاحب موصوف کی رہنمائی میں مرید ہونے سے پہلے پہلے باطنی دنیا میں بیٹھے بیٹھے آجا کر بیان کر رہے ہیں۔ شنیدہ کَے بود مانند دیدہ۔ ہمارے پاس الفاظ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی انہیں جزائے خیر دے سکتا ہے، ہم ان کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

۱. سلطان احمد کلاتھ مرچنٹ
۲. ریاض احمد
۳. عابد حسین عابد

مین بازار۔ جلالپور بھٹیاں خاص تحصیل حافظ آباد۔ ضلع گوجرانوالہ،

دیباچہ دوئم

یہی آئین فطرت ہے، یہی اسلوب فطرت ہے!
جو ہے راہ عمل میں گامزن محبوب فطرت ہے

اللہ تعالیٰ کی صفت وثنا و درود وصلوٰۃ بر محمد مصطفےٰ صلعم و آلہ و اصحابہ و اہلبیتہ کے بعد عرض یہ ہے کہ زیر نظر کتاب اللہ جل شان کا مسودہ جب میری نظر سے گزرا تو بیابان میری نظروں میں گلزار علم الیقین بن گیا۔ اور دعوت نظارہ میری

اسم اللہ اپنے مسمیٰ یعنی ذات تک رسائی کی ۔ یہ رکھتا ہے ،

آنکھوں کی روشنی بن گیا ۔ کیا عجب بات ہے کہ جو تصوف مدتوں سے نظریہ بہ نظریہ اختلافات اور تعین نظر سے یک نظر آتا تھا آج اسے میں ایک قانون کی صورت میں دیکھ رہا ہوں ۔ گو یہ قانون ابتدائی قانون لگتا ہے ۔ مگر جب ذرا اور زیادہ غور و خوض کرتا ہوں تو یہی قانون اور اسی قانون کو ہر منزل ، ہر مقام ہر مرحلہ باطنی پر مکمل طور پر لاگو پاتا ہوں ۔ سو اس حساب سے کتاب سیف الرحمن اور یہ کتاب اللہ جل شانہ ایک قانون علم العین ۔ قانون تصوف کی طرف مائل نظر آتی ہے ۔ آج سے پہلے علم العین پر ایسی بسیط تصنیف (ماسوا ایک دو کے) اور کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گزری ۔ اور علم العین کے باب میں جو زاویہ نگاہ آپ نے قائم فرمائے ہیں ۔ یہ تو علم تصوف میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اسم اللہ ذات کی دعوت تو مجھے بیمثال معلوم ہوتی ہے ۔ اور حج قبول و نامقبول کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے اگر اس طریقہ سے خدا ہمیں بھی حج کروا دے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہوگا ۔ حاضرات اسم اللہ ذات اور علم البدل تو میرے لئے بالکل نئے مضامین ہیں ۔ یہ تو انسان کی آنکھیں روشن کر دینے کے لئے کافی ہیں ۔ آپ اکثر تنہائی پسند ہیں لیکن اس بندہ کے ساتھ آپ کا رابطہ بڑا ہی مشفقانہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپکی رفاقت ہمارے ساتھ دائمی طور پر رکھے آمین ثم آمین !

محمد نذیر ، ایسوسی ایٹ انجنیئر مائیکرو ویو ، پاکستان ریلوے وزیر آباد

مائیکرو ویو آفس ، جلالپور بھٹیاں خاص تحصیل حافظ آباد

ضلع گوجرانوالہ ۔

آپ اسم اللہ ذات کو علم العین کے بغیر نہیں پا سکتے

دیباچہ سوم

حمد باری تعالیٰ و درود پاک بر محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین: اما بعد: زیر نظر تصنیف لطیف ان جل شان کا مسودہ میری نظر سے گزرا۔ مطالعہ کیا، تو معلوم ہوا کہ یک زمان میں جناب سلطان العارفین جناب سلطان باھو قدس سرہٗ نے اپنی تصنیفات میں کی بات پر بہت ہی زیادہ زور دیا ہے کہ جو شخص اسم اللہ ذات کے حاضرات اور علم تم البدل سے ناواقف ہے۔ وہ باطن میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ چنانچہ مصنف نے بڑی تحقیق اور دقیق نظری سے علمی اور عملی طور پر بڑی فصاحت و بلاغت سے علم حاضرات اسم اللہ ذات اور علم تم البدل پر روشنی ڈالی ہے۔ اور اس قدر پہلو بہ پہلو، نوع بنوع، جز بجز ہر طرف سے اس کو تحقیق کی چھاننی سے چھانا ہے کہ ہر جز کو یک سے ایک سر دانہ کو الگ الگ کر کے رکھ دیا ہے۔ اور حاضرات اسم اللہ ذات جو کہ سراسر ایک راز ہے کو یوں سامنے تصویر کی طرح نمایاں کر کے رکھ دیا ہے جس طرح پردہ سکرین پر فلم۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے حاضرات کی کلیات کے رازوں کو بھی کھول کر رکھ دیا ہے۔ نہ صرف ہر کلید کے حروف ابجد کو نکھار کر طشت از بام کر دیا ہے بلکہ اس قفل ابجد کو کھول کر اندر کی ہر چیز جو پوشیدہ چلی آرہی تھی کو بالکل عیاں کر دیا ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے یہ بات خالی علم سے یا علم کتب سے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کوئی شخص اس منزل سے نہ گزرا ہو اس

علم العین ایک راز ہے جس نے پالیا وہ باطنی دنیا میں داخل ہوگیا!

علم کو خالی علم سے حاصل نہیں کرسکتا ۔ سبحان اللہ بیت اللہ شریف کی باطنی شان حضور صلعم کے وقت کی اصل مسجد نبوی کی باطن میں زیارت اور حضور صلعم سے باطنی رابطہ، اور حضورؐ کے روضہ مبارک کے سامنے بیٹھ کر فیضیاب ہونا ۔ بہت بڑی بات ہے ۔ یا اللہ ہماری دعا ہے کہ ہمیں بھی یہ سعادت نصیب ہوجائے ۔ ترازوئے قسمت پھر بھی مقبول و نامقبول، نماز قبول و نامقبول کا فی الفور پتہ چل جاتا ۔ سبحان اللہ کیا بات ہے ۔ ہم ہر روز نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ہمیں کیا معلوم کہ ہماری کونسی نماز قبول ہے کون سی نامقبول ۔ چنانچہ آپ نے اس کی کلید کو بھی کھول کر رکھ دیا ہے ۔ اور بتادیا ہے کہ نقطہ ، یہ طاقت یہ باطنی پرواز آپ خود بھی اور بذریعہ رہنما بھی دونوں طریق سے حاصل کرسکتے ہیں ۔ اور علم دعوت گھر بیٹھے بغیر کسی پابندی کے دعوت پڑھنے کے راز ۔ دعوت جاری ہونے کی کلید ۔ باطنی روحانی سے ملاقات اہل قبور سے بات چیت ، نقد کام نقد مزدوری ۔ واہ وا ۔ سبحان اللہ ۔ لو جی میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب تک جو تساہل مجھ سے ہوگیا سو ہوگیا ۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ۔ آئندہ زندگی کو مصروف کار رکھکر انشاءاللہ ضرور ان باتوں پر عمل کروں گا ۔ خدا کے لئے آپ بھی عہد کریں ۔ میں بھی عہد کرتا ہوں ۔ سہ

گلزار ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ ❊ ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ!

احقر: محمد شبیر ایم ۔ اے ۔ بی ایڈ ۔ E/45 ۔ حال
پرنسپل پائلٹ سکول وحدت کالونی لاہور 16

آپ علم العین کو زاویۂ نگاہ کے بغیر نہیں پا سکتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللّٰہ محمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَصْحَابِهِ وَخُدَّامِهِ وَحُجَّابِهِ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

اَمّا بعد اس تصنیفِ لطیف کا مصنف یہ فقیر حقیر مسمّٰی بہ ڈاکٹر نور محمد نور سروری قادری۔ جلالپور بھٹیاں کا ساکن تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ صوبہ پنجاب پاکستان آج مورخہ تئیس ۲۳ فروری ۱۹۸۴ء بروز یوم الخمیس یوں رقمطراز ہے کہ اس بندہ حقیر نے اس تصنیف کا نام اللہ جل شان تجویز کیا اور "علم العین" سے اس کو معروف کیا۔ "تجلیات ربّ" کے لقب سے اسکو ملقب کیا۔ اور "شمشیر برہنہ" کا اسکو خطاب دیا۔ چونکہ جو کوئی اس تصنیف کو پڑھے گا۔ اور یقین کامل سے اس پر توجہ دیگا۔ پھر تہہ دل سے اس پر عمل کرے گا تو صاحب نظر باطنی ہو جائیگا۔ اس کی باطنی آنکھ کھل جائے گی۔ اور وہ باطنی جہان میں ایک قدم میں داخل ہو جایا کریگا اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے باطن میں آجا سکے گا۔ اور جس وقت دل چاہے اجب

زاویۂ نگاہ استغراقِ تام کی کلید ہے!

چاہے باطنی دنیا میں آجا سکے گا۔ اس کو بڑی بات مت جان۔ یہ تو تیری ابتدا ہوگی۔ یہ تو تیری زندگی کا پہلا روز ہوگا۔ یہ تو تیری باطنی آنکھ کے دوسرے جہان غیبی میں کھلنے کا پہلا دن ہوگا۔ یہ تو تیری ابتدا ہوگی۔ تیری انتہا کہیں اور ہے۔ تیری انتہا بہت بُلند ہے۔ تُو تو ابھی عالمِ ناسُوت پر کھڑا ہے۔ ابھی تو تجھ میں نہ پرواز کی طاقت ہے۔ نہ عروج کی ہمت۔ تو اپنے آپ کو اس جہان کا باشندہ نہ سمجھ۔ میرے بھائی تو کسی اور جہان سے یہاں آیا ہے۔ تیرا اصلی جہان کوئی اور ہے۔ پس کیا تو چاہتا ہے کہ تو زندگی زندگی میں اپنے اصلی حقیقی، ابدی جہان میں پہنچ جائے۔ کیا تو بقائے دوام چاہتا ہے یا فنائے عام۔ نہ میرے بھائی ایسا نہ کر۔ آ! زندگی زندگی میں فنا کے مقام کو عبُور کرلیں۔ اسی زمانے میں وُہ مقامات عبُور کریں جہاں ہماری "اصل" ہے اور جہاں "فنا" نہیں۔ جہاں زوال نہیں۔ جہاں "موت" نہیں۔ جہاں ابدی و دوامی زندگی ہے۔

جناب حضرت سُلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ قدس سرہ العزیز کا یہ فرمان ہمیشہ میرے سامنے، میرے پیشِ نظر اور میرے قلب کی گہرائیوں تک جاگزیں رہتا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ "تجھ کو سب سے پہلے علمِ باطن کو سمجھنا چاہیئے۔ پھر اس پر عمل کر۔ پھر منزل بہ منزل اُسے عبُور کر، جب تجھے وُہ علم مکمل طور پر یعنی عملی طور پر حاصل ہوجائے تب اُسے تصنیف کی شکل میں لے آ۔ پھر تیرا علم تجھ پر وبالِ جان نہ ہوگا۔ پھر تجھے فطرت (زمانے) کے تغیر و تبدل سے اپنے علم کو تبدیل نہ کرنا پڑے گا"

سو اس بندہ حقیر نے سب سے پہلے اس علم کو سمجھا پھر اس پر عمل کیا۔ پھر اسے اپنے اندر ثبت کیا۔ پھر یہ علم سینے سے نکالا۔ پھر اسے کسوٹی پر رکھا۔ پھر دوبارہ اسے

استغراقِ تام علم العین کی کلید ہے!

کٹھالی میں ڈال کر چرخ پہ چرخ دیئے۔ پھر دوبارہ اسے کسوٹی پر پرکھا۔ پھر اسے تیزاب فاروقی میں ڈالا پھر اس میں سے نکال کر دوبارہ چرخ دیا۔ پھر اسے کسوٹی پر پرکھا۔ پھر اس کو تپایا۔ پھر اس پر رنگ کاٹ ڈالا۔ پھر گرم کیا۔ حاشا وکلا نہ کچھ ضائع ہوا نہ کم ہوا۔ نہ رنگ بدلا۔ نہ تول میں کم ہوا۔ نہ کسی چیز نے اسے کھایا۔ کیوں جی ذرا میری طرف دیکھئے۔ کیا اسے ہی "کندن نہیں" کہتے۔ سو یہ بندہ خالص سو فیصد خالص کندن آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

پہلے پچاس برس تک اس وادی میں چلا۔ اور پورے ۲۰ برس اسکو حاصل کیا۔ جانچا۔ پرکھا۔ تب اس آخری عمر میں اس پر قلم زن ہوا۔ یہ کتاب اس وقت لکھی جا رہی ہے۔ جبکہ میں اس جہانِ فانی کو خیرباد کہہ رہا ہوں۔

عمر گذری ہے اسی دشت کی پیمائی میں

سو اے میرے اچھے بھائی! اس بات کو خوب خوب جان لے کہ یہ ظاہری قدموں سے طے ہونیوالا راستہ تو نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ کوئی بس یا ہوائی جہاز کا راستہ ہے کہ تو اس پر سوار ہو کر پہنچ جائے یہ تو باطنی قدموں سے طے ہونیوال راستہ ہے۔ یہ تو باطنی پرواز کا راستہ ہے۔ یاد رکھ سب سے پہلے سب سے اولیں سب سے مقدم تجھ میں یہ صفت پیدا ہونی چاہیئے کہ تو پرواز باطنی پر کنٹرول حاصل کر سکے۔ جب تک یہ نہ ہوگی تو تو باطن میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ اور باطنی پرواز ایک نقطہ میں ہے۔ یہ ایک معمہ ہے اور یہ معمہ نہ زبان سے کھول سکتا ہے۔ کوئی۔ نہ ورد و وظائف سے کھلتا ہے اور نہ چلہ کشی سے حاصل ہے۔ نہ یہیں چاہے تیری پیٹھ کُبڑی ہو جائے سجدوں سے خواہ سنگِ در گھس جائے۔ مگر یہ معمہ ایسے

زاویۂ نگاہ استغراق اور علم العین دُونوں کی کلید ہے۔

حل نہیں ہو سکتا۔ تاآنکہ تیری ایک باطنی آنکھ پیدا نہ ہو جائے اور تیری باطنی پرواز جاری نہ ہو جائے۔

میں سلسلۂ تصنیف (۱) و سلسلۂ تصنیف (۲) یا سلسلۂ تصنیف (۳) ہرگز تصنیف نہ کرتا۔ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ اس معمّہ کو تو از خود بغیر کسی کی رہنمائی کے کھول لیگا۔ تُو کسی پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے کہ تیرا یہ معمّہ کوئی اور آکر کھولے۔ تُو تو آس لگائے بیٹھا ہے کہ بس کوئی تجھ پر ایک نظر ڈالیگا اور یہ معمّہ آناً فاناً کھل جائیگا۔ گو کامل مکمل اکمل مرشد کے لئے یہ کوئی بھی بڑی بات نہیں ہے۔ جامع نور الہدٰے مرشد ایک نظر میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ ایک نظر اُن کی بہت کافی ہے۔ مگر ذرا میری طرف متوجہ ہو! ایسی کامل و مکمل ہستیاں تجھے کہاں ملیں گی۔ اس بندہ نے پورے ۲۰ سال مرشد کامل کی تلاش میں صَرف کئے مگر کوئی کامل مرشد نہ ملا۔ آخر ایک روز میں نے اپنے دل کو سمجھایا۔ سمجھایا کیا بلکہ میں اپنے آپ پر ہنسا۔ دیہ بالکل سچی بات عرض کر رہا ہوں۔ بچپن کی بات ہے) میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ کیا تو اس بات کا انتظار کرتا ہے کہ کوئی تجھے آکر کہے کہ تُو اللہ تعالےٰ سے عشق کر۔ میں نے اپنے دل کو کہا۔ نادان اللہ تعالیٰ تو موجُود ہے۔ وُہ تو تیرے پاس ہے۔ وہ تو تیرے قریب ہے تو اُسے ڈھونڈتا باہر کیوں ہے۔ ع

کیا کہا وہ کعبہ میں ہے۔ صنم خانے میں نہیں ہے

اچھا ترا خدا ہے کہیں ہو۔ کہیں نہ ہو! ؟

میں نے اپنے دل سے کہا کہ چل اُٹھ! ابھی سے کوشش شروع کر دے۔ تو محنت کر۔ بر لانا اس کا کام ہے۔ تو محنت کر مزدوری دینا اس کا کام ہے تو درخت لگا

بس کلید کے بغیر علم العین کا قفل نہیں کھل سکتا

پھل لگانا اس کا کام ہے۔ چنانچہ میں رات کو نصف شب کے قریب متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔ یقین جانیے۔ پہلی نشست۔ پہلی کوشش۔ پہلی رات کو صرف نصف گھنٹہ کے اندر اندر جاگتے جاگتے۔ بیٹھے بیٹھے۔ عین بعین دیکھ کر اٹھا۔ یہ میری زندگی کی پہلی شب تھی اور یہ میری زندگی کا باطن میں پہلا روز تھا۔ یاد رہے اس وقت میں ساتویں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس کے بعد باطن میں بیٹھے بیٹھے دیکھنا میرا ہر روز کا معمول بن گیا۔ لطف کی بات یہ کہ ظاہری طور پر میرا کوئی استاد نہ تھا۔ اس تصنیف کے لئے نہ تو اس بندہ نے کہیں اور کسی تصنیف سے خیال اخذ کئے نہ ہی۔ کسی کی نقل کی۔ نہ کسی تصنیف سے کچھ چوری کیا۔ اور تو اور بزرگوں کی روایات۔ کشف و کرامات تک کو بیان نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی اپنے نفس مضمون سے ادھر اُدھر بھٹکا۔ نہ اس تصنیف کو تحریر کرتے وقت مجھے کچھ سوچنا پڑا۔ یہ کوئی مضمون آفرینی نہیں کہ سوچنا پڑتا۔ یہ تو آپ بیتی ' ہر روز کے تجربات ' بندہ کے دیدہ تجربات سے ماخوذ ہے۔ پھر دماغ پر زور دینا کیسا۔ پھر سوچنا کیسا۔

وجہ تصنیف لطیف:

یہ ہے کہ یہ کتاب سارے کے سارے تصوف پر محیط نہیں ہے۔ تصوف پر اعلیٰ سے اعلےٰ ترین کتب پہلے ہی موجود ہیں۔ اس تصنیف کو تو اُن مشکل ترین اور نہایت ضروری نکات کیلئے مختص کر دیا گیا ہے جن کے بغیر آپ ہرگز ہرگز باطنی دنیا میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اور ان ضروری نکات کے علاوہ کوئی اور باطن میں جھانکنے کا روزن ہی نہیں ہے۔ ان تصانیف نمبر ۱، نمبر ۲، نمبر ۳ کو اس لئے بھی تحریر میں لانا ضروری سمجھا گیا کہ بزرگانِ دین نے تصوف پر مکمل طور پر لکھا ضرور ہے مگر اُن نکات کو ہرگز نہیں

علم الیقین راز لے رہا ہے !
صفت

کھولا جس سے کہ ایک عام مبتدی جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے باطنی پرواز کر کے پھر نظر دوڑاؤ، پھر جستجو کرو۔ آخر کار آپ کی نظر تھک ہار کر پھر تشنہ لب وہاں آ ئیگی سو میرے بھائی غنیمت جان کہ ان تمام مشکل ترین، اہم ترین، نہایت ضروری باتوں کو یوں کھول کر رکھ دیا گیا ہے۔ ان تصانیف زیرِ نظر میں جس طرح کہ روزِ روشن۔ اور مزے کی بات یہ کہ خواہ تو مرشد رکھتا ہے یا نہیں یہ تصانیف ہر ایک کی باطنی نظر کھول دیگی صرف تیرے عمل پختہ ارادہ کی ضرورت ہے۔ غنیمت جان لے۔ ہم آپ کو پھر نہ مل سکیں گے۔ اور پھر تو ان باتوں کو ترسے گا۔ البتہ بذریعہ باطنی پڑ زیر پھر بھی تو ہم سے ملتا رہیگا۔ خدا نے چاہا تو ہم بھی ملتے رہیں گے۔ ہمیشہ کیلئے خواہ ہم اس دنیا میں ہوں گے خواہ اس دُنیا میں۔ ہمارا رابطہ قائم رہیگا۔ انشاء اللہ!

ع ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

ع نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

ع یہ جنّتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے

علم العین محبوب لے مخبت سے

اس تصنیف لطیف کے فوائد

(۱) اے طالب، اگر تو ایک مدت دراز سے اسم اللہ ذات کے تصور و تفکر میں مصروف ہے، لیکن آج تک نہ تو اسم اللہ ذات کو روشن درخشاں اور تاباں دیکھ سکا اور نہ ہی اسم اللہ ذات کو باطن میں متحرک دیکھ سکا، اور نہ ہی تو اسم اللہ ذات کی باطنی قوت سے آشنا ہو سکا تو تو اس تصنیف کے مندرجات کو پہلے غور سے پڑھ، پھر اسم اللہ ذات کو باطنی طور پر اپنی اصلی شان میں دیکھنے کیلئے ان نکات پر پوری طرح تہہ دل سے عمل پیرا ہو جا۔ اگر تو نے دل و جان سے اس پر عمل کیا تو تُو باطنی اسم اللہ ذات تاباں، درخشاں اور روشن دیکھ سکے گا۔ اور اسم اللہ ذات کو باطنی طور پر اپنی پوری قوت سے متحرک اور جلوہ گر دیکھ سکو گے اور اس بات کا حل ہو جانا کوئی کھیل یا آسان نہیں لیکن اگر بات اور خاص نکات کو سمجھ لیا اور پھر ان پر عمل بھی کر لیا تو بہت ہی آسان بھی ہے۔ (۲) تصوف کے راستے میں حاضرات اسم اللہ جاننے کی بہت ضرورت ہے۔ حضرت جناب سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی حاضرات اسم اللہ ذات سے ناواقف ہے۔ نہیں جانتا تو راہ فقر میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ اور وہ روحانیت سے قطعاً ناواقف ہے۔ سو اس تصنیف میں حاضرات اسم اللہ ذات کو مکمل وضاحت سے بیان کر دیا جائیگا۔ (۳) اگر آپ حاضرات اسم اللہ سے

زہد و تقویٰ راز و نیاز دید و مشاہدہ کو نہیں پا سکتے

واقف ہو جائیں گے تو آپ راہ باطن کے تمام معموں کو از خود کھول لیا کرو گے۔ (۴) حاضرات اسم اللہ ذات سے باطنی اسرار و رموز کو سمجھنے جاننے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اور یہ بڑی بات ہے۔ (۵) جناب سلطان العارفین قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق جو شخص علم نعم البدل سے ناواقف ہے۔ وہ بھی راہ سلوک سے بالکل ناواقف ہے۔ سو اس تصنیف میں علم نعم البدل پر مکمل روشنی ڈالی جائے گی جس سے آپ لا یحتاج ہو سکتے ہیں۔ (۵ب) باطن میں انسان پر مختلف قسم کی نوع بنوع تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔ سو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت آپ کون سی اور کن منازل اور کون سے لطائف کی تجلیات سے دوچار ہیں۔ (۶) **اقسام تجلیات** (۷) بعض لوگ تجلیات نہیں دیکھتے نہ انکو نظر آتی ہیں سو اس تصنیف میں یہ بتایا جائے گا کہ آپ کیا کریں کہ آپ پر بھی تجلیات کا نزول شروع ہو جائے۔ (۷ب) باطنی تجلیات دیکھنے کی کلید کیا ہے (۸) آپ کی باطنی پرواز کیسے اور کیونکر جاری ہو سکتی ہے۔ (۹) آپ اپنے ار بار اور اپنی مرضی سے کیسے باطنی دنیا میں پہنچ سکتے ہیں (۱۰) آپ جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے کیسے باطن کے عوالم میں جا سکتے ہیں۔ (۱۱) آپ ظاہری رہنما کے بغیر بھی باطنی پرواز کر سکتے ہیں۔ (۱۲) ظاہری رہنما کے بغیر بھی آپ اپنی باطنی آنکھ کھول سکتے ہیں (۱۳) باطن میں آنے جانے پر آپ پر کوئی پابندی، کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہے۔ (۱۴) آپ کا قلب بغیر کسی ظاہری رہنما کے اسم اللہ ذات پر رواں ہو سکتا ہے (۱۵) بغیر کہیں جائے گھر بیٹھے آپ کو علم دعوت القبور حاصل ہو سکتا ہے۔ (۱۶) **گھر بیٹھے بیٹھے** آپ رُوحانی سے ہمکلام ہو سکتے ہیں۔ (۱۷) باطنی طور پر بھی

کیا تجھے حواسِ خمسہ ظاہری بند کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔

دعوت القبور گھر بیٹھے بیٹھے رواں جاری ہو سکتی ہے۔ (۱۸) کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا ایک ایسا باطنی لطیف جُثہ باطن میں از سر نو پیدا ہو جائے جو اسم اللہ کے صفاتی اسمائی و آثاری اسما سے مرقوم ہو (۱۹) جناب حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے فرمایا ہے "ناظر نگاہ حاضر آگاہ" کیا آپ اس کے معنی المعنیٰ سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں۔ (۲۰) پھر کیا آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ ۱۹ کی کلید آپ کو حاصل ہو جائے۔ (۲۱) کیا آپ حج کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ حج کرنا چاہتے ہیں تو کیا آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ بیتُ اللہ کی باطنی شان بیت المعمور کی طرح نظر آئے۔ (یاد رہے بیت المعمور عالم ملکوت میں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم بھی بیت المعمور کی مانند زمین پر بیتُ اللہ بناؤ۔ جس طرح یہاں عالم ملکوت میں فرشتے بیت المعمور کے گرداگرد طواف کرتے ہیں۔ اسی طرح زمین پر بندے بیت اللہ کے گرداگرد طواف کریں۔ سو ایسا ہوا۔ سو کیا آپ بیت اللہ کی اصلی باطنی قدیمی حقیقی شان جلوہ گر دیکھنا چاہتے ہیں (۲۲) کیا آپ حضورؐ کے وقت کی حقیقی اصلی مسجد نبوی دیکھنا پسند کرتے ہو (۲۳) کیا آپ حضور صلعم کے روضۂ مبارک کی باطنی شان دیکھنا چاہتے ہو (۲۴) کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو باطن میں یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کا حج قبول ہو گیا ہے یا نامقبول۔ (۲۵) کیا آپ چاہتے ہیں کہ جو نماز آپ پڑھتے ہیں دوران نماز ہی آپ کو معلوم ہو جائے کہ میری یہ نماز قبول ہو گئی ہے یا کہ نہیں (۲۶) سو مذکورہ بالا تمام باتوں کیطرف یہ تصنیف لطیف آپ کو آگاہی دے گی۔ (۲۷) (۱) کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسم اللہ ذات باطن میں حقیقی اصلی اور اپنی قدیمی شان سے

کیا آپ کو حواس خمسہ باطنی کے کھولنے کا ڈھنگ آتا ہے

جلوہ گر ہو جائے۔ (۲۵) کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسم اللہ (ذاتؑ) اَلَمْ نَشْرَحْ بالکل کھلی ظاہری آنکھوں سے آپکو جلوہ گر، برق پاش اپنی اصلی اسمائی صورت میں نظر آنے۔ شاید اس بات پر تجھے یقین نہ آئے مگر کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ بندہ یہ تصنیف محض حق پر حق کے لئے دل کی گہرائیوں سے برحق لکھ رہا ہے۔ اور یہ تصنیف ایسے وقت میں لکھی جا رہی ہے جبکہ یہ بندہ اس دنیا سے دست کش ہو کر اپنے خالق حقیقی کیطرف آپ سے جدا ہو کر ہمیشہ کے لئے جا رہا ہے۔ (۲۸ ب) کیا آپ چاہتے ہیں کہ ۲۵ کی کلید بھی آپ کو حاصل ہو جائے۔ اور ایک دن وہ آئے کہ آپ بذات خود ظاہری کھلی آنکھوں سے اسم اللہ کو جلوہ گر دیکھ سکیں (۲۹) کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسم اللہ کی تجلیات، لطائف کی تجلیات وانوار بالکل ظاہری کھلی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ یقین رکھ۔ سو فیصد درست ہے۔ تو نے انتہائی چاہا تو اس کی کلید بھی آپ کو حاصل ہو جائے گی۔ آپ نے اگر میری بات مانی اور درست رستہ پر چلے تو آپ بھی ظاہری کھلی آنکھوں سے تجلیات صفاتی اسمائی دیکھ سکو گے۔ اور اس کی کلید بھی دی جا سکتی ہے۔ مگر ایک شرط پہ ....

(۳۰) سب سے آخر میں میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا مذکورہ بالا سب کچھ

۱؎ ۔ صفاتی اسمائی آثاری اسم اللہ بطور اسم کے۔ لیکن اپنی باطنی اسمائی شان سے۔

۲؎ ۔ اسم کو لفظ اللہ کے ساتھ بطور خاص ملحوظ رکھیں۔

۳؎ ۔ اس بات کو نوٹ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو کوئی دخل نہیں۔ وہ بے مثل بیمثال ہے۔ بے چون وبیگون ہے۔ اَلْآنَ کَمَا کَانَ۔

حواسِ خمسہ باطنی کھولے بغیر مشاہدہ جاری نہیں ہوتا۔

میں ہی کروں گا یا آپ خود بھی ہاتھ ہلائیں گے ۔ دلوجی دا ! کیا آپ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا نہیں چاہتے ۔ کیا محتاجی بہتر ہے یا خود مختاری ۔ تم نقد سودا خریدنا چاہتے ہو یا ادھار ۔ پھر سوچو پھر سوچو ۔ تو خود بیدار ہو ۔ تو اپنا بوجھ خود اٹھانا سیکھ ۔ کیا تو خود کفیل ہونا نہیں چاہتا ۔ ناداں محتاجی چھوڑ ۔ اور عین الیقین سے کام لینا سیکھ پھر لامحتاج ہو جا ۔

انتباہ ! یہ بندہ حقیر ایک ضروری عرضداشت پیش کرتا ہے ۔ آپ اس کا بُرا بھی نہ منائیں ۔ اور بندہ کی اس غلطی کو نظر انداز بھی فرمائیں تو زہے قسمت ۔ بندہ کو اس بارے میں حقیقتاً معذور سمجھیں ۔

سو عرض ہے کہ یہ بندہ حقیر نہ پیر ہے ، نہ فقیر ، نہ درویش ہے نہ رہنما ۔ گوشہ نشینی میرا شیوہ ہے ۔ گمنامی میرا طریق ۔ لہٰذا پُر زور التماس ہے کہ کوئی صاحب مجھے ڈھونڈھنے کی کوشش نہ کرے ۔ کوئی اللہ کا بندہ میری تلاش نہ کرے ۔ نہیں دیکھتے کہ جو کچھ میں نے آپ کو دینا تھا وُہ آپ کے گھر پہنچا دیا ہے ۔ اور جو کچھ بتانا تھا بتا دیا ۔ کھول کھول کر بیان کر دیا ۔ اگر آپ اس پر عمل کرو گے تو آپ کی جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے حالتِ استغراق میں پرواز باطنی جاری ہو جائے گی ۔ اور آپ کی باطنی نظر کھل جائے گی ۔

یہ بندہ حقیر فقیر حضرت نور محمدؒ قدس سرّہٗ " سروری قادری " کلاچوی کا مرید ہے ۔ اور حضرت فقیر عبدالحمید صاحب قدس سرّہٗ کا غلام ہے ۔ بلکہ فقیر حضرت نور محمدؒ قدس سرّہٗ کی ساری اولاد کے غلاموں کا غلام ہے ۔ سب کے سب میرے محترم میرے رہنما ہیں ۔ لہٰذا اگر آپ کو کچھ چاہئے تو جناب اعلیٰ حضرت

حواس خمسہ باطنی کھولے بغیر علم العین بھی نہیں آتا۔

فقیر عبد الحمید صاحب کے دروازے پر جائے۔ باادب ہو کر اپنی ساری گزارشات اُن کے حضور میں پیش کرے۔

یہ بندۂ حقیر ان امور سے تارک اور فارغ ہے۔ نہ کوئی بندہ کا ڈیرہ ہے نہ حجرہ۔ کوئی شخص رات کو میرے پاس نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ اجازت میرے اپنے رشتہ داروں کو بھی نہیں۔ بحالت مجبوری جوابی خط لکھ دیجئے۔ اگر مجھ سے ہو سکا تو جواب لکھ سکوں گا۔ وگرنہ معذرت خواہ ہوں۔ یہ نہ تکبر ہے نہ غرور۔ بلکہ بندہ کی مجبوری سمجھئے۔

"پیش لفظ متعلقہ اسم اللہ ذات"

پیشتر اس کے کہ اصل نفس مضمون شروع کیا جائے اس بات کا سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ کہ اکثر لوگ اسم اللہ ذات کا تصور و تفکر ایک مدت مدید تک کرتے رہے مگر باطنی طور پر اُن کا اسم اللہ کیوں تاباں نہ ہو سکا۔ وہ اس چیز سے کیوں محروم رہے ویسے یہ بات سوچنے کی بھی ہے کہ ایک آدمی خلوص دل سے تصور میں مصروف رہے دن رات ہمہ تن تصور کرتا رہے۔ پھر بھی وہ اصل مقصد یعنی اسم اللہ کو باطن میں درخشاں نہ دیکھ سکے۔ ابتدائی زمانہ میں میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ سو اس بندۂ حقیر نے چاہا کہ کوئی ایسا طریقہ اپنایا جائے۔ جس سے اسم اللہ ذات بلا تکلف روشن و تاباں ہو سکے۔ حضرت جناب سلطان العارفین قدس سرہٗ کے

استغراق کی کلید کے بغیر حواس خمسہ باطنی نہیں کھلتے

قول کے مطابق مبتدی کو حاضرات اسم اللہ ذات کا جاننا بھی بہت ضروری ہے۔ بلکہ حضور تو اس قدر بھی فرماتے ہیں کہ جو شخص اسم اللہ ذات کے حاضرات سے ناواقف ہے وُہ راہ باطن میں ہرگز نہیں چل سکتا لہٰذا ابھی اس نکتہ کو بھی کماحقہٗ آپنے سمجھنا ہے۔

نکتہ: جناب عالی! آپ حاضرات اسم اللہ ذات کو کیونکر سمجھ سکیں گے جبکہ ابھی تک آپ کی پرواز باطنی ہی جاری نہیں ہوئی۔ جبکہ ابھی تک آپ اپنے اختیار سے اپنی مرضی سے باطن میں آجا ہی نہیں سکتے حاضرات اسم اللہ ذات کو تو آپ تب سمجھ سکیں گے۔ تب دیکھ سکیں گے جبکہ باطنی پرواز آپ کے کنٹرول میں ہو اور آپ اس پر قادر ہوں۔

ایک اسراری بھید: اے میرے مبتدی بھائی! تو اس باطنی پرواز پر کیونکر قادر ہو سکے گا۔ جبکہ تو حواس خمسہ باطنی سے ناواقف ہے۔ گو حواس خمسہ ظاہری سے سب لوگ واقف ہیں۔ مگر کیا تو حواس خمسہ باطنی کا کھولنا جانتا ہے۔ کیا تو حواس خمسہ ظاہری کا بند کرنا جانتا ہے۔ جب تک تو یہ نہ جانے گا تیری باطنی پرواز کیونکر جاری ہوگی۔ تو ہوائی جہاز میں اڑتا ہے۔ تو بذریعہ راکٹ اس فضائے بسیط کو بھی پار کر گیا ہے لیکن کبھی تو نے ہوائی جہاز کے بغیر، راکٹ کے بغیر بھی پرواز کرتے دیکھا ہے کسی کو۔ سو جس باطنی پرواز کی میں بات کر رہا ہوں یہ تو راکٹ۔ کرنٹ لہر اور ایتھر اور ایتھر سے بھی تیز تر ہے۔ ریڈیائی لہریں۔ پیغام برقی اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ آپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا وُہ واقعہ قرآن پاک یاد ہوگا۔ جو خود اللہ کریم نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ ایک موکل دیو جن قوم سے تھا،

استغراق کی کلید کے بغیر حواسِ خمسہ ظاہری بھی بند نہیں ہوتے

نے حضرت سُلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ وہ تختِ بلقیس میں آپ کے یہاں سے اٹھنے سے پہلے پہلے لاکر آپ کے سامنے حاضر کر سکتا ہُوں۔ لیکن ایک اہلِ کتاب صاحبِ پرواز باطنی نے عرض کیا (اور یہ انسانوں میں سے کامل انسان تھا) کہ جناب تختِ بلقیس کو تو میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے پہلے لاکر حاضر کر سکتا ہُوں۔ حتیٰ کہ حاضر کر بھی دکھایا۔ اس پر حضرت سُلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف فرمائی۔ اور یہ باطنی پرواز کا اور قوتِ باطنی کا ایک چھوٹا سا نمونہ تھا۔ سو میرے بھائی پھر اسی بات کو سمجھ کہ جب تک تو حواسِ خمسہ ظاہری کو بند کرنا نہیں جانتا اور حواسِ خمسہ باطنی کو کھولنا نہیں جانتا تو کیونکر پرواز باطنی کر سکے گا۔ اس پر قادر ہونا تو اور بھی الگ نوعیت کی بات ہے۔

خاص الخاص نکتہ:

ذرا میری طرف دیکھئے۔ جب تک آپ علم العین نہیں جانتے تو حواسِ خمسہ باطنی کیسے کھول سکیں گے

علم العین ایک نادرِ روزگار خاص الخاص علم ہے۔ سُلطان صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ جو شخص علم العین سے ناواقف ہے وُہ دلکشا بینا اور چشمِ بصیرت نہیں رکھتا۔ اور راہِ باطن میں وُہ ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔

آپ نے دیکھا یہ سب باتیں ایسی زنجیر در زنجیر ہیں کہ آپ اس زنجیر سے ایک کڑی کو بھی الگ نہیں کر سکتے۔ اور ایک ایسی عمارت ہے کہ جس میں اینٹیں اس انداز سے لگائی گئی ہیں کہ ایک اینٹ بھی آپ اس سے الگ نہیں کر سکتے ؏

کرے گر فکرِ تعمیرِ خیالِ ہاء دلِ گردوں!
نہ نکلے خشتِ مثلِ استخوان بیروں ز قالبہا

حواس خمسہ ظاہری بند ہوئے بغیر حواس خمسہ باطنی نہیں کھلتے

یہ سب کچھ اسم ذات تاباں بیان کرنے سے قبل بطور تمہید کے بیان کر دیا ہوں اور وہ وجوہات بیان کر دیا ہوں کہ جن وجوہات کی بنا پر تیرا ابھی تک اسم اللہ ذات باطن میں متحرک نہیں ہو سکا۔ یہ نازک باتیں ہیں۔ شاید پھر کبھی تجھ سے بیان نہ کر سکوں۔ سو تو غنیمت جان کہ آج وقت ہے۔ ان سب باتوں کو بدرجہ خوب ذہن نشین کر لے۔ ان سب رکاوٹوں کو دور کر جو تیری ناکامی کا باعث بنا۔ ان فوائد کا کما حقہ ادا کر لینا تیری کامیابی کا ضامن ہوگا۔ اور تیری سب وہ محنت جو رائیگاں ہو رہی تھی بے کار آمد ہو جائے گی۔ اور بس۔

خُلاصہ علم العین

چھوٹی بات! آپ علم العین کیسے حاصل کر سکیں گے جبکہ آپ استغراق کی کلید سے ناواقف ہیں۔ یاد رکھیے استغراق غیبت ہے۔ اپنے آپ میں ڈوبنا۔ اپنے آپ میں مستغرق ہونا نہیں جانتے تو جان لیجئے علم العین کی کلید بھی آپ کو حاصل نہ ہو سکے گی۔ اور استغراق اس وقت تک حاصل نہ ہوگا۔ جب تک آپ حواس خمسہ ظاہری کو بند کرنا نہیں جانتے اور جب تک آپ حواس خمسہ ظاہری کو بند نہ کریں گے تو اس وقت تک آپ کے حواس خمسہ باطنی نہیں کھل سکتے۔ اور حواس خمسہ باطنی اس وقت تک نہیں کھل سکتے جب تک آپ استغراق فی اللہ

حواس ظاہری و باطنی کا ہر مرحلہ ایکدوسرے کے قفل کی کلید ہے

استغراق فی النفس (اپنی ذات میں ڈوبنا) نہیں جانتے۔ اور استغراق کی کلید آپ اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک آپ زاویہ نگاہ زاویہ عین بالواسطہ۔ اور زاویۂ نگاہ بلاواسطہ نہیں جانتے۔ لہذا زاویۂ نگاہ بلاواسطہ مذکورہ بالا تمام قفلوں کی کنجی ہے۔ اور جب تک آپ زاویۂ نگاہ بلاواسطہ کی کلید حاصل نہیں کرتے آپ کا باطن میں عین بعین اسم اللہ ذات تاباں متحرک نہیں ہو سکتا۔

سو باطن میں اسم اللہ ذات کو اگر متحرک، تاباں، روشن اور اپنی پوری شان سے جلوہ گر دیکھنا چاہتے ہو اور مذکورہ بالا تمام قفلوں کی کلید اگر حاصل کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے زاویۂ نگاہ بلاواسطہ کو سمجھئے۔ حاصل کیجئے۔ پھر سب کی کلید آپ کو حاصل ہو جائے گی۔

"کیا آپ علم العین کی کلید حاصل کرنا چاہتے ہیں؟"

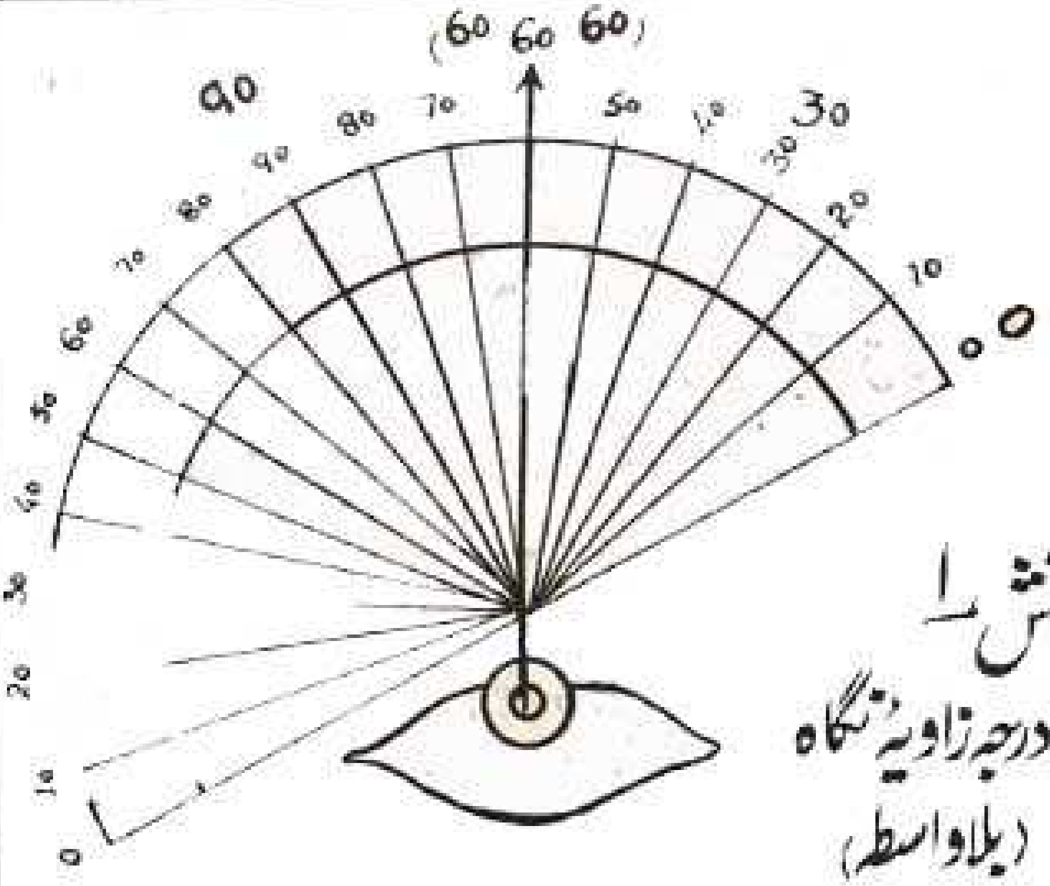
اگر آپ علم العین کی کلید حاصل کرنا چاہتے ہیں نیز پچھلے صفحہ پر بیان کردہ تمام کلیدات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو بندہ کی سلسلہ وار تصنیف "بنام "سیف الرحمن" الملقب علم العین، المعروف چشم بصیرت" کو سب سے پہلے پڑھیئے۔ تصنیف سیف الرحمن میں ان تمام نکات کی کلیدات، تمام نکات کی وضاحت بڑی فصاحت اور بلاغت سے بیان کر دی گئی ہے۔ اور تمام امور کے قفلوں کی کنجیوں کو باقاعدہ قفل میں لگا کر ہر عقدہ، ہر مشکل، ہر نکتہ کو بہت ہی مفصل طور پر کھول دیا گیا ہے۔ اور کوئی بات بھی تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑی۔ انہیں

حواس خمسہ ظاہری و باطنی کا ہر مرحلہ طے کئے بغیر مشاہدہ بھی جاری نہیں ہوتا۔

پڑھ کر اور اُن پر عمل کر کے آپ بخوبی پرواز کر سکتے ہیں۔ استغراق حاصل کر سکتے ہیں گو میں یہاں بھی کچھ بطور نمونہ سیف الرحمٰن تصنیف سے کچھ مزید بتا دیتا ہوں لیکن بالکل مفصل جاننا چاہتے ہو تو تصنیف سیف الرحمٰن سے ان کو سمجھ لیجئے۔ چونکہ تصنیف سیف الرحمٰن کو ابتدائی قواعد پرواز باطنی اور علم العین کے لئے مخصوص کر دیا ہے اس میں نقشہ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۵ ۱۶ کا بغور جائزہ لیں تاکہ آپ اسم اللہ ذات کے تاباں ہونے کی کلید حاصل کر سکیں۔

نوٹ: عرفان حصہ اول، عرفان حصہ دوم مصنفہ مرشدی و مولائی حضرت فقیر نور محمد صاحب قدس سرہٗ (فداہ امی و ابی) اسم اللہ ذات اور علم دعوات میں قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔ بے مثل ہیں اور اس موضوع پر حرف آخر ہیں۔ اسلئے مزید معلومات کے لئے ان کا بھی مطالعہ کریجئے۔ آپ کا بھلا ہوگا۔

جب تک آپ زاویۂ نگاہ بلا واسطہ کو نہ سمجھیں گے اس وقت تک آپ استغراق حاصل نہ کر سکیں گے۔ اور جب تک استغراق کو حاصل نہ کریں گے۔ اس وقت تک علم العین کو نہ پا سکیں گے۔ نیز جب تک علم العین کو نہ سمجھیں گے اسم اللہ ذات کو باطن میں تاباں، متحرک اور روشن نہ دیکھ پائیں گے۔ اور زاویۂ نگاہ بلا واسطہ ان [illegible] کی واحد [illegible] ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے اسے سمجھ لیں۔



نقش ۱
۶۰ درجہ زاویہ نگاہ
(بلاواسطہ)

تعریف: مذکورہ بالا نقش ۱ میں زاویہ نگاہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ آنکھ کی پتلی اس وقت ۶۰ درجہ زاویہ پر مرکوز ہے۔ نیز آنکھ کی پتلی پر غور فرمائیں۔ یہ اس وقت آنکھ کے ڈیلے سمیت درمیان سے قدرے اوپر کو اٹھی ہوئی ہے آنکھ کی پتلی کا نقش ۱ کے مطابق قدرے اوپر کو اٹھنا جیسا کہ نقش سے ظاہر ہے۔

تعریف زاویہ نگاہ بلاواسطہ: اگر سر کو سیدھا اپنی گردن پر کھڑا رکھ کر سامنے دیوار پر متوازی نظر سے دیکھیں تو یہ آپ کی آنکھ کا ۹۰ درجہ زاویہ ہوگا۔ پھر اس کے بعد اسی طرح سر کو بغیر اونچا کئے اپنی گردن پر سیدھا رکھ کر نظر کو دیوار پر سامنے کی بجائے ذرا اور اوپر کو اٹھائیں تو یہ ۶۰ درجہ زاویہ پر آپ کی آنکھ ہوگی یعنی ۶۰ درجہ پر ۱ آنکھ کی پتلی ہو جائے گی۔ جیسا کہ نقش ۱ میں آنکھ کی پتلی سامنے کی بجائے ذرا سی اوپر کو اٹھی ہوئی ہے۔ پس یہی موٹی

حواسِ ظاہری و باطنی کا ہر مرحلہ طے کئے بغیر مشاہدہ بھی جاری نہیں ہوتا!

لائن والا ۶۰ درجہ زاویۂ نظر ہے۔ اس کے بعد اگر آپ اس سے بھی ذرا اور اُوپر کو نظر اٹھائیں۔ (سر کو بالکل پہلے کیطرح سیدھا ہی رکھیں۔ سر کو اوپر نہیں کرنا۔ بلکہ صرف نظر کو اوپر کرنا ہے) تو یہ ۳۰ درجہ کا زاویۂ نگاہ ہو گیا۔ سر کو پہلے کیطرح سیدھا ہی رکھیں اپنی گردن پر۔ اُب ذرا اور اوپر نظر اٹھائیں۔ تو یہ صفر درجہ پر آپ کی نظر پہنچ گئی یعنی اب آپ کی آنکھ پتلی آنکھیں بند رکھتے ہوئے اور سر کو پہلے کی طرح سیدھا رکھتے عین مغز دماغ میں سے گزرتی ہوئی بالکل آسمان کی طرف ہو گئی۔ اسے زیرو یعنی ٥ درجہ زاویۂ نگاہ کہتے ہیں۔ ہر مرحلہ پر ہر زاویہ پر آپ کی آنکھیں بند ہونی چاہئیں اور سر پہلے کی طرح اپنی گردن پر سیدھا رہنا چاہیئے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اگر آپ سمجھو تو یہ زاویۂ نگاہ کے مختلف درجات استغراق حاصل کرنیکا منبع اور مخزن ہیں ہر زاویہ پر ایک نیا استغراق طاری ہوتا ہے۔ ہر درجہ پر استغراق کی کیفیت بالکل جداگانہ ہوتی ہے۔

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذتِ کردار، نہ افکارِ عمیق

"مختلف زاویۂ نگاہ مختلف کیفیت پیدا کرتے ہیں"

۹۰ درجہ پر زاویۂ نظر آپ کے بالکل سامنے دیوار پر پڑے گا یا آپ کی آنکھ کی پتلی کے بالکل سامنے نظر ہوگی۔ اور آنکھیں بند ہوں گی۔ اس ۹۰ درجہ زاویۂ نظر پر ہلکا استغراق طاری ہوتا ہے۔

ترکیب : اس استغراق کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ انسان بیرونی باتیں بھی کچھ کچھ سن سکتا ہے۔ اور باطنی طور پر دیکھ بھی سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے انسان جب سوتے وقت نیم بیداری نیم خواب کے بین بین ہوتا ہے۔ پھر اور ڈوبتا ہے تو باہر سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے۔ اور پورا مکمل طور پر نیند کے عالم میں ڈوب جاتا ہے۔ اور بالکل سو جاتا ہے۔ پھر نیند میں کوئی خواب شروع ہو جاتا ہے۔ تو جو آدمی یہ خواب نیند میں دیکھتا ہے اُسے ہی حواس خمسہ باطنی کہتے ہیں۔ جو کچھ بھی آپ خواب کے عالم میں دیکھتے ہیں۔ وہ سب کچھ حواس خمسہ باطنی ہی دیکھتے ہیں۔ ظاہری حواس خمسہ تو اس وقت مکمل طور پر بند ہو کر سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ خواب میں اور استغراق میں یہ فرق ہوتا ہے کہ خواب میں انسان بے اختیار ہوتا ہے لیکن استغراق میں انسان اپنے حواس پر اختیار رکھتا ہے۔

۹۰ درجہ زاویہ پر جو استغراق طاری ہوتا ہے۔ وہ انسان کو عالم ناسوت اور عالم ملکوت تک لے جانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ اپنی استعداد کے مطابق اوّل اوّل کبھی عالم ناسوت میں ظاہر ہوں گے۔ اور گاہے عالم ملکوت میں۔

استغراق : ذرا پہلے استغراق طاری کرنے کا طریقہ سمجھ لیجئے۔ اور زاویۂ نگاہ کو قائم رکھنے کا طریقہ سمجھ لیجئے۔ نیز اسم اللہ ذات کے تصور کو بھی سمجھ لیجئے۔ (ابتدائی کیلئے رات کو ہی یہ عمل کرنا بہتر ہوتا ہے)

تصور اسم اللہ ذات کا طریقہ بذریعہ زاویۂ نگاہ بلاواسطہ؛

سب سے پہلے نماز عشاء پڑھیں۔ پھر جو ورد و وظائف آپ کو کار فرما کرنے میں کریجیے پھر اس کے بعد مربع ہو کر بیٹھ جائیے۔ کمرے میں اندھیرا کر لیں ا مبتدی کیلئے رات اور اندھیرا ہی بہتر ہوتا ہے، آنکھیں بند کر لیں۔ نظر کو ۹۰ درجہ زاویہ پر رکھیں یعنے اپنی آنکھوں کو بند کر کے بالکل اپنے سامنے اسم اللہ ذات نوری حروف میں قائم کریں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ڈوبتے چلے جائیں۔ گم ہوتے چلے جائیں۔

احتیاط: اس میں احتیاط یہ رکھیں کہ نظر بھی سامنے اسم پر لگی رہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ڈوبتے بھی چلے جائیں۔ سر کو بالکل اپنی گردن پر سیدھا کھڑا رکھیں۔ جب آپ آہستہ آہستہ ڈوبتے چلے جائینگے تو استغراق بھی بھاری ہوتا جائیگا۔ عین استغراق میں اپنی نظر کو ڈوبنے نہ دیں۔ یہی ایک معمہ ہے۔ یہی ایک راز ہے۔ جس نے اس بات کو سمجھ لیا اُس نے باطنی آنکھ پیدا کر لی۔ اور اس کی باطنی پرواز جاری ہو جائے گی۔ پھر دوبارہ نوٹ فرمالیں کہ ڈوبتے بھی جائیں۔ نظر بھی قائم رہے۔ حالانکہ ہم نیند میں سوتے وقت ایسا نہیں کرتے یعنی سوتے وقت ہم نظر کو ڈھیلی چھوڑ کر بے خبر سو جاتے ہیں۔ لیکن مراقبہ میں ایسا نہیں ہوتا۔ مراقبہ میں زاویۂ نظر کو قائم بھی رکھا جاتا ہے۔ اور استغراق میں مستغرق بھی ہونا ہوتا ہے۔ جب آپ کا استغراق اور گہرا ہو جائے گا تو سامنے سے اسم اللہ ذات بھی غائب ہوتا چلا جائیگا۔ اس کو غائب ہونے دیجیے۔ یہ استغراق کے ٹھیک طور پر طاری ہونے کی علامت ہے۔ اسکے بعد لامحالہ آپ کی نظر کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔ آپ زاویۂ نگاہ برابر قائم رکھیں۔ اور اندھیرا میں ہی نظریں گاڑھ دیں۔ آنکھیں بند رکھیں نظر بھی اسی طرح لگی رہے۔ اور مستغرق بھی ہوتے

تصورِ اسم اللہ ذات کا طریقہ بذریعہ زاویۂ نگاہ :

جائیں۔ نیند میں اور زاویۂ نگاہ میں یہی فرق ہے۔ کہ نیند کے لیے سوتے وقت ہم آنکھیں ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور نظر کا زاویہ بھی نہیں لگاتے لہٰذا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم سو جاتے ہیں۔ لیکن باطن میں دیکھنے کے لیے آپ پر استغراق بھی طاری ہوتا جائے اور زاویۂ نگاہ بھی قائم رہے۔ **یہی بات باطنی پرواز جاری ہونے کے لئے ایک بہت بڑا راز ایک دقیق معمہ ہے۔** اسی ایک بات کو نہ سمجھنے سے بہت لوگ آج تک نابینا ہیں۔ اسی معمہ کو نہ سمجھنے کے باعث ہزاروں لوگ باطنی پرواز سے عاری ہیں۔ اور اسی بات کہ یعنی **زاویۂ نگاہ نہ ہونے کے باعث تیری راتیں آج تک تاریک پڑی ہیں۔** زاویۂ نگاہ علم العین۔ اور استغراق کو نہ جاننے کے باعث آج تک تیرے ہرے بھرے گلستان اجاڑ پڑے ہیں۔ پھر سمجھ! پھر جان! پھر سوچ اور ان باتوں پر تہہ دل سے عمل کر کے اپنے ویرانے کو آباد کر لے ؎

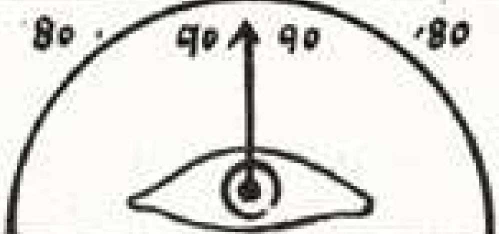
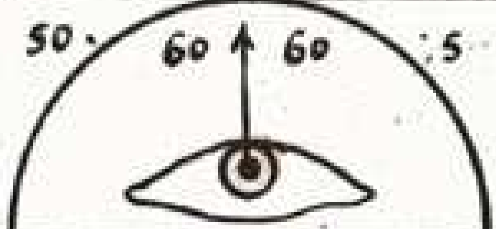
تیرا دل یہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ۔

پھر جان لے کہ آنکھیں بند رکھ۔ زاویۂ نگاہ کو قائم رکھ۔ جب اسم اللہ غائب ہوتا جائے تو استغراق بڑھتا جائے گا تیرے سامنے اندھیرا رہ جائیگا۔ اب اسی اندھیرے میں نظر (آنکھیں بند رہیں) کو خوب توجہ سے گاڑھ دے۔ پھر اندھیرا کم ہوتا جائیگا۔ پھر تیرے سامنے کی فضا وسیع ہوتی جائے گی۔ استغراق اسی طرح طاری رہے جب فضا صبح سہانی جیسی آپ کے سامنے ہو جائے تو سمجھ لینا کہ آپ درست راستہ پر جا رہے ہیں نگاہ کو اسی طرح اپنے سامنے کی فضا میں گاڑھے رکھیں۔ آنکھیں بند رہیں اور استغراق جاری اور طاری رہے۔ اپنے آپ میں زاویۂ نگاہ

کیا ایک جواب ملے سب کو اے کلیم
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی!

کو قائم رکھتے ہوئے ڈوبتے چلے جائیں۔ بس یہ وقت مشاہدہ کھلنے کا ہو گیا۔ اسی فضا میں آپ پر یکدم کوئی تجلی سفید براق۔ بجلی سے بھی تیز ایسی پڑے گی کہ آپ کی آنکھیں چندھیا جائیں گی۔ اور سر سے پاؤں تک لرز جائیں گے اور یک لخت آپ آنکھیں کھول دینگے۔ یا کوئی بزرگ آدمی آپ کے سامنے یکدم ایک لحظہ کیلئے نمودار ہوگا۔ (مبتدی کے لئے اوّل اوّل ایک لحظہ ہی ہوتا ہے) یا کوئی نظارہ بہشت بریں کا نظر آئے گا۔ یا کوئی غیبی آواز آئے گی۔ یا کوئی پیغام آئیگا۔ یا کسی بزرگ کی نظر آپ کو فیض یاب کرے گی۔ یا اسم اللہ ذات تاباں۔ متحرک اور اپنی پوری قوت سے جلوہ گر ہو جائیگا۔ اگر ان میں کوئی بھی نظارہ آپ کو نظر آئے تو مبارک ہو۔ یہ آپکی زندگیِ باطنی کا پہلا روزنہ ہوگا۔ جب ایک دفعہ آپ باطن میں کوئی نظارہ کر لو گے تو ہمیشہ آپ پر باطن میں دیکھنے کا راستہ کھل جائیگا۔ اسی طرح پھر آپ ہر روز کوئی نہ کوئی مشاہدہ کر لیا کروگے۔ اگر بالفرض آپ نے ایک نظارہ کیا ابھی ابھی پھر اور دل چاہا۔ تو آپ دوبارہ اسی طرح زاویۂ قائم کریں۔ پہلے چند منٹ تصوّر اسم اللہ ذات حرف اسم اللہ کا کریں پھر ڈوبتے جائیں۔ زاویۂ نگاہ اسی طرح قائم رکھیں پھر استغراق میں ڈوبتے جائیں۔ تو پھر دوبارہ نظارہ ہو جایا کریگا۔ اسی طرح بار بار جب تک جی چاہے کر سکتے ہیں۔

علم العین کے مختلف زاویہ نگاہ :-

زاویے	زاویے	کیفیت تجلی چشم (آنکھیں بند کر کے)	کیفیت استغراق	متعلقہ عالم
90 80	90		نیند اور خواب کی مانند استغراق	ناسوت ملکوت
70 60	60		بھاری، گہرا، موت کی مانند استغراق	جبروت لاہوت لامکان
50 40 30	30		موت سے بھی بھاری، گراں ترین استغراق	لامکان یاہوت ھاہوت
0 10 0	0		استغراق ماسوا ر اللہ بے کیف و کم، بے چون و بے چگون	یاہوت جاہوت ھاہوتیت

نقش زاویۂ نگاہ (علم العین) مـ۲ جمع ابجمع، خواص اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں، نکات خاص الخاص:

ناظرین:- سب سے قبل آنکھ کی پتلیوں پر بغور نگاہ کریں۔

تجلیات ظاہراً طور پر بھی آشکارا ہوتی ہیں، باطنی طور پر بھی!

علم العین زاویۂ نگاہ کا تعلق روشن غیبی اسم اللہ ذات لطائف باطنی انوارِ لطائف، انوار عوالم باطنی اور عوالم غیبی سے بہت گہرا ہے۔ علم العین با زاویۂ نگاہ بلا واسطہ مذکورہ بالا مقامات کو کھولنے کی واحد کنجی اور کلید ہے۔

میں عرض کر رہا تھا نقش ۲ میں آنکھوں کی پتلیوں کے زاویوں پر ذرا غور کریجئے ۹۰ درجہ پر پتلی چشم عین آنکھ کے درمیان میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ (آنکھ بند کر کے) بالکل اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ فرض کرو سامنے دیوار پر آپ کی آنکھوں کے سامنے عین بالمقابل ایک نکتہ لگا دیا گیا ہے۔ تو جب آپ اپنے سامنے دیکھیں گے تو یہ نکتہ آپ کی آنکھوں کے عین بالمقابل۔ بالکل سامنے آ گیا۔ اب آپ نقشہ کے مطابق نکتہ سے ۲ درجہ اُوپر کو دیوار پر دیکھیں (سر کو اوپر نہیں اٹھانا بلکہ سر پہلی حالت پر آپ کی گردن پر سیدھا ہی رہے) پس یہ تھوڑا اوپر جو آپ نے دیکھا تو اب آپ کی آنکھ کی پتلی ۶۰ درجہ زاویہ پر ہو گئی۔ پھر بغیر سر کو اوپر کئے ذرا اور اُوپر دیوار پر دیکھیں۔ اب آپ کی پتلی چشم ۳۰ درجہ زاویہ پر ہو گئی۔ اسی طرح اب ذرا اور اُوپر دیکھیں تو آپ کی آنکھ کی پتلی ۰ یعنی صفر درجہ پر ہو گئی۔ یعنی بغیر سر کو اوپر کئے اب آپ کی آنکھ کی پتلی عین مغز سر میں سے ہوتی ہوئی سیدھی آسمان کی طرف ہو گئی (آنکھیں بند ہی رکھیں) صرف پتلی چشم کو درجہ بدرجہ اوپر لے جائیں۔ ایسے زاویہ نگاہ بلا واسطہ کہتے ہیں۔

تجلیاتِ آشکارا بچشمِ باز کا طریق کار بالکل الگ ہے !

"ماحصلِ (فوائد) علم العین بازاویۂ نگاہ" !

نوٹ : ہر زاویۂ نگاہ پر پہلے ہمیشہ اسم اللہ ذات کا تصور جاری رہے ۔ یہ منزلِ مقصود بھی ہے ۔ اور اصل غرض و غایت بھی ۔

۹۔ درجہ زاویۂ پر استغراق ملکا طاری ہوتا ہے ۔ اس استغراق کے بعد عالمِ باطن میں جنات مسلمان یعنی مسلمان جنات ۔ اور عالم ملکوت سے فرشتے" اور انوارِ لطائفِ نفس و قلب اور انوار عالم ملکوت صاحب نظر پر ظاہر ہوتے ہیں ۔ جو اُسے بشارتیں اور اشارات دیتے ہیں ۔ اور باطن میں اس کی مدد کرتے ہیں ۔ نیز بزرگ اور اولیاءِ کرام بحبسۂ نفس و قلب کی صورت میں اُس سے ملاقی ہوتے ہیں ۔ اور اُسے فیض پہنچاتے ہیں ۔ اور اسم اللہ تاباں، روشن اور متحرک اس پر باطن میں ظاہر ہوتا ہے ۔ عین بعین دخیا (اور تصور سے نہیں بلکہ ہو بہو بعینہٖ) لگا ہے اسم اللہ قلبی سے اس کا قلب بھی جاری ہو جاتا ہے ۔ اور علانیہ اللہ اللہ جہراً پکارتا ہے ۔ یا کوئی لطائف نظر آتے ہیں ۔ خوشنما ۔ خوبصورت ۔ گلستان و بوستاں ۔ یا برق و تجلیات اس پر گرتی ہیں جو کہ اس کے قلب کو زندہ و تابندہ کرتی رہتی ہیں ۔ اور اس کی باطنی آنکھ کھل جاتی ہے ۔ باطنی پرواز کی ابتدا یہیں سے شروع ہوتی ہے ۔

جب آپ اس میں رواں ہو جائیں ۔ اور اُس پر قادر و حادی ہو جائیں تو

۷۔ درجہ زاویہ پر اپنی نظر کو آنکھیں بند کر کے جمائیں ۔ کمرے میں مبتدی کیلئے اندھیرا !

تجلیات برہنہ کھلی آنکھوں سے نظر آنا بھی عین حقیقت ہے !

ہی بہتر ہو سکتا ہے ، پہلے بتائے ہوئے طریقے سے پہلے چند منٹ تصور اسم اللہ ذات کریں ، آنکھیں بند . نظر ۹۰ سے اوپر ۶۰ درجہ زاویہ پر مرکوز کریں . ساتھ ہی استغراق بھی طاری کریں . اور ڈوبتے اور گم ہوتے جائیں . نظر کو جمائے رکھنا استغراق میں ضروری اور لابدی امر ہے . ۶۰ درجہ زاویہ پر نظر قائم کرنیکا اصلی طریقہ یہ ہے کہ پہلے اندھیرے کمرے میں آنکھیں بند کر کے ۹۰ درجہ (یعنی بالکل آنکھوں کے سامنے) زاویہ پر اسم اللہ ذات کا روشن حروف میں تصور کریں . جب کچھ استغراق طاری ہو جائے اور اسم اللہ بوجہ استغراق غائب ہونے لگے تو اپنی نظر کو اب ۶۰ درجہ زاویہ پر لے جائیں . ۶۰ درجہ کا زاویہ میں آپ کی نگاہ دونوں ابروؤں کے درمیان سے گزرتی ہوئی ذرا اوپر کی فضا کی سمت چلی جائے گی . اور ڈوبتے جائیں . حتیٰ کہ آخرکار آپ پر مکمل استغراق طاری ہو جائے . ۶۰ درجہ پر آنکھوں کا بوجھ ختم ہو جاتا ہے . پیشانی کا بوجھ بھی ختم ہو جاتا ہے . اور آپ کے سامنے صبح صادق جیسی فضا قائم ہو جائے گی . ذرا اور ڈوبتے جائیں . اب یہ وقت مشاہدات کھلنے کا ہے . آپ کے سامنے کی فضا بہت وسیع ہو جائے گی . نیز اب آپ کو اندھیرے کا احساس بھی نہیں رہیگا . ۶۰ درجہ زاویہ پر استغراق موت کی مانند طاری ہوتا ہے . جب ایسا ہوگا . تو اس وقت آپ کے حواس خمسہ باطنی مکمل طور پر کھل چکے ہوں گے . اور حواس خمسہ ظاہری بالکل بند ہو چکے ہوں گے . اب آپ پر یک لخت تجلی پڑے گی جس سے گو پہلے پہل ابتداء میں لرز جائیں گے . لیکن دل انوار سے لبریز ہو جائیگا . اور آپ خوش ہو جائیں گے . ۶۰ درجہ کے زاویۂ نگاہ اور استغراق سے عالم جبروت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور آپ عالم ارواح میں داخل ہو جائیں گے . گاہے

مشاہدات کا کھلی آنکھوں سے جاری ہو جانا بھی ایک حقیقت ہے!

ارواح مثالی صورت میں آپ نازل ہوں گی۔ یا نظارے کھل جائیں گے۔ یہاں پہنچ کر آپ کا رابطہ باطنی رُوحانی اور زندہ چھپے ہوئے اولیاء کرام سے خود بخود ہو جائیگا اور آپ کی باطنی رہنمائی از خود شروع ہو جائے گی۔ اور آپ باطنی رُوحانیوں کی محافل میں آنے جانے لگیں گے۔ جہاں پر آپ کی باطنی تعلیم و تربیت شروع ہو جائے گی۔ اور آپ کو ایک باطنی لطیف جثہ عطا ہو جائے گا۔ اور باطنی اسم اللہ ذات آپ پر متجلّی ہو جائیگا۔ گاہ اصل صورت میں گاہ مثالی صورت میں۔ اور لطیفہ رُوح کی تجلیات کا نزول آپ پر شروع ہو جائے گا۔ بذات خود آپ میں بھی اس وقت دُوسرے لوگوں کے دلوں کو زندہ کرنے کی اہلیت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن میری ایک نصیحت یاد رکھیں تو بہتر ہوگا وُہ یہ کہ کہیں اس وقت پیری مریدی شروع نہ کر بیٹھنا۔ تیرا اصل جہان کوئی اور ہے ع

تو ابھی رہ گذر میں ہے قیدِ مقام سے گزر

لوگوں کے عزّت و آداب سے دُور بھاگ۔ یہ مقام بھی تنزّل کا ہے۔ اگر تو نے احتیاط نہ کی تو اپنے مقام سے گر سکتا ہے۔ اس لئے تو اتنی اچھی نعمت کو دُنیا کمانے پر ضائع نہ کرنا۔ تجھے معلوم نہیں کہ پہلے روز تو حق کی تلاش میں نکلا تھا۔ بس اب اِدھر اُدھر دیکھنا شروع نہ کر دینا۔ اپنے راستے پر گامزن رہنا۔ تیری منزلِ مقصود اپنے اصل تک پہنچنا ہے۔

۹۰ درجہ زاویہ نگاہ میں لاہوت لامکان تک پہنچنے کی بھی اہلیت موجود ہے پس تو اور اُوپر پرواز کر۔ لاہوت لامکان میں تیرا باطنی جثہ اسماء الٰہی سے مرقوم ہو جائیگا۔ اور تو لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرنے کا اہل بھی ہو جائیگا۔ قرآن پاک از خود تیرے

باطنی پرواز کیلئے زاویہ نگاہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے

دل پر جاری ہو جائیگا اور اسم اللہ ذات کے انوار سے تیرا باطنی مجسّہ رنگین ہو جائیگا۔ اس مقام پر پہنچ کر قرآن پاک کے جامد الفاظ بھی متحرک، متجلّی اور روشن ہو جائیں گے۔ اور قرآن پاک تیرے دل پر اپنی اصلی قدیمی شان سے جلوہ گر ہو جائے گا۔ اور کلمہ طیبہ بے اختیار تیرے اندر جاری ہو جائے گا۔ پھر تو اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ کے معنی بھی حقیقی طور پر جان جائیگا۔

اس کے بعد ۳۰ درجہ زاویۂ نگاہ سے بذریعہ استغراق تام تو یا ہُوت و لاہوت کی منازل میں داخل ہوگا۔ جہاں تو مقامات الٰہیہ سے روشناس ہوگا۔ اور قدرت سمع۔ بصر، عقل کل۔ علم۔ ارادہ کے باطنی اسرار کا راز تجھ پر کھل جائیگا۔ یہاں سے گزر کر تو درجۂ زاویہ پر پہنچ کر ماسوا اللہ سے بالکل پاک اور مبرّا ہو جائے گا۔ اور فنا اور بقا کی منزلیں طے کرتا ہوا اپنے اصل تک پہنچ جائے گا۔

یہ بندہ آپ کو ذاتی تجربات، دیدہ مشاہدات الٰہیہ بتاتا، بیان کرتا ہے میں چونکہ نہ نکتہ چینی سے غرض رکھتا ہوں۔ اور نہ خود ستائی سے، نہ تعریف و ستائش سے اس لئے مجھے پردہ نشیں ہی رہنے دیجئے۔ خدا کرے، خدا کرے، خدا کرے یہ سب کچھ تیرے نصیب میں بھی ہو جائے پھر تو از خود اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ تو اب کیا ہے۔ پھر کیا ہوگا۔ پھر تو اپنی اصل کو پا لیگا۔ اور ہمیشہ کیلئے لامحتاج ہو جائیگا۔

ع دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کرّاری!
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری
دلِ بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جبتک
نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری!

علم العین کی کلید زاویۂ نگاہ ہے اور زاویۂ نگاہ کی کلید استغراق ہے!

مذکورہ موضوع پر آخری ہدایات:

میرا خیال ہے اب تو تُو علم العین کی کلید۔ زاویۂ نگاہ کی کلید اور استغراق کی کلید کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوگا۔ یا ابھی کچھ سمجھنا باقی ہے۔ اگر باقی ہے تو میرا سلسلۂ تصنیف ۱ بنام سیف الرحمٰن کو پڑھ۔ پھر پڑھ۔ پھر پڑھ۔ سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ کچھ ضروری باتیں سمجھ لے۔ جب متوجہ ہو کر بیٹھو تو سر کو اپنی گردن پر سیدھا رکھو اور زاویۂ نگاہ یعنی آنکھ کی پتلی کو درجہ بدرجہ اُوپر اٹھاتے جائیں۔ اپنے سر کے پیچھے کوئی ٹیک بالکل نہ لگائیں۔ البتہ سہارے کیلئے کمر سے نیچے تک کوئی تکیہ رکھ سکتے ہو۔ مبتدی رات کو بیٹھے تو اچھا ہے۔ اگر زیادہ سوئیں گے تو حواس خمسہ ظاہری بند نہ ہونگے عشاء کے بعد بھی بیٹھ سکتے ہو۔ رات کے تیسرے پہر بیٹھنا تو بہت ہی اچھا ہے۔ نماز فجر کے بعد بھی بہت بہتر ہے۔ اگر کما حقہ، متوجہ ہو کر بیٹھے اور زاویۂ نگاہ کو قائم رکھا۔ پھر استغراق مکمل طاری ہو گیا تو نصف گھنٹہ بلکہ اس سے بھی کم عرصہ میں باطنی آنکھ کھلنے اور مشاہدہ جاری ہونے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ میرے قریبی دوستوں کا بھی اتنا ہی وقت لگتا ہے۔ باطن میں دیکھنے کیلئے۔ سو یہ تیری توجہ پر منحصر ہے۔ اگر دل باتیں کرنے لگ جائے تو مشاہدہ ہرگز نہ ہوگا۔ دل کی باتیں بند کرنے کی زاویۂ نگاہ اور استغراق واحد کلید ہے۔

استغراق کی کلید حواسِ خمسہ ظاہری کا بند ہو جانا ہے!

فائدہ: اگر زاویۂ نگاہ ۹۰ درجہ پر نماز پڑھتے وقت قائم رکھو گے۔ تو خیالات وسواس۔ خرطوم۔ وہم ہرگز نہ آئیں گے۔ زیرو درجہ زاویہ نگاہ خیالات کو بند کرنے کی آخری کلید ہے۔ متوجہ ہوتے وقت پڑھنا بالکل بند کر دیں۔ (یہ مبتدی کے لئے ہے) ماہر اور صاحبِ استعداد ہر وقت متوجہ ہو سکتا ہے۔ مگر مبتدی کے لئے رات ہی بہتر ہے۔ مبتدی پر گلہ ہے ایسا وقت بھی آتا ہے کہ متوجہ ہو کر بیٹھتا ہے لیکن طبیعت اس طرف مائل نہیں ہوتی بسو ایسے وقت میں دوبارہ پڑھنا شروع کر دیں۔ جو کچھ بھی آپ کو یاد ہو پڑھیں۔ پھر دوبارہ پڑھنا بند کر کے تصورِ اسم اللہ ذات ۹۰ درجہ پر کریں۔ چند منٹ بعد اپنی نظر ۹۰ درجہ زاویۂ نگاہ پر لے جائیں۔ اور ڈوبتے جائیں باقی سب کچھ قبل ازیں بتا چکا ہوں اس پر عمل کریں۔

نوٹ: چونکہ یہ تصنیف مبتدیوں کے لئے ہے۔ اور بے عمل نام کے پیروں کیلئے ہے۔ اور بے عمل۔ نابینا مجاوروں کے لئے ہے۔ جو لوگ قبروں کی مٹی بھی بیچ کھاتے ہیں اُن کے لئے ہے۔ جن اصحاب کا کسی طرح بھی باطن نہ کھلا ہو اُن کے لئے ہے۔ جنہیں پیر لوٹ کر کھا گئے ہیں۔ اور جو پیر بھی خالی مُرید بھی خالی ہیں اُن کے لئے ہے۔ ع

خِرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج "نظر" کے سوا کچھ اور نہیں!

ع **اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک**
نہ زندگی، نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ!

علم العین کا مرکزی نکتہ زاویۂ نگاہ ہے ؛

لیکن ، لیکن جو بزرگ کامل مکمل اکمل ، صاحب نظر ، جامع ، نورالہدیٰ ہیں ۔ اُنکے میں قدموں کی خاک ہوں ۔ ایک کامل کا وجود گوہر بے بہا ۔ سب سے بڑی نعمت ہوتا ہے ۔ لیکن ایسے کامل لوگ اپنے آپ کو سر بازار فروخت نہیں کرتے ۔ کبھی نازنین پردہ نشین کیطرح اپنے آپ کو چھپائے رکھتے ہیں ۔ زہے آرزو ! وُہ تجھے نہ ملیں گے ۔ نہ تو انکو ڈھونڈھ سکتا ہے ۔ اس لئے مَیں نے تیرے لئے اکسیر نظر تیار کردی ہے ۔ یہ اکسیر بغیر ظاہری رہنما کے بھی تیری نظر کھول دیگی ۔ اور جب تیری نظر کھل جائے گی تو تو مجھے تلاش کرتا پھرے گا ۔ لیکن میری تلاش نہ کرنا ۔ اس وقت میں دوسری دنیا میں جا چکا ہوں گا ۔ لیکن ذرا آنکھیں کھول ۔ میں نے تیرے لئے بہت جمع کر دیا ہے ۔ اس کو کام میں لا ۔ انشاء اللہ یقیناً تیری پرواز تیری باطنی آنکھیں کھل جائیں گی ۔ **زاویۂ نگاہ بالواسطہ اور زاویۂ نگاہ بلا واسطہ کو ذرا سمجھ لیجئے** زاویۂ نگاہ بالواسطہ وُہ زاویۂ نگاہ ہے جس کو بروئے کار لانے کے لئے تصوّر تفکّر خیال کو بروئے کار لایا جاتا ہے ۔

مثلاً ، آپ نے اسم اللہ ذات کو اپنے اندر کسی عضو پر نقش کرنا ہے ۔ (۱) سب سے پہلے خیالی طور پر آپ اپنے اندر بیٹھیں گے (۲) پھر اندر بیٹھ کر آپ کا خیالی انسان خیالی تصوّرِ اسم اللہ کرے گا ۔ (۳) پھر تصور خیالی کے ذریعے سے وُہ خیالی آنکھ اسم اللہ ذات کو کسی اندر کے عضو پر خیال سے تحریر کریگی ۔ (۴) چوتھا نمبر اس اسم کا ہوگیا جو کہ آپ تحریر کریں گے ۔ (۵) پانچواں نمبر خود آپ کا ہوگیا چونکہ آپ باہر بیٹھے باقی چاروں نمبروں پر کنٹرول کر رہے ہوں گے ۔ گویا آپ نے اپنے اندر ہر چیز ایک واسطہ ، ایک وسیلہ ، اور ایک ذریعہ کو کام میں لا کر کی ۔ ظاہر ہے آپکو پانچ

حواس خمسہ ظاہری کا بند ہو جانا، حواس خمسہ باطنی کے کھل جانے کی کلید ہے!

عدد کی ضرورت لاحق ہوئی۔ تب آپ نے اپنے اندر تصورِ اسم کو سرانجام دیا۔ اسی کو زاویۂ نگاہ بالواسطہ کہتے ہیں۔

اب آیئے زاویۂ نگاہ بلاواسطہ کیطرف: اس میں صرف آپ کا زاویۂ نگاہ ہے اور اسم اللہ ہے۔ جس کو آپ Direct (ڈائرکٹ) بلا کسی ذریعہ کے دیکھیں گے اگر آپ استغراق میں بھی ماہر ہوئے تو یکدم تجلی پڑے گی۔ یا مشاہدہ کھل جائیگا۔ یا اسم اللہ باطنی طور پر تاباں ہو جائیگا۔ یا باطنی پرواز جاری ہو جائے گی۔ اسے "تصورِ اسم اللہ ذات بازاویۂ نگاہ بلاواسطہ کہتے ہیں"۔ ھ

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
بہانہ بے عملی کا بنی شراب الست

اے میرے بھائی! کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو تصورِ اسم اللہ اور اسم اللہ تجلی نبھی کے درمیان کتنے ہی درجات کو بالکل نظرانداز کر گیا ہے۔ اسی لئے تو نے کچھ دن تصورِ اسم اللہ کیا پھر جب کچھ نظر نہ آیا (اور نہ نظر آنا تھا)، تو ناامید ہو کر تصورِ خیالی کو بھی چھوڑ گیا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ تو نے یہ تصورِ اسم کے مابین رابطہ چھوڑ کر کتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ نہ تو نے حواس خمسہ ظاہری کا خیال کیا، نہ حواس خمسہ باطنی کو کھولنا سیکھا۔ نہ تو علم العین سے واقف ہوا نہ تو نے کبھی ذکر العین میں مہارت حاصل کی۔ نہ تو استغراق میں ڈوبا۔ نہ کبھی باطن میں ابھرا نہ تو نے زاویۂ نگاہ کو جانا نہ اس پر عمل کیا۔ نہ کبھی غرق فی الذات ہوا۔ نہ کبھی غرق فی النفس۔ پھر بتا تیرا اسم اللہ

کیا تجھے معلوم ہے کہ تو اسم اللہ متجلیٰ باطنی اور تصوّر کے درمیان ۶ درجات کو چھوڑ گیا ہے۔

باطنی کیسے متجلی ہوتا۔ اور کیونکر ہوتا۔ مَیں نے تیرے لئے بڑی کاوش سے ایک نقشہ استغراق اور تصوّر میں امتیاز کا مرتب کیا ہے۔ تو اسے بغور پڑھ۔ پھر جو جو کچھ تو چھوڑ گیا ہے۔ اس پر دوبارہ عمل کر۔ پھر تیرا اسم اللہ باطنی بھی متجلی ہو جائے گا۔ ہر ایک کام اپنے اصل مقام سے چالو ہوتا ہے۔ ہر قفل کی کلید الگ الگ ہوتی ہے۔ تو ہر قفل میں ایک ہی چابی لگا رہا ہے۔ پھر قفل نہ کھلنے کا شکوہ بھی کرتا ہے۔ اب ذرا غور کر پڑوسیوں نے اپنے دروازوں پر مضبوط قفل لگائے ہوئے ہیں۔ تیرا خیال تھا یہ یونہی کھل جائیں گے۔ ناجی نا۔ یہ ایسے ویسے یونہی نہ کھلیں گے۔ پہلے چابی بنانا سیکھئے پھر قفل میں لگانا سیکھئے۔ آپ کے سامنے چارٹ ہے۔ ملاحظہ کیجئے !

مشاہدات نہیں تو باطنی پرواز بھی نہیں

علم العین نہیں تو مشاہدات بھی نہیں

آپ پر ہر لمحہ تجلیات کا نزول ہو سکتا ہے

جس نے کھلی آنکھوں سے استغراق کی حالت کو پا لیا اُس کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ جاری ہو جائیگا !

"تصوّر اور استغراق کی امتیازی خصوصیات"

"استغراق"	"تصوّر"
استغراق محویت، بیخودی کا نام ہے۔	تصوّر:۔ خیال اور تفکر کا نام ہے۔
استغراق غرق۔ محویت، بیخودی، اپنی ذات میں ڈوب جانے کو کہتے ہیں۔	تصوّر:۔ خیال، تفکر اور تصوّر سے دیکھنے کو کہتے ہیں۔
استغراق سراسر مطلق "بے ہوشی" کا نام ہے۔	تصوّر سراسر مطلق "ہوش" کا نام ہے۔
استغراق غرق فی الذات غرق فی النفس ہونے کا نام ہے	تصوّر، خیال ۔ اپنے اندر جھانکنے کا نام ہے۔
استغراق حواسِ خمسہ ظاہری کے بند کرنے کی سب سے بڑی کلید ہے۔	تصوّر، خیال، تفکر سے حواسِ خمسہ ظاہری بند نہیں ہوتے۔ تا آنکہ آپ استغراق کو حاصل کرنا نہ سیکھ لیں۔

کھلی آنکھوں سے اسم اللہ پر نظر جمانا تجلیات بریشہ پیدا کر دیتا ہے

استغراق	تصور
استغراق حواس خمسہ باطنی کو کھولنے کی واحد کلید ہے۔	تصور، خیال، تفکر سے حواس خمسہ باطنی نہیں کھل سکتے تا آنکہ آپ استغراق کو نہ پالیں!
استغراق آنکھیں بند کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔	تصور بند آنکھوں سے بذریعہ خیال ہوتا ہے۔ نیز تصور آنکھیں کھول کر بھی کیا جاتا ہے۔
علم العین کا ماحصل استغراق بازاویۂ نگاہ ہے۔	علم العین کا ماحصل تصور بھی ہے مگر اس وقت جبکہ اسمیں استغراق شامل ہوجائے۔
استغراق میں یہ اہلیت ہے کہ باطنی غیبی اسم اللہ ذات روشن و متجلی دیکھ سکے۔	تصور خیالی سے غیبی اسم اللہ ذات متجلی نہیں ہوتا تا آنکہ استغراق شاملِ حال نہ ہو جائے ایسا ہو گیا تو غیبی اسم متجلی ہو جائیگا۔
استغراق میں عالم ناسوت سے عالم ہوتیت تک تمام منازل طے کرنے کی اہلیت موجود ہے۔	تصور، خیال، تفکر سے ایسا نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ یہ تینوں استغراق کے ماتحت نہ ہو جائیں۔

ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا تجلیاتِ برہنہ کا سبب بن جاتا ہے!

استغراق	تصور
علم العین بازادیۂ نگاہ۔ استغراق تام باطنی پرواز۔ غیبی جہاں۔ تمام عوالم باطنی تمام لطائف غیبی کے کھولنے کی آخری واحد اور یکتا کلید اور کنجی ہے۔	خالی۔ خیالی تصور میں یہ اہلیت موجود نہیں تاوقتیکہ اس کے ساتھ استغراق تام۔ علم العین بازادیۂ نگاہ کو شامل نہ کر لیا جائے۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اب حجرۂ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
خونِ دلِ شیراں ہو جس فقر کی دستاویز

مشق کے وقت پلکیں کم جھپکانا تجلیاتِ برہنہ پیدا کر دیتا ہے

سو میرے بھائی! اب تو آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ تیری ناکامی کا سب سے بڑا سبب اور سب سے بڑی وجہ کیا ہے۔ تو برسوں سے اسم اللہ ذات کا تصور کر رہا ہے۔ لیکن ماسوا چند گنتی کے اصحاب کے باقی سب نے ابھی تک جاگتے جاگتے۔ بیٹھے بیٹھے غیبی اصلی باطنی اسم اللہ ذات کو متجلی اور جلوہ گر نہیں دیکھا۔
آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خالی خیالی تصور اسم اللہ ذات کو غیبی طور پر متجلی کرنے کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ جب تک تو تصورِ اسم کی چند مزید قوتوں کو بروئے کار نہیں لائیگا۔ اسم اللہ ذات غیبی کو کبھی متجلی، تاباں اور روشن عالم غیب میں نہ دیکھ سکے گا۔ ؎

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

سو تصورِ خیالی سے تیرا دیدۂ دل وا نہ ہو سکے گا۔ تا وقتیکہ تو علم العین بازاویہ نگاہ کو حاصل نہ کرے۔ اور علم العین تجھے اس وقت تک حاصل نہ ہو گا۔ جب تک تو استغراق بازاویۂ نگاہ حاصل نہ کرے۔ اور استغراق بازاویۂ نگاہ تجھے اس وقت تک حاصل نہ ہو گا جب تک تو حواس خمسہ باطنی کو نہ کھولے گا۔ اور تیرے حواس خمسہ باطنی اس وقت تک نہ کھلیں گے جب تک تو حواس خمسہ ظاہری کو بند کرنیکی اہلیت نہ جانے گا۔ نہ پیدا کریگا۔ جب تو یہ سب کچھ جان جائیگا۔ تو تیرا تصور بھی بلکہ تیرے سارے کے سارے حواس کام کرنا شروع کردیں گے۔

یہ اسی غلطی کا نتیجہ ہے کہ اب تک آپ کو غیبی اسم اللہ ذات جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے باطنی طور پر دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ اور یہ ایک غلطی ہی سرزد نہیں ہوئی

کیا آپکو معلوم ہے کہ آپ نے تصورِ اسم خیالی اور تصورِ اسم غیبی کے درمیان کے تمام ضروری مراحل کو چھوڑ کر کتنی بڑی غلطی کی ہے:

بلکہ بہت سی غلطی در غلطی سرزد ہو گئی آپ سے۔ ذرا میری طرف دیکھئے۔ پھر کیسے غیبی اسم اللہ ذات آپ دیکھ سکتے تھے۔ آپ نے بہت روز تصور کیا۔ شاید اب بھی کر رہے ہوں۔ لیکن آخر کار تھک ہار کر آپ تصورِ اسم چھوڑ بیٹھے۔ کیا آپکو معلوم ہے کہ قصور آپ کا تھا یا تصور کا۔ قصور آپ کا تھا یا لاعلمی کا۔ قصور آپ کا تھا یا ملا العین کا۔ قصور آپ کا تھا یا آپ کے خیال کا۔ قصور آپ کا تھا یا پڑوسیوں کا۔ میرا خیال ہے۔ پڑوسیوں کا ہی قصور ہوگا۔ ہمارا لڑکا تو بے چارہ بڑا شریف ہے بس کبھی کبھی پتنگ اڑا لیتا ہے۔ یا پتنگ کو پکڑنے کے لئے روڑے مار لیتا ہے۔ یہ روڑے پڑوسیوں کے گھر میں جا گرتے ہیں۔ پڑوسی ہم سے لڑتے ہیں کہ تمہارا لڑکا ہمارے گھر روڑے مارتا ہے۔ اور ہم کہتے ہیں۔ نا نا۔ ہمارا لڑکا تو ایسا ہے ہی نہیں۔ تم خوامخواہ الزام لگاتے ہو۔ بتائیے اب آپ کو آپ کے لڑکے کی غلطی کیسے معلوم ہوگی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ غلطی نہ پڑوسیوں کی ہے۔ نہ آپ کے لڑکے کی۔ غلطی صرف میری ہے۔ کیونکہ ع

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی

بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں!

سو میرے بھائی! میرے عزیز بھائی۔ آؤ دوبارہ از سرِ نو غور کریں۔ ہم اپنے تصورِ اسم کے درمیان کے تمام لوازمات کو پورا کریں۔ پھر دیکھئے کہ تصورِ اسم اللہ غیبی طور پر مثالی صورت میں۔ صفاتی صورت میں۔ اسمائی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے یا نہیں۔

کیا آپ کو معلوم ہے تجلّیات سات رنگوں پر مبنی ہیں؟

"علمِ حاضراتِ اسمِ اللہ ذات"

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کی شان کتنی بلند و بالا ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کی ذات میں نہ کسی نبی مرسل کو، نہ کسی ولی کامل کو، نہ فقیر و درویش کو کوئی دخل ہے نہ دخول۔ "لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ"۔ اس جیسا کوئی بھی نہیں، اس کی نہ کوئی مثل ہے، نہ مثال۔ سبحان اللہ وہ بے مثل و بے مثال ہے۔ بے چون و بے چگون ہے۔ وہ ذاتِ پاک اس قدر اپنی ذات میں یکتا و یگانہ ہے کہ اس کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اپنی ذات میں واحد ہے وہ اپنی ذات میں احد ہے۔ اس کی ذات بے مثل و بے مثال ہے۔ کسی کو بھی کوئی چارہ نہیں۔ اُسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ وہ جس بات کو چاہتا ہے کہ ہو جائے تو صرف اتنا فرماتا ہے۔ "کُن"، "فَیَکُوْن" کہ ہو جا پس وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

یہاں پر اس بندہ کا یہ بھی چاہ رہا ہے کہ فوراً اس پہ قربان ہو جائے۔ اس بندہ نے برسہا برس تمام کائنات۔ تمام جہان کو چھانا۔ دونوں جہان کو چھان مارا لیکن ہر چیز کو فنا پذیر پایا۔ یہ ابتدائی طلب و تلاش تھی۔ جب کائنات کی ہر چیز کو نقص پذیر پایا۔ تو بھی دل کی آرزوئیں بر نہ آئیں۔ ؏

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے، بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

بچپن میں جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ دونوں جہان سے ماسوا ایک ایسی ذات بھی ہے۔ جس کو فنا نہیں۔ جو ازل سے پہلے بھی تھا۔ اور ابد کے بعد بھی ہوگا۔ جو

وُہ ذات پاک بےمثل و بےمثال ہے!

وحدہٗ لاشریک ہے۔ جو بےمثل و بےمثال ہے تو دل اتنا راضی ہُوا کہ بیان سے باہر ہے۔ پس ایسے ہی محبوب کی مجھے ضرورت تھی۔ الحمد للہ کہ آخرکار بالآخر وہ مل ہی گیا۔

سوائے تصور اسم اللہ ذات میں محو تو ذرا بتا اُسے کیسے پائیگا جسکی مانند کوئی ہے ہی نہیں۔ پھر غور کر! تو اُسے کیسے دیکھے گا جو دیکھنے کی چیز ہی نہیں۔ تو اسے کیسے پائیگا جس کا وجود وَرَاءُ الْوَرَا ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَا ہے ؏

ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

حضرت بایزید بسطامیؒ نے عرض کیا مقام حاہوت میں کہ یا اللہ تجھے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ۔ یعنی تو اپنے نفس کو چھوڑ دے اور آجا۔ یعنی تو اپنے ظاہری و باطنی وجود سے دست بردار ہو جا۔ پس تو میرے پاس پہنچ جائیگا۔ حقیقی مقام ماسوا اللہ اسی کا نام ہے کہ تو درمیان سے اپنے آپ کو مٹا دے۔ یہاں پر کسی عارف نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

میں تجھ میں ایسا سما جاؤں کہ میں، میں نہ رہوں
اور ۔　تو مجھ میں ایسا سما جائے کہ تو ہی تو ہو جائے

حضرت بایزید بسطامیؒ نے دوبارہ عرض کیا کہ یا ذاتِ احدیت میں اسطرح بھی تیرے دیکھنے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ میں اس طرح کرتا ہوں کہ میں اپنے آپ سے دست بردار ہو جاتا ہوں۔ پھر تو خود اپنی آنکھ سے خود اپنا نظارہ فرما۔ تو پھر

---

(۱) ۔ مذکورہ بالا شعر کے حال کی آپ بیتی یہ بندۂ حقیر اپنی تصنیف سلسلہ وار م۳ میں عرض کریگا۔

کوئی تجلّی سیاہ رنگ پر مبنی نہیں ہے!

دیکھنے میں کوئی دوئی نہ رہے گی۔

حضرت بایزیدؒ کے قول کی تفسیر: اگر تو نے ذات کا دیدار چاہا اور دیکھا تو یہ جھوٹ ہوگا۔ چونکہ ایک تو دیکھنے والا ہو گیا۔ اور ایک وُہ جس کا دیدار کیا گیا۔ تو یہ دو عدد ہو گئے اور وہاں ذات میں "دو" کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر اس نے تجھے دیکھا تو ایک "تو" ہو گیا اور ایک "وہ" یہی دو ہو گئے۔ ایک تو نہ رہا۔ سو یہ بھی دیدار نہ کہلائے گا۔ چونکہ ذات میں احدیت ہے۔ وہاں پر دو کی کوئی گنجائش نہیں۔ پس تیرا دیدار تب درست ہوگا جب تُو اپنے آپ سے قطعاً ظاہراً باطناً دست بردار ہو جائے گا۔ ایسی حالت میں وہی ذاتِ احدیت باقی رہ جائے گی۔ اور تو اس کی ذات میں محو، گم، بے خود ہو کر بے نام و نشان ہو جائے گا۔ پھر تو اسی ذات کی نظر سے ذات کا دیدار کریگا۔ اور تو درمیان سے ہٹ جائیگا۔ اور دوئی ختم ہو جائے گی۔ تیری بھلائی "ہونے" میں نہیں، "نہ ہونے" میں ہے۔ اسی مقام کو اَنْتَ اَنَا وَ اَنَا اَنْتَ کہتے ہیں۔ اسی مقام کو درست ماسوا اللہ کہتے ہیں۔ اسی مقام کا نام ھاھویت ہے۔ یہی مقام وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ ہے۔ یہی مقام سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ ہے۔ اسی کا نام ہے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ۔

اس پاک ذات میں اگر کوئی دوسرا شریک ہوتا۔ اُس ذاتِ احدیت میں اگر کبھی دُوسرے کا دخل ہوتا۔ اُس ذاتِ بےمثل کی اگر کوئی مثال ہوتی تو دونوں جہان کبھی کے تہس نہس ہو چکے ہوتے۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَـہٗ۔

وُہ ذات دَیمَا دُائمُ اَنوَمَا ثُمَّ وَدَامُ انُوَمَا ہے۔

تو دیدار کا خواہاں ہے تو اپنے ظاہری باطنی وجود سے دستبردار ہو جا۔ پھر اسی کی آنکھ سے اُس کا دیدار کر!

"عینِ ذات میں کسی کو کوئی دخل نہیں"

یہ تو آپ نے اب بخوبی سمجھ لیا کہ عین ذات میں نہ کسی نبی مُرسل کو، نہ اولیاء کرام کو، نہ ارواح مقدسہ کو اور نہ ملائک میں سے کسی کو بھی کوئی دخل نہیں۔

تاہم باقی تمام مقامات عالم ناسوت سے لیکر عالم ھاھوت تک، تمام لطائف لطیفۂ نفس سے لے کر لطیفۂ اخفیٰ تک (یاد رہے اخفیٰ سے آگے مقام ہویت ہے جسے اصطلاحِ تصوّف میں مقامِ "اَنَا" کہتے ہیں۔ اَنَا کے معنی ہیں میں بذاتِ خود۔ یعنی ذاتِ خاص الخاص لیکن یاد رہے کہ یہاں اَنَا سے مراد عینِ ذات نہیں۔ چونکہ عینِ ذات میں تو کسی کو بھی کچھ دخل ہی نہیں سو یہاں اَنَا سے مراد ذات کے انوارِ خاص الخاص کا بطورِ انعکاس محض اکتساب انوارِ الٰہیہ ہے۔ نہ کہ عینِ ذات) انسان انوارِ الٰہیہ کی آخری منزل تک بطور عکس کے اپنے اندر اکتسابِ انوار سے فیضیاب ہوتا ہے۔ اور بس۔ لیکن یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔ ان انوارِ الٰہیہ کی شان بھی بہت بلند ہوتی ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں ملائکہ مقربین کو بھی کوئی رسائی حاصل نہیں۔

انعکاس و اکتسابِ انوار: کی مثال ایسے ہے جیسے کہ سورج ہم کو روشنی فراہم کرتا ہے لیکن سورج ہمارے اندر تو داخل

باطن میں ہر ایک مشاہدہ اپنی اہلیت کے مطابق نظر آتا ہے!

"انعکاس و اکتساب انوارِ الٰہیہ"

نہیں ہو جاتا۔ اس روشنی سے ہمارا جسم روشن، گرم، تاباں رہتا ہے اور اسی روشنی سے ہمارے جسم کی تمام مشینری چالو ہے۔ لیکن سورج بذاتِ خود اپنی جگہ پر قائم ہے یا اس کی مثال ایسے سمجھئے جیسے سونا آگ میں تپ کر سرخ و گرم ترین ہو جاتا ہے لیکن آگ اپنا وجود الگ قائم رکھے گی اور سونا بالکل الگ۔ سو بالکل اسی طرح بطور انعکاس کے بطورِ ردِ عمل کے انوارِ الٰہیہ آپ کے تمام باطنی لطائف کو انوارِ الٰہیہ سے پُر اور مملو کر سکتے ہیں۔ اور بعد آپ کے جسم کے اور بعد آپ کے لطائف کے آپ کا تمام جسم بطور انعکاس سراسر انوار میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ ذات عین اپنی جگہ پر قائم رہے گی۔ اور آپ بذاتِ خود اپنی الگ حیثیت میں قائم رہیں گے۔ البتہ یہ اکتسابِ نور آپ کے اندر اتنی پاور۔ قوت داخل کر سکتا ہے۔ کہ آپ دونوں جہان کو ایک قدم میں طے کر سکتے ہیں۔ اور اس قوت سے وہ کام کر سکتے ہیں جو بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے باطن میں بھی بندہ کو اتنا محدود اختیار دے رکھا ہے جتنا کہ آپ کو اس دنیا میں محدود اختیار دے رکھا ہے۔ یعنی جیسے تو دنیا ظاہر میں چاہے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر۔ چاہے تو نہ کر۔ چاہے تو کوئی کام کر چاہے تو نہ کر۔ کسی کو کچھ دے چاہے نہ دے بالکل اسی طرح باطن میں اللہ اپنے محبوب بندوں کو اتنا سا محدود اختیار دے دیتا ہے کہ باطنی اور ظاہری دنیا میں تصرف کر سکیں چاہے تو نہ کریں۔

جس صفت سے تم اُسے یاد کرو گے اسی صفت پر وُہ جلوہ گر ہو گا!

"حاضراتِ اسمِ اللہ ذات"

بندہ نے "اخفیٰ" تک سے بات چھوڑی تھی۔ سو تا ہم اللہ تعالیٰ نے عالم ناسُوت سے لیکر عالم ھاہُوت تک اور لطیفہ نفس سے لیکر لطیفہ "اخفیٰ" تک اور انوارِ نیلگوں سے لے کر انوارِ بنفشی تک سب کچھ انسان کے اندر مندرج کر دیا ہے اور مرقوم کر دیا ہے۔ لیکن یاد رہے یہ سب کچھ تخم در تخم پردہ در پردہ انسان کے اندر مندرج، مرقوم اور پوشیدہ طور پر ودیعت کر دیا ہے۔

"یہاں تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ سب کچھ تمہید کے طور پر بیان کیا ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ "عین ذات" میں کسی کو دخل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہیں سے حاضراتِ اسمِ اللہ ذات شروع ہوتے ہیں"

سو یہ جو بیان کردہ الف سے ی تک انسان کے وجود کے اندر اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے مندرج کیا ہے۔ اور جیسے پردہ در پردہ تہہ بہ تہہ مسطور کیا ہے اب آپ کو اسی طرح درجہ بدرجہ اُس پردے پردے اٹھا کر اس کو عیاں کرنا ہوگا جس طرح کہ درجہ بدرجہ ان کو آپ کے اندر مندرج کیا گیا ہے۔ لیکن جب آپ ان پردے پردہ اٹھانے میں مصروف ہوتے ہیں تو آپ کا دل اندر سے یہ آرزو کرتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نظر آ جائے۔ لیکن وُہ آپ کو نظر نہیں آتا۔ آپ پھر بار بار کوشش کرتے ہیں۔ وُہ پھر بھی نظر نہیں آتا۔ اب آپ پریشان ہو جائیں گے

کوئی لطیفہ بھی سیاہ رنگ پر مبنی نہیں ہے!

کیا کتابوں نے سچ نہیں بتایا۔ یا ان بزرگوں میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دکھا دیں۔ یا پھر یہ سارے راستے ہی سرے سے جھوٹ ہیں۔

سو آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ کتابیں اولیاء کرام کی بھی سو فیصد درست بتاتی ہیں۔ اور کامل اکمل پیر بھی سب کچھ درست فرماتے ہیں۔ راستہ بھی سو فیصد درست ہے۔ صرف آپ بذاتِ خود ایک بات کو نہیں سمجھ سکے اس غلط فہمی نے آپ کو کہیں سے کہیں دور جا پھینکا ہے

یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا!
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا!
نہ خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں! یہی شہکار ہے تیرے ہنر کا!

"یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عین ذات میں کسی کو کوئی دخل نہیں" اب ذرا آگے چلئے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ یعنی کہ آپ کی (ظاہری) آنکھیں مجھے نہیں پا سکتیں بلکہ وہ تمہاری آنکھوں کو پا سکتا ہے۔ یعنی تمہاری ظاہری آنکھوں کو مجھے پانے کا ادراک حاصل نہیں ہے (بلکہ سچ پوچھو تو عین ذات تک باطنی آنکھوں کی رسائی بھی نہیں ہے) اگر ایسا ہوتا تو وہ خدا ہوتا۔ اور ایک خدا دوسرے خدا کو معزول کر کے کبھی کا خود خدا بن بیٹھتا۔ اور نظامِ کائنات کبھی کا درہم برہم ہو چکا ہوتا۔ لیکن دوسری طرف ایک انسان میں ناسوت سے لے کر ھاھوت تک جانے کی پوری پوری اہلیت خود خدا تعالیٰ نے نہیں تمہارے اندر ودیعت کر دی اور لطیفہ نفس سے لیکر لطیفہ اخفیٰ تک کی اہلیت بھی انسان کے اندر مندرج کر دی۔

آنکھیں اندھی ہو سکتی ہیں بینا بھی

نوٹ: میرا خیال ہے سب سے پہلے آپ اس بندہ کی سلسلہ تصنیف ۱ بنام سیف الرحمٰن کا مطالعہ فرمالیں اور اس جگہ کا مطالعہ فرمالیں جہاں ذات سے صفات، صفات سے اسماء، اسماء سے آثار، اور آثار سے عیاں تک کا سب کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی جان لیں آپ درجہ بدرجہ اترتے ہوئے یہاں تک آتے ہیں جس کا نام دُنیا ہے۔ پہلے آپ عالم لاھوت میں مندرج تھے پھر عالم یاھوت میں وارد ہوئے پھر عالم لاھوت لامکان میں ظاہر ہوئے پھر عالم جبروت میں آپ کی رُوح کو بالکل امتیازی اور انفرادی طور پر ایک بالکل الگ باطنی لطیف وجُود عطا کر دیا۔ اس کے بعد عالم ملکوت میں نیرے آثار پیدا ہوئے۔ اور بعد ازاں عالم ناسوت میں تو آکے نقش بر نحو ہو گیا۔ عیاں ہو گیا۔ اب تو اس دنیا میں بیٹھا ہے۔ آیا خیال شریف میں۔ یہ بندہ آپ کو آپ کی ہی آپ بیتی سنا رہا ہے۔ جگ بیتی نہیں۔ یہ سب تیری اپنی داستان ہے۔ ع

اٹھائے کچھ ورق لالے نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے

چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے داستاں تیری!

اگر تو: سمجھ جائے۔ بلکہ سمجھ لے۔ بلکہ جان لے یہ سب کچھ مذکورہ بالا اسم اللہ ذات کے حاضرات میں سے ہے۔ اسم اللہ ذات کے مختلف مظاہر ہیں۔ اور اسی بات کو اچھی طرح سمجھ لے جس طرح تو درجہ بدرجہ یہاں تک اترتا ہوا آیا ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ عروج کرتا ہوا ایک دن اپنے اصل تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر آپ کو عملی طور پر پہنچنا مقصود ہو تو بندہ کی سلسلہ تصنیف ۳ ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں آپ کو عملی طور پر واپس اپنے اصل تک پہنچنے کے تمام مراحل تمام مشاہدات تمام منازل

دل اندھا ہو سکتا ہے اور بینا بھی

اور تمام حاضراتِ اسم اللہ ذات عملی طور پر معلوم ہو جائیں گے، اور اس جگہ آپ علمی طور پر سمجھ رہے ہیں۔ اگر آپ سمجھدار ہوئے تو بغیر ظاہری رہنمائی کے بھی آپ باطن میں پرواز کرتے ہوئے اپنے اصل تک پہنچ جائیں گے۔ جب آپ کی باطنی پرواز جاری ہو جائے گی۔ اور آپ علم العین بازاویۂ نگاہ پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو بیٹھے بیٹھے آپ باطن میں آجا سکیں گے۔) ع

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی!

"حاضراتِ اسم اللہ ذات"

"کچھ دیگر مظاہر حاضراتِ اسم اللہ ذات تمہیداً"

ملاحظہ فرماویں! جس وقت حضرت موسےٰ علیہ السلام ایک خاص مدّت پوری ہونے پر حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر اپنے اہلِ بیعت کو لیکر چلے تو راستے میں وادیٔ سینا آئی تو مُوسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہلِ بیعت کو فرمایا امکثوا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْکُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ (الخ) یعنی ٹھہرو: میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ میں تمہارے پاس وہاں سے ایک انگارہ لاکر آگ جلاتا ہوں۔ شاید کہ تم تاپو اور تمہاری سردی دُور ہو سکے۔ پس موسیٰ علیہ السلام اس وقت وہاں

بینا دل رکھنے والوں کی آنکھیں بھی بینا ہو جاتی ہیں

گئے۔ قریب ہوئے تو دیکھا آگ تو ایک درخت پر لگی ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ سبز ہے۔ پس اللہ نے فرمایا مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ یعنی ایک درخت سے آواز آئی۔ اے موسیٰ (ڈرو نہیں) یہ تو میں ہوں تمہارا ربّ العالمین۔ آپ کے خیال میں کیا وہ ربّ العالمین کی عین ذات تھی۔ جی نہیں۔ ایسا نہ تھا۔ بلکہ یہ اسم اللہ ذات کے حاضرات کی ناسوتی شکل کی تجلی تھی۔ اسی لیے نہ موسیٰ علیہ السلام اُسے آگ کہتے۔ اور نہ ہی اصل ذات کو وہ برداشت کر سکتے۔ بلکہ اگر یہ عین ذات ہوتی تو دونوں جہان یک قلم ختم ضبط سلب ہو جاتے۔ اور محض ذات عین ہی رہ جاتی۔

پھر ایک وقت آیا موسےٰ علیہ السلام نے خود فرمایا "رَبِّ اَرِنِيْٓ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَنْ تَرٰىنِيْ" یعنی آپ نے فرمایا اے باری تعالیٰ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اصرار فرمایا تو کہا اچھا اگر تو ضروری دیکھنا چاہتا ہے تو پہلے میں ایک (صفاتی، جلالی) تجلی کوہ طور پر ڈالتا ہوں۔ اگر کوہ طور اپنی جگہ برقرار رہا تو تو بھی مجھے دیکھ سکے گا۔ ذرا پہلے آزما لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی کوہ طور پر ڈالی۔ کوہ طور پاش پاش ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو عرض کی۔ یا باری تعالیٰ میں توبہ کرتا ہوں۔ اور آئندہ باز آیا اور میں پہلا مومن یعنی تجھ پر ایمان لانے والا ہوں۔

زرا فرمایئے کیا یہ بھی عین ذات کی تجلی تھی۔ جی! نہیں۔ یہ حاضرات اسم اللہ ذات کی ایک ناسوتی جلالی تجلی تھی۔

نوٹ: تعریف: پہلی درخت والی تجلی جمالی تھی حاضرات اسم اللہ ذات

علم نعم البدل آپکو فائدہ پہنچانے کا متبادل راستہ ہے۔

کی اس لئے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش بھی نہ ہوئے۔ اور دوسری تجلی حاضرات اسم اللہ ذات کی جلالی تجلی تھی۔ اسلئے کوہ طور پاش پاش ہوگیا۔ اور موسیٰ بیہوش ہوگئے۔ دونوں میں سے کوئی بھی عین تجلیٔ ذات نہ تھی۔

توراۃ: توراۃ میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہم یا موسےٰ آپ کے رب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اُن کو باہر جنگل میں ایک خیمہ کے اندر لے گئے۔ اور زمین سے آسمان تک ایک بگولے کی طرح بادل بن گیا۔ اس میں سے اللہ تعالیٰ ہر شخص سے ہمکلام ہوگیا۔ پس یہ بھی حاضرات اسم اللہ ذات کی ایک امثالی رحمانی تجلی تھی۔ عین ذات نہ تھی ع

موسےٰ زہوش رفت بیک تجلیٔ صفات
تو "عین ذات" مے نگری در تبسمی

یہ بھی عین ذات کی تجلی نہ تھی۔ اگر عین ذات ہوتی تو نہ کوئی دیکھنے والا ہوتا، نہ دکھلانے والا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مقام ھویت کی بیرنگ تجلی تھی جو بے کیف وکم مقامات الہٰیہ میں سے تھی۔ یہ مقامات باطنی میں سب سے آخری مقام ہے اسی کو مقام جمع الجمع بھی کہتے ہیں۔ یہ مقام وَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ کا ہے۔ اسکے بعد کوئی مقام نہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔

نیز یاد رہے۔ کہ فرض کیجئے آپ عالم ناسوت کا لطیفہ رکھتے ہیں یا عالم ملکوت کا لطیفہ آپ کا کھل چکا ہے۔ لیکن آپ بجائے تصور اسم اللہ کے یا اللہ کے یکدم تصور ھُو شروع کر دیتے ہیں۔ بیشک آپ جس اسم کا جی چاہے تصور کریں۔ لیکن نظارے آپ کو عالم ناسوت یا عالم ملکوت کے ہی نظر آئیں گے۔ چونکہ حاضرات اسم اللہ

علم نعم البدل کے ذریعے آپکی تمام آرزوئیں پوری ہو سکتی ہیں

صرف اور صرف آپکی اہلیت یا آپ کے مقام یا آپکے عالم' یا آپ کے لطیفہ کے مطابق ہی نظر آئیں گے۔ لیکن اسم ھُو کے نظارے نظر نہ آئیں گے۔ نہ ہی آپ مقام ھُو میں داخل ہو سکیں گے۔ اسی لئے تجلیات بھی آپ کے بیدار شدہ لطیفہ کے مطابق نظر آئیں گی۔ مقام ھُو کی تجلیات نظر نہ آئیں گی۔ ہاں البتہ آپ اگر کوشش جاری رکھیں گے اور درجہ بدرجہ مقامات و لطائف و عوالم باطنی کو طے کرتے جائیں گے تو جب آپ کا حال حسب اسم ھُو ہو جائے گا تو پھر اسم ھُو کے مقام میں بھی داخل ہو سکیں گے۔ سو ہر کام اپنے اصلی مقام سے جاری ہوتا ہے۔ ہر چابی اسی قفل کو لگے گی جس قفل کے لئے وہ بنائی گئی ہو۔ ایک ہی چابی آپ ہر قفل میں نہ لگا سکیں گی۔ ہر قفل کی چابی الگ الگ ہے۔

"حاضرات اسم اللہ ذات کا ایک مسلمہ اصول"

یاد رہے باطن میں حاضرات اسم اللہ ذات کا ایک مسلمہ اصول ہے۔ ایک الگ قاعدہ ہے۔ ایک الگ تعین ہے۔

تعریف لفظ حاضرات

(۱) ذرا لفظ حاضرات کے معنی پر غور کیجئے حاضرات جمع حاضر کی ہے۔ یعنی کسی چیز کو دیکھنے۔ بلانے' حاضر کرنے' موجود پانے' اپنے روبرو بلانے' اپنے روبرو حاضر کرنے کو کہتے ہیں۔

(۲) لیکن باطن میں پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حقیقی اور ایک مثالی حقیقی باطنی

علم حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے آپکے تمام مشاہدات مکمل ہو سکتے ہیں!

حاضرات کی مثال یہ ہے کہ مثلاً آپ اسم اللہ ذات کا تصور بمعہ استغراق باز ادیدۂ نگاہ کر رہے ہیں۔ تو استغراق تام کے بعد اگر آپ کو باطن میں حقیقی طور پر اسم اللہ ذات متجلی، روشن، تاباں اور متحرک نظر آگیا تو یہ سب کچھ حقیقی حاضرات اسم اللہ ذات کہلائے گا۔ (۲) دوسری مثال یہ ہے کہ مثلاً آپ تصور اسم اللہ ذات بمعہ استغراق بازادیدۂ نگاہ کر رہے ہیں۔ گو بظاہر آپ نے تصور اسم اللہ کیا تھا لیکن استغراق تام کے بعد آپ کو بجائے اسم اللہ کے کوئی مجلس باطنی میں داخلہ مل گیا یا آپ کا لطیفہ باطنی ذکر سے جاری ہو گیا۔ یا آپ اپنی استعداد کے مطابق عالم جبروت یا ملکوت میں داخل ہو گئے۔ تو ان تمام کے تمام مقامات کو آپ اسم اللہ ذات کے حاضرات کی مثالی صورت میں دیکھو گے۔ دوسرے معنوں میں ان مذکورہ بالا تمام مقامات کو آپ نے اسم اللہ ذات کے حاضرات کی مثالی صورت میں دیکھا۔ اور یہ مثالی صورتیں بیشمار ہیں۔ (۳) اپنی اپنی استعداد اپنی اپنی منزل، اپنے اپنے مقامات، اپنی اپنی حالت استغراق، اپنے اپنے تصور، اپنے اپنے تفکر، اپنے اپنے ادراک، اپنے اپنے باطنی لطیفہ، اپنے اپنے باطنی جثہ کے مطابق نظر آتی ہیں۔ (۴) بالکل اسی طرح حاضرات اسم اللہ ذات کی بھی مختلف صورتیں باطن میں پیش آتی ہیں۔ اسم اللہ کے حاضرات اور ہیں۔ اسم اللہ کے حاضرات الگ ہیں۔ وعلٰے ہذا القیاس۔ (۵) اسماء صفات باری تعالٰی میں سے ہر اسم کی یعنی ہر اسم صفت کی ایک ایک، الگ الگ، بالکل مختلف

الہام کے اجرا کا طریق کار بالکل الگ نوعیت کا ہے

ایک دوسرے سے جدا جدا حاضرات ہیں۔ (۶) قرآن پاک کی ہر صورت کی اپنی اپنی الگ الگ نوعیت کی حاضرات ہیں۔ اور قرآن پاک کی ہر صورت کی اپنی اپنی، الگ الگ ایک باطنی شکل بمعہ مؤکلات ہے۔

ایک سچا واقعہ :

محترم محمد بشیر صاحب علی پوری تحصیل وزیر آباد۔ ضلع گوجرانوالہ کا رابطہ ماں کی گود سے لیکر اب تک ایک عظیم، کامل، روحانی، مکمل و اکمل بزرگ روحانی ہستی سے ہے جو ماں کی گود سے لے کر آج تک آپ کے ہمراہ۔ آپ کے شامل حال ہیں۔ اور یہ بات سو فیصد درست عرض کی جارہی ہے۔ چنانچہ ان باطنی بزرگ روحانی نے بذات خود فرمایا کہ میں نے قرآن پاک کی ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ کی حاضرات کی ہے۔ دُنیا کا کوئی علم حاضرات کا بڑے سے بڑا ماہر بھی مجھ پر اپنی گرفت نہیں ڈال سکتا۔ اور واقعی ایسا ہے بھی۔

اب ہم آپ کو ایک ایسی دعوت بتاتے ہیں جو کہ تمام حاضرات اسم اللہ ذات، تمام حاضرات آیات۔ تمام حاضرات لطائف، تمام حاضرات عوالم۔ اور تمام حاضرات ملائکہ وارواح و جنات۔ تمام حاضرات اسماء صفات۔ کی جامع، کامل، مکمل، اکمل دعوت ہے۔ اور اس دعوت کی کلید جس کسی بھی قفل میں ڈالو گے کھول لو گے۔ ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر رُوحانی طور پر بھی جسمانی طور پر بھی ہر طرح مکمل ہے۔

ع عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی سہی
میری وحشت تیری شہرت ہی سہی

آپ پر ہر لمحہ تجلّیات کا نزول ہو سکتا ہے

"دعوتِ اعظم حاضراتِ اسمِ اللہ ذات"

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ دعوت، "دعوتِ اعظم" کے نام منسوب ہے۔ اس دعوت میں حاضراتِ اسمِ اللہ ذات وصفات و اسماء و آثار و عیاں سب کچھ اوّل تا آخر شامل ہے۔ اور یہ دعوت دونوں عالم پر محیط ہے۔ ہر مرتبہ کا شخص ہر مقام کا باشندہ، اور ہر لطیفے کا حامل اسے اپنے حسبِ حال باطنی پڑھ سکتا ہے۔ اور اس سے ہر قسم کی حاضرات رواں ہو جاتی ہیں۔ خواہ رُوحانی کیلئے ہوں خواہ دنیوی۔ خواہ دنیاوی جس قفلِ مطالب میں اس کلیدِ دعوت کو ڈالو گے۔ انشاء اللہ حل ہو جائے گی۔ اور قفل کھل جائیں گے۔

نوٹ: کوئی شخص اس دعوت کو غیر شرعی یا ناجائز مطالب کے لئے نہ پڑھے۔ اور اگر باوجود مطلع ہونے کے کسی نے ناجائز مطلب کیلئے پڑھی تو قیامت کے روز اس کی سزا کا وُہ خود ذمہ دار ہوگا۔ میں آج فی سبیل اللہ اس سے بری الذمہ ہوتا ہوں۔ یا اللہ تو بھی گواہ رہیو کہ بندہ نے بروقت بلکہ قبل از وقت اس سے عوام الناس کو مطلع کر دیا ہے۔ تو مالک ہے۔ خالق ہے۔ ہم گنہگار تجھ سے تیرے حبیب پاک صلعم کے صدقے رحمت ہی کے طلبگار ہیں۔

اے طالب تجھے دوبارہ تاکید ہے تو اسے اپنی قربت کا ذریعہ بنالے دوعاقبت کا ذریعہ بنالے۔ باطنی پرواز اور دل کی آنکھیں اور باطنی آنکھوں کی روشنی کا ذریعہ بنالے یہی سیدھا راستہ ہے اور یہی اصل نصب العین زندگی ہونا چاہیئے

"دعوتِ اعظم حاضراتِ اسم اللہ ذات"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو اللہ الذی

لا الہ الا ھو

الـلّـه لـلّـه لـه هو

اللہ

الرحمن
الرحیم
المؤمن
المتکبر
الغفار
الفتاح
الخافض
السمیع
اللطیف
الغفور
الحفیظ
الکریم
الحکیم
الشہید
الملک
المہیمن
الخالق
القہار
العلیم
الرافع
المعز

الخبیر
الشکور
المقیت
الرقیب
الودود
الحق
القدوس
العزیز
البارئ
الوہاب
القابض
المعز
الحکم
الحلیم
العلی
الحسیب
المجیب
المجید
الوکیل
السلام
المؤخر

الجامع
المانع
الہادی
الرشید
مالک
المقسط
الشکور

الوارث
الشکور
المحصی
الممیت
الماجد
القادر
القیوم

الاول
الوالی
المنتقم
الملک
البصیر
الجبار
المصور

البصیر
الجبار
المصور
الرزاق
الباسط
المذل
العدل

العظیم
الکبیر
الجلیل
الواسع
الباعث
القوی
المتین
المبدئ
المحی
الواجد
المقتدر
الاخر
المتعالی
الباطن
العفو
ذو الجلال
والاکرام

الغنی
الضار
البدیع
الوالی
المعید
القیوم
الاحد
المقدم
الظاہر
البر
الرؤف
المغنی
النافع
الباقی
الحمید
المحی
الواجد
التواب

طریقۂ دعوتِ اعظم حاضراتِ اسمِ اللہ ذات

مذکورہ مندرجہ دعوتِ اعظم حاضراتِ اسم اللہ ذات کا طریقہ بغور سمجھ لیجئے۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے۔

ایک اچانک مکاشفہ: اب جبکہ میں نے اس دعوت کے متعلق کچھ تلقین کرنے کے لئے قلم اٹھایا ہی ہے۔ ایک غیبی تجلی بے محابا پڑی اور عین اس جگہ پر پڑی جہاں پر میں یہ سطور لکھ رہا ہوں سو یہ حاضراتِ اسم اللہ جاری ہونے کی نشانی ہوتی ہے۔ اور حاضراتِ اسم اللہ جاری ہونیکی عوت کی ابتدائی اولیں نشانی ہے۔

نوٹ: یہ بندہ قبل ازیں مکمل طور پر بیان کر چکا ہے۔ کہ عین ذات میں کسی کو بھی دخل نہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ بندے سے رابطے کیلئے اس پر اپنی مختلف تجلیات، اور مختلف مثالی صورتیں، اسم اللہ کے حاضرات نوع بہ نوع لامکان کے اسماء اور جبروت کی ارواح نیز عالم ملکوت سے فرشتے، ملائکہ اور عالم ناسوت سے جنات مسلمان نازل فرماتا ہے۔ سو ان میں سے حاضرات کی ایک قسم تجلیات کی بھی ہے۔ اور تجلیات صفاتی بھی ہوتی ہیں اور اسمائی بھی آثاری بھی ہوتی ہیں۔ اور عیاں بھی۔ جب حواس خمسہ باطنی نہایت لطیف ہو جاتے ہیں یہ سب کچھ بغیر آنکھیں بند کئے ہوش وحواس قائم رکھتے ہوئے بھی سب کچھ عیاں طور پر نظر آتا ہے۔ سو اس وقت جو تجلی رونما ہوئی تھی وہ لامکانی اسمائی تجلی تھی۔ میں دعوتِ اعظم حاضراتِ اسم اللہ ذات کا طریقہ بیان کرنے لگا تھا۔ درمیان میں یہ حادثہ (رحمت) ہو گیا۔ معافی چاہتا ہوں۔ رات کو نماز عشاء کے بعد یا نصف

باطنی آنکھ نہیں تو مشاہدات بھی نہیں!

شب کو، یا نصف شب کے بعد یا نمازِ تہجد کے وقت حتّٰی کہ نمازِ فجر کے فوراً بعد بھی اس دعوت کو پڑھ سکتے ہیں۔ جنگل میں، ویرانے میں جانے کی ضرورت نہیں۔ (یہ بھی اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کی بڑی مہربانی ہے) اپنے گھر میں ایک الگ تنہا کمرہ دروازہ بند ہونا چاہیے۔ مخصوص کرلیں۔ سب سے پہلے درود پاک ۱۱ دفعہ پڑھیں (جو بھی آپ کو یاد ہو۔ پھر ایک دفعہ الحمد شریف، پھر ۳ مرتبہ قل ھُو اللہ شریف پھر ۱۱ مرتبہ دُرود شریف پڑھ کر حضور نبی اکرم صلعم تمام انبیاءؑ، تمام صحابہؓ، تمام اولیاء کرام تمام ارواح مقدسہ، سات سلطان الفقرا، اپنا مرشد پاک۔ رجالُ الغیب۔ کو بخش دیں (سب سے پہلے ایک چھوٹی اونچی جگہ پر دعوت نامہ کے نقش کو رکھ کر نقش کے مشرق کی طرف کھڑے ہو کر اپنا منہ مغرب کیطرف کرکے کھڑے ہو کر پڑھیں۔) پھر اپنے اوپر یہ سب کچھ پڑھ کر دم کریں۔ ۱ دفعہ دُرود شریف۔ پھر الحمد شریف پھر چاروں قل شریف پھر پانچ مرتبہ یا اللہُ، یا رحمٰنُ۔ یا رحیمُ۔ یا حیُّ یا قیّومُ۔ اللہُ حافظی، اللہُ ناصری۔ اللہُ معی۔ پھر ۳ مرتبہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہِ اَلْمَدَدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ اگر آپ کا مرشد پاک ہے یا تھا تو ۳ مرتبہ اسکا نام لے کر امداد فی سبیل اللہ کہہ کر اور ۳ مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ پھر ۳ مرتبہ دُرود پاک پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرکے اپنے سارے بدن پر پھیر لیں۔ (اگر آپ کا دل چاہے تو اِس کا ثواب اس بندہ مصنّف تصنیف کو بھی بخشد یا کرنا۔ اگر اس بندہ پر ہر روز سوتے وقت پڑھ کر بخشو گے تو اور بھی اچھا ہو جائیگا)

یہیں پر کھڑے کھڑے اپنے ہاتھ دُعا کے لئے اٹھائیے اور یوں دعا کیجئے:

یَا اَللّٰہُ میں دونوں جہان میں کسی کو بھی تیرا شریک نہیں ٹھہراتا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ

مشاہدات نہیں تو باطنی پرواز بھی نہیں!

اِلّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوۡلُ اللّٰہ، یَا اَللّٰہُ! میں یہ دعوت خالص تیرے لئے پڑھتا ہوں۔ اور خالص تیرے نام پر پڑھتا ہوں۔ لَامَقۡصُوۡدُ لَامَعۡبُوۡدُ اِلَّا ھُو۔ یَا اَللّٰہُ! میں یہ دعوت اسلئے پڑھتا ہوں کہ اسم اللہ میرے باطن میں، قلب میں، رُوح میں، سِر میں، خفی میں، اخفیٰ میں جاری اور رواں ہو جائے۔ یا اللہ میں یہ دعوت خالص تیرے نام پر اس لئے پڑھتا ہوں کہ بطفیل حبیب پاک اسم اللہ متجلی، تاباں اور روشن ہو جائے خواہ باطن میں، خواہ بند آنکھوں سے، خواہ کھلی آنکھوں سے۔ یا یہ تیرا عاجز بندہ تیرا دروازہ چھوڑ کر اور کہاں جائے۔ تو ہی میرا مالک، میرا خالق ہے۔ تو رحیم و کریم ہے۔ پس اس بندہ پر کرم کر! اپنا فضل کر۔ اپنی رحمت کر۔ یا اللہ یا مجھ پر باطنی مجلس حضور رسول اکرم صلعم کھل جائے یا اولیاء کرام کی باطنی مجالس میں حاضری نصیب ہو جائے۔ یا رجال الغیب کی رفاقت نصیب ہو جائے۔ یا سات سلطان الفقرا کا فیضان نصیب ہو جائے۔ یا تجلیات کا نزول شروع ہو جائے۔ یا باطنی پرواز جاری ہو جائے۔ یا باطنی آنکھ کھل جائے۔ یا باطنی لطائف زندہ ہو جائیں۔ یا ذکر باطنی جاری ہو جائے۔

علم العین نہیں تو مشاہدات بھی نہیں

عملِ دعوتِ حاضراتِ اسم اللہ ذات

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

اب آپ یہیں پر بیٹھ جائیے (دو زانو بیٹھو گے تو جلد تھک جاؤ گے اس لئے بڑے آرام و سکون سے بیٹھ جائیے۔ اوّل ۱۱ مرتبہ درود شریف کوئی چھوٹا درود پاک پڑھئے۔ لیکن یوں پڑھئے کہ آنکھیں کھلی رہیں۔ نقش کے قریب کوئی لالٹین رکھ لیجئے۔ بجلی ہے تو بلب روشن رکھئے۔ اور آنکھیں نہایت ہی جذب و شوق سے اسم اللہ پر گاڑھ دیجئے۔

نوٹ: ایک ضروری نکتہ: آنکھیں اسم اللہ پر یوں گاڑھئے جیسے کوئی نہایت ہی غور کر کسی کو دیکھتا ہے۔ ایسی حالت میں آنکھ کی پتلی نیچے اوپر کی پلکوں کے عین درمیان میں آجاتی ہے۔ حالانکہ عام حالت میں جب ہم دیکھتے ہیں تو اوپر کی پلک آنکھ کی پتلی کے ساتھ لگی ہوتی ہے لیکن ایسا نہیں چاہئے بلکہ آپ یوں دیکھئے اسم اللہ پر جیسے کوئی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے۔ اور نگاہ کو اس قدر اسم اللہ پر جمائیں کہ پلکیں نہ جھپک سکیں پہلے پہل آنکھ جھپکنے سے آپ کی آنکھوں میں پانی آیا کرے گا۔ لیکن آہستہ آہستہ جب مشق کچھ پختہ ہو جائے گی تو آبِ چشم بھی کم ہوتا جائیگا۔ کبھی کبھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد پلک جھپک بھی سکتے ہیں۔ اسم اللہ سفید رنگ میں یا سرخ رنگ میں ہونا چاہئے۔ جب آپ متواتر نظر کو اسم اللہ پر مرکوز رکھیں گے تو اب یا تو اسم اللہ آپ کو ہلتا ہوا محسوس ہوگا۔ یا اسم اللہ کے اردگرد.... ایک روشنی کا حلقہ بن جائیگا

علم العین نہیں تو مشاہدات بھی نہیں!

جو ایک رنگ پر مشتمل بھی ہو سکتا ہے اور کئی رنگوں پر بھی۔ یہ روشنی لفظ اسم اللہ کے عین ساتھ ساتھ ہو گی۔ اگر ایسا ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ آپ کے حواس درست راستے پر جا رہے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ اگر ایسا آپ نہ دیکھ سکیں تو دوبارہ اپنی آنکھوں اور اپنے دیکھنے کے انداز پر غور کیجئے۔ میں بتا چکا ہوں اگر ڈھیلی نظر سے عام نظر سے دیکھو گے تو یہ مظاہر بھی آپ نہ دیکھ سکیں گے۔ آپ آنکھوں کو بالکل کھول لیجئے اور آنکھیں تاڑ تاڑ کر دیکھئے نیز آنکھیں پھاڑ پھاڑ خوب شدت سے اسم اللہ پر نظر خوب جما دیں۔ پلکیں بہت ہی کم جھپکیں تو وہی کچھ ابتدائی طور پر دیکھو گے کہ لفظ اسم اللہ کیساتھ ایک نئی لکیر روشنی کی بن جائے گی۔ نیز آپ کو کبھی اسم ہلتا ہوا محسوس ہو گا۔

اس کے بعد مشق دیکھنے کی اسی طرح جاری رہے۔ چند منٹ بعد سارا کمرہ ایک نئی الگ رنگ کی روشنی سے بھر جائیگا۔ گو آپ کی نظر اسم اللہ پر مرتکز ہو گی۔ لیکن کمرہ آپ کو اپنی آنکھ کے گوشے سے نظر آئے گا کہ کمرہ زرد یا سرخ یا سبز روشنی سے پُر ہو گیا ہے۔ تو بھی سمجھ لیجئے کہ آپ درست راستے پر جا رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اسم اللہ، اللہ بغیر زبان ہلائے (زبان نہایت معمولی برائے نام منہ کے اندر ہی حرکت کرے۔ بہت ہلکی حرکت زبان ہو) اس مشق کو ۱۵ منٹ سے لے کر نصف گھنٹہ تک جاری رکھئے۔ اس کے فوائد اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

یوں اٹھے آہ اس گلی سے ہم
جیسے کوئی جہاں سے اٹھتا ہے!

روزِ ازل سے تجھ میں ہر چیز ودیعت کر دی گئی!

فوائدِ عملِ حاضراتِ اسمِ اللہ ذات

ظاہری کھلی آنکھوں سے اسمِ اللہ ذات پر مرکوز نظر کا فائدہ:

آپ کو یہ ہوگا کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ بالکل ظاہری کھلی آنکھوں سے آپ پر تجلیات کا نزول شروع ہو جائیگا۔ اور آپ بالکل کھلی عیاں آنکھوں سے ہر وقت، ہر گھڑی، دن کو بھی اور رات کو بھی۔ اندھیرے میں بھی، روشنی میں بھی (دھوپ سے بالکل الگ) تجلیات دیکھا کرو گے۔ اور یہ بات میں آپ کو (اگر یقین کرو۔ حق جانو) پورے ۴۰، ۴۵ برس خود تجربات کر کے۔ خود دیکھ کر بتا رہا ہوں۔ اور ماشاء اللہ آج بھی دیکھ رہا ہوں۔ بلکہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ جب میں نے دعوت کا مضمون شروع کیا میں نے تو بالکل ظاہری آنکھ سے تجلیات کو اس صفحہ پر گرتے دیکھا جس پر کہ میں لکھ رہا ہوں۔

نوٹ: مجھے ظاہری آنکھوں سے تجلیات کا نزول کب شروع ہوا۔ اور میں نے کیا کیا جبکہ شروع ہوا۔ اس وقت میری عمر کتنی تھی۔ اور یہ سب کچھ کیسے میرے ارادے اور اختیار میں آیا۔ یہ سب کچھ میں آپکو سلسلۂ تصنیف ۲ میں عرض کروں گا؛

فائدہ: جو کچھ میں نے اوپر آپکے لئے بیان کیا ہے۔ یہ ایک ضمنی فائدہ ہے مثلاً جیسے آپ نے کھاد کی فیکٹری لگائی ہے تو بنائی کھاد

دونوں جہان تجھ میں مندرج ہیں!

کیلئے تھی لیکن اس فیکٹری کے کچھ ضمنی فائدے مثلاً تیزاب، گندھک، تیزاب شورہ۔ تیزاب نمک۔ نوشادر۔ آکسیجن، ہائیڈروجن آپ کو ضمنی فوائد کے طور پر حاصل ہو گئیں۔ اصل مقصد تو کھاد حاصل کرنے کا تھا۔ پندرہ، بیس یا نصف گھنٹہ اسم اللہ ذات پر کھلی آنکھوں سے نظر مرکوز کرنے کے بعد اب آپ دوبارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں اور (سُورۃ) مزمّل شریف شروع کردیں۔ سُورۃ مزمّل ۱۱ دفعہ پڑھیں (زبان کو بالکل ہی معمولی طور پر ہلائیں) کمرے کی بتی گل کردیں۔ لالٹین کو اپنے سامنے سے ہٹادیں۔ تاکہ کمرہ میں اندھیرا ہو جائے ۹۰ درجہ کا زاویۂ نگاہ یا ۶۰ درجہ کا زاویۂ نگاہ قائم کرکے استغراق کیطرف مائل ہو جائیں اور ساتھ ساتھ اسم اللہ ذات کا تصور۔ ۹۰ یا ۶۰ درجہ زاویۂ نگاہ پر کریں۔ مزید ڈوبتے جائیں۔ یہانتک کہ مکمل استغراق تام حاصل ہو جائے۔ اس وقت آپ کی سُورت مزمّل بھی درمیان میں ہی رہ جائیگی۔ استغراق کیوجہ سے اور اسم اللہ کا تصور خیالی بھی غائب ہو جائیگا۔ ان دونوں کو غائب ہونے دیجئے تاکہ مکمل طور پر استغراق حاصل ہو جائے۔ اور آپ کو کچھ خبر نہ رہے کہ کہاں بیٹھے ہیں۔ جب یہ حالت ہو جائے تو بس یہ مشاہدہ کھلنے کا وقت ہے (یاد رہے استغراق طاری ہونے کے وقت زاویۂ نگاہ بھی ۹۰ یا ۶۰ درجہ پر قائم رہے۔ یہی نیند اور مراقبہ میں فرق ہے۔ نیند میں آتے وقت ہم کوئی زاویۂ نگاہ قائم نہیں کرتے۔ لیکن مراقبہ یا استغراق حاصل کرنے کے لئے۔ پھر مشاہدہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے علم الغیب، استغراق، زاویۂ نگاہ لازم و ملزوم ہیں۔ سچ پوچھو تو انہی تین نکات کو نہ سمجھنے کے

ظاہری دُنیا ظاہری آنکھ کیلئے، باطنی دُنیا باطنی آنکھ کیلئے ہے

نوٹ: جو اصحاب نئے نئے بلندی ہیں ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ پہلے سورۃ مزمل پڑھ لیں پھر بالکل خاموش ہو کر زاویۂ نگاہ ۹۰ یا ۶۰ درجہ پر تصور اسم اللہ ذات کرتے کرتے استغراق مکمل طور پر حاصل کریں۔ اس وقت تصور کی آپ کو کچھ خبر رہے نہ اپنے آپ کی مگر استغراق اور زاویۂ نگاہ پر خاص توجہ مرکوز رکھیں۔ ایسا نہ کرو گے تو آپ سو جائیں گے۔ یا مشاہدہ جاری نہ ہوگا۔ بس استغراق اور زاویۂ نگاہ قائم رکھیں۔ اور اسی میں مکمل استغراق حاصل کریں بس یہی وقت مشاہدہ کھلنے کا ہوگا۔

نوٹ: ٹھیک استغراق کی یہ علامت ہوگی کہ آپ کے ماتھے کے سامنے یا ماتھے سے ذرا اوپر آپ کو صبح صادق جیسی فضا نظر آئے گی۔ بس اور ڈوبتے جائیں اور زاویۂ نگاہ بھی قائم رکھیں۔ پھر اچانک یکایک آپ کی آنکھوں پر تجلی پڑے گی۔ جو بجلی سے تیز تر۔ اور روشنی اتنی ہوگی کہ آنکھیں چندھیا جائیں گی۔ پس جب یہ ہوگا تو آپ کی زندگی کا پہلا روز ہوگا۔ یا پھر کوئی مشاہدہ نظر آئیگا۔ یا کوئی بزرگ تشریف لائیں گے۔ یا آپ باطنی دنیا کا کوئی نظارہ دیکھو گے۔ یا مجلس انبیاء و اولیاء میں داخل ہو جاؤ گے۔ یا اسم اللہ ذات کے حاضرات میں سے کوئی چیز دیکھو گے۔ یا اسماء صفات میں سے کوئی صفت باطنی آپ پر ظاہر ہوگی۔ یہ دعوت تمام اسماء صفات کی جامع دعوت ہے۔ آپ ایک ایک اسم صفت کی دعوت ساری عمر میں بھی نہیں کر سکتے۔ پس یہ جامع دعوت تمام اسماء صفات اور اسم اللہ ذات سب کی مکمل اکمل ترین دعوت ہے آپ نے اس کی قدر کی تو یہ آپ کی قدر کرے گی۔ آپ نے اس کو سینے سے لگایا تو یہ آپ کو

لیکن باطنی آنکھ ظاہری آنکھ کو بھی روشن کر دیتی ہے

چند ہدایات متعلقہ دعوت حاضرات اسم اللہ ذات

لگے سے لگائے گی۔

(۱) گو مبتدی (اناڑی، نو آموز، نیا نیا) اس دعوت کو بطور مشق کے ہر روز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن بدھ۔ جمعرات (یوم الخمیس)، اور جمعہ کی راتیں سب سے بہترین راتیں ہوتی ہیں۔

(۲) مبتدی دعوت پڑھنے بیٹھا، تو استغراق کے بعد بھی کچھ نہ دیکھ سکا۔ تو اُسے چاہئے کہ پہلے نقش کو (اسم اللہ کو) قطب کی جانب سیدھا رکھے جیسے سرہانہ قبر کا قطب کی جانب ہوتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے وہ نقش کے مشرق کیطرف بیٹھے پھر اگر استغراق کے بعد کچھ نہ دیکھ سکا تو مشرق سے اٹھ کر نقش کے مغرب کی جانب بیٹھے۔ اگر وہاں استغراق کے بعد کچھ نظر آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ پھر وہاں سے اٹھ کر نقش کے سرہانے یعنی قطب کی طرف بیٹھ کر استغراق بمعہ زاویۂ نگاہ ۹۰ یا ۶۰ درجہ پر کرے۔ وہاں کچھ نظر آ گیا تو ٹھیک ہے نہیں تو وہاں سے اٹھ کر نقش کے قدموں میں یعنی جنوب کیطرف بیٹھ کر مکمل استغراق حاصل کرے۔ اور اسی طرح ہر روز مشق جاری رکھے۔ لیکن جو لوگ پڑھنے میں مہارت رکھتے ہیں وہ ایک دفعہ پڑھ کر ہی سب کچھ دیکھ سکتے ہیں۔

انتباہ ۲، نوٹ: مبتدی سے سخت التجا ہے کہ سب سے پہلے میری کتاب سلسلہ تصنیف ۱ بنام سیف الرحمٰن پڑھے۔

تین اہم امور آپکو علم دعوت میں اور سارے تصوف میں فیل یا پاس کر سکتے ہیں!

پھر اس پر عمل تہہ دل سے کرے پھر تصور اسم۔ زاویۂ نگاہ قائم کرے پھر استغراق پھر استغراق تام کے طریقے سیکھے۔ تاکہ ان سب پر عمل کرکے اس کی باطنی آنکھیں کھلیں۔ اس کی باطنی پرواز جاری ہو۔ پھر دعوت پڑھے۔ تاکہ بیٹھے بیٹھے دیکھنے کے قابل ہو جائے۔ جب ایسا ہو گا تو دعوت خود بخود رواں ہو جائیگی۔

انتباہ: (۱) تین اہم ترین امور اگر آپ کے پاس ہوئے تو علم دعوت میں بھی۔ اور سارے تصوف میں بھی۔ تمام باطنی مشاہدات میں تمام باطنی منازل میں۔ تمام باطنی لطائف کے زندہ کرنے۔ تمام اقسام کی تجلیات میں "پاس" (۲) اگر وہ تینوں باتیں آپ میں نہ ہوئیں تو ہر معاملۂ باطنی علم دعوت، تمام امورِ تصوف باطنی میں "فیل" (۱) اگر حواس خمسہ ظاہری بند کرنے اور حواس خمسہ باطنی کھولنے کا طریقہ ہر صورت میں آنا چاہیئے اور یہاں تک آنا چاہیئے کہ ان کے بند کرنے اور کھولنے میں آپ کو اپنا اختیار ہو جائے۔ (۲) استغراق: جب تک آپ استغراق حاصل نہیں کرتے آپ کو کچھ نظر نہ آئے گا۔ سو آپ اپنے آپ میں ڈوبنا۔ اپنے آپ میں گم ہونا۔ بخود ہونا۔ محو ہونا۔ سیکھئے پھر سب کچھ کھلتا جائیگا۔ پھر آپ کی باطنی نظر بھی کھل جائیگی اور باطنی پرواز بھی جاری ہو جائے گی۔ اور علم دعوت بھی رواں ہو جائیگا۔ (iii) استغراق با زاویۂ نگاہ سیکھئے ۹۰ درجہ پر یا ۶۰ درجہ پر نگاہ کو جمائیے۔ اپنی پیشانی کے بالکل سامنے یا تھوڑا اوپر نگاہ جمائیے۔ تو استغراق بہت جلد طاری ہو گا۔ اور

قلب لمحہ بہ لمحہ منقلب رہتا ہے!

آپ باطن میں جلدی دیکھ سکیں گے۔

نوٹ : پیشانی کے سامنے ۶۰ درجہ زاویہ پر استغراق میں ایک فضا بنتی ہے جو صبح صادق سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ جب تک یہ فضا نہ بنے گی تو اس وقت تک بھی کچھ نہ دیکھ سکو گے۔ اس فضا کو اپنا نشیمن بنالو۔ سو یہ خاص الخاص نکتہ آپ کو اس لئے بتا رہا ہوں تاکہ باطن میں داخل ہونے، باطنی پرواز، مشاہدات، علمِ دعوت کی کلید آپ کو حاصل ہو جائے۔ اور تو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو جائے۔ ۹۰ یا ۶۰ درجہ زاویہ نگاہ پر جو فضا بنتی ہے اُسے خوب خوب سمجھ لے۔ تو نگاہ کو یہاں قائم رکھیگا پہلے اندھیرا ہوگا۔ پھر آہستہ آہستہ سامنے کی فضا وسیع ہوتی جائے گی۔ پھر تیری پیشانی کا بوجھ بھی بالکل ختم ہو جائیگا جب تک اوپر بیان کی ہوئی پابندیوں کے ساتھ تو نظر کو یہاں لگائے رکھے گا مختلف نظارے، تجلیات، صورتیں، الہام، ملائکہ، ارواح، مسلمان جنات۔ ناسوت سے لامکان، لامکان سے عالم ھاہوت تک گاہ بگاہ تیری اہلیت نظر اور قابلیت استغراق کے مطابق تجھے نظر آتا رہیگا۔ اپنے سر کو سیدھا اپنی گردن پر کھڑا رکھ۔ زاویۂ نگاہ کو قائم رکھ اور ڈوبتا جا۔ مستغرق ہوتا جا۔ پھر جو فضا پیشانی کے سامنے یا ذرا اُوپر بنے اس میں کھو جا اور اس فضا میں آنکھیں گاڑھ دے۔ بس یہیں سے اسی جگہ سے مشاہدات شروع ہو جاتے ہیں۔ پہلے پہل حاضرات تو اسم اللہ ذات مختلف قسم کی مثالی صورتوں میں نظر آیا کریں گے۔ عینِ ذات وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔ آپ نہیں دیکھتے کہ میں کسقدر جانفشانی، محنت، محبت، شفقت سے سمجھا رہا ہوں۔ مجھے آپ سے اس کے بدلے کچھ مزدوری۔ صلے اور خدمت کی

علم العین، استغراق بازاویۂ نگاہ، حواسِ خمسہ باطنی بیدار نہیں تو کچھ بھی نہیں:

بھی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کرے، تیری باطنی آنکھیں بیدار ہو جائیں۔ اگر تیری بھلائی مقصود نہ ہوتی تو دوسرے لوگوں کی طرح میں تجھے بزرگوں کی کرامات۔ حکایات، قصے کہانیوں میں لے جاتا۔ تو دیکھتا ہے کہ میں اپنے مضمون سے اور تیری بھلائی سے ایک انچ بھی ادھر اُدھر نہیں گیا۔ ع

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے
فقیہہ و صوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی

اگر آپ کو شوق ہو تو ایک مزیدار دعوت القبور کا حال آپ کو سناؤں۔ سُن لو یہ عبرت آموز بھی ہے نصیحت بنوش بھی۔

بات یہ ہے کہ ہمارے قریب ہی ایک خانقاہ ہے۔ خانقاہ کے مزار میں جو بزرگ دفن ہیں وہ بہت عالی مرتبت مقامِ فقر پر فائز، مقاماتِ الٰہیہ کے مکین ہیں لیکن اُن کی خانقاہ پر جو سجادہ نشین، گدی نشین، جانشین تھے وہ بے چارے بالکل میرے جیسے نرے کورے، خالی، اندر سے باہر سے خالی تھے۔ گو رُوحانی سے مُلاقات کی شدت سے طلب تھی۔ لیکن چار و ناچار کیا کرتے۔ ایک دن دعوت القبور پڑھنے کی ٹھان ہی لی۔ اہلِ قبور رُوحانی نے جب ملاقات نہ کی تو کیا کرتے۔ چنانچہ پہلے انہوں نے بہت کچھ قبر پر ہر روز پڑھا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ پھر منت سماجت کی تو بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ بہت جتن کئے سب بیکار ثابت ہوئے

طُور پر ظاہر ہونیوالی ہر تجلّی صفاتی تھی نہ کہ ذاتی

آخر ایک روز انہوں نے یوں کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو گئے پھر چند قدم پیچھے ہٹے۔ پھر دوڑ کر قبر کو ایک ٹکر رسید کی۔ (اُن دنوں وُہ قبر خام تھی، مٹی کی۔ لیکن آج تو وہاں عالی شان روضہ بنا ہُوا ہے) اور اس میں بھی ذرا بھر شک نہ تھا کہ وُہ بزرگ اہل قبر نہایت عالی مرتبت تھے۔ خیر ایک دفعہ سر کی ٹکر مار کر دوبارہ پیچھے چند قدم ہٹے۔ پھر زر دار دوڑ کر دوبارہ سر کی ٹکر قبر کو ماری۔ پھر سہ بار اسی طرح ٹکر ماری۔ سر لہو لہان ہو گیا اور قبر کی مٹی ٹکر مارنے کی جگہ سے ہٹتی گئی اور ایک گہرا گڑھا پڑ تا گیا۔ یہ سلسلہ پورے ۲ گھنٹے تک مسلسل، متواتر اسی طرح جاری رہا۔ میں نے دل میں سوچا کہ تم اگر رُوحانی کی ملاقات باطن میں نہ کر سکے تو کیا۔ لگے رہو اسی طرح۔ قبر میں گہرا گڑھا پڑ چکا ہے۔ ذرا سی دیر باقی ہے۔ پھر میت ننگی ہونیوالی ہے۔ چلو اور کچھ نہیں تو جسمانی دیدار تو ہو ہی جائیگا۔ لگے رہو بس اب تھوڑی سی کسر رہ گئی ہے۔ صرف ایک آنچ کی۔ صرف ۶ انچ کی۔ بس دیدار ہونے ہی والا ہے۔ یہاں تک ٹکریں مارتے مارتے اس کا منہ سر بھوت مولا بن چکا تھا۔ اب تو اُسے تھانیدار بھی شناخت نہ کر سکتا تھا۔ اب کیا ڈر ہے۔ لگے رہو۔ بس کام ہونے ہی والا ہے۔ لیکن آخر کار وُہ تھک گئے۔ ہاتھ منہ دھویا۔ کپڑے بدلے۔ قبر کی مٹی درست کی۔

پھر ایک روز میں ان سے ملنے گیا دوبارہ۔ اس وقت مزار پر کمرہ بن چکا تھا۔ رات کو میں ان کے پاس رہا۔ میں نے رات کو دربار کی چابی اُن سے لے لی۔ میں نے اُن سے کہہ دیا اگر تمہارا دل چاہے تم دروازہ کی دراڑوں سے اندر دیکھتے رہنا۔ میں اندر گیا مزار شریف کے اور اندر سے دروازہ کی کنڈی لگا کر دروازہ کو

ذرا سُن تو سہی، عبرت آموز بھی ہے اور نصیحت نیوش بھی!

کو بند کر دیا۔ پہلے میں نے درُود فاتحہ پڑھی۔ پھر قبر کے ارد گرد قبر کے سرہانے سے شروع ہو کر اذان کہنا شروع کیا۔ ابھی میں نے صرف اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا لفظ ہی اپنے منہ میں دبی زبان سے ادا کیا تھا کہ اہلِ قبر رُوحانی فوراً حاضر ہو گیا۔ زمین سے قبر سے اسقدر تجلیات کے شعلے نکلنے شروع ہوئے کہ مجھے قدم اٹھانا دشوار ہو گیا۔ جہاں پر میں نے قدم رکھنا ہوتا تھا وہیں پر تجلی نمودار ہو جاتی۔ ظاہر ہے تجلی پہ میں لبطور ادب قدم نہ رکھ سکتا تھا۔ یہ تجلیات کا سلسلہ بہت دیر جاری رہا۔ بہت دیر بعد میں نے اذان پوری کی۔ پھر سورۃ مزمل شروع کی اور ساری رات مزار کے اندر قیام پذیر رہا۔ بہت کچھ دیکھا۔ ملاقاتیں، نظارے، عالم بالا۔ سب کچھ...... صبح نمازِ فجر کے وقت میں باہر آیا۔ تو وہ میرے منتظر تھے۔ پھر اسکے بعد بندہ نے ان کو اصل، درست راستہ تلقین کیا۔ للّٰہ۔ فی سبیل اللّٰہ۔ اور بس۔ اور چلا آیا۔

”حجِ بیت اللہ شریف“

حجِ بیت اللہ اسلام کا پانچواں رُکن ہے اور سب سے اہم رُکن ہے۔ صاحب استطاعت اصحاب کیلئے۔ چنانچہ بندہ کی یہ بھی آرزو تھی حج کا فریضہ بھی ادا ہو جائے نیز دن رات حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد بھی دم بدم ستاتی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے کچھ ایسے اسباب آناً فاناً فراہم فرما دیئے کہ بندہ کو اسی سال ۱۹۸۳ء میں حج کرنیکا شرف حاصل ہو گیا۔ حج کے اگر اول سے آخر تک کے

تو صفات سے ذات کی طرف پرواز کر!

کے حالات قلمبند کروں تو ایک الگ کتاب درکار ہوگی۔ لیکن بندہ صرف چند ایک واقعات ضروری پر ہی اکتفا کرتا ہے۔ یہاں اپنے گھر سے میں یوں چلا کہ کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہونے دی۔ میں نے اپنا سامان کسی کے ہاتھ (عزیزم عابد حسین وریاض احمد و محمد رفیق صاحبان کے ہاتھ) اپنا سامان شہر کے ایک دوسرے اڈہ پر پہنچا دیا اور خود جناب سلطان احمد کے ساتھ گلیوں میں سے ہوتے ہوئے ایک اور دوسرے اڈہ پر جاکر سوار ہو گئے۔ یوں کسی کو بھی میرے جانیکا پتہ نہ چل سکا۔ شاہین ایکسپریس کے ذریعے کراچی پہنچا تو وہاں اپنا گھر موجود تھا میرے سگے بھائی الحاج چوہدری نیاز محمد صاحب ریلوے ڈرائیور موجود تھے۔ انہوں نے مجھے کمال محبت سے ہوائی جہاز پر سوار کرایا۔ ۲ گھنٹے میں جدہ پہنچ گیا بذریعہ ہوائی جہاز۔ ہوائی اڈہ جدہ پر میرے پیر بھائی جناب نذر محمد صاحب کاریگر بعہ بال بچوں کے موجود تھے۔ میں معلّم کے پاس نہیں گیا بلکہ سیدھا گھر گیا دوسرے روز نذر محمد صاحب مجھے مکّہ معظمہ خود چھوڑ آئے۔ وہاں جناب عبدالغفور صاحب پہلے سے میرے منتظر تھے اُنکے پاس رات کو ٹھہرا۔ پہلے روز عمرہ وصفامروہ کے مناسک ادا کر چکا تھا۔ صبح موصوف میری دوپہر کی روٹی تیار کرنے لگا اور یہ بندہ خود حرم پاک میں طواف وعبادتِ الٰہی کے لئے چلا گیا۔ ظہر کی نماز تک تمام فرائض ادا کئے۔ دوپہر کو ظہر کی نماز کے بعد ارادہ کیا کہ چلو اب گھر چل کر کچھ کھا پی لیں۔ چنانچہ گھر کیطرف چلا۔ چلتا گیا، حتیٰ کہ شہر ختم ہو گیا۔ اور گھر نہ آیا۔ سامنے پہاڑ آگئے وہاں سے پھر حرم پاک واپس آکر ایک دُوسری سڑک پر چلا تا آنکہ شہر پھر ختم ہو گیا پہاڑ آگئے اب مجھے مکمل یقین ہو گیا کہ میں گھر نہ جا سکوں گا۔ پھر حرم پاک کے قریب آکر ہوٹل پر

کیا آپ مجازی حج کے طالب ہیں یا حقیقی اصلی باطنی حج کے!

روٹی کھائی۔ پھر حرم پاک میں عبادت میں طواف میں مشغول ہو گیا۔ شام ہو گئی۔ رات آ گئی رات کے ایک بجے کے قریب (جب رش اور بھیڑ کم ہوتی ہے تو رات کو طواف کی جگہ چھوڑ کر صحن کعبہ میں قالین بچھا دیئے جاتے ہیں)، بس میں ان قالینوں پر متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھ گیا۔

بیتُ اللہ یا بیتُ المعمُور: جب میرے حواس باطنی اس درجۂ زاویۂ نگاہ پر پہنچے جہاں کہ میں لے جانا چاہتا تھا۔

تو میں باطن میں بیٹھا بیٹھا کیا دیکھتا ہوں ...... (یاد رہے کہ خانہ کعبہ سیاہ رنگ کے بڑے بڑے بلاک کے پتھروں سے تیار کیا گیا ہے۔ جس پر ایک کونہ میں سنگِ اسود (سیاہ رنگ کا پتھر جو کہ حضرت ابراہیمؑ کے دست مبارک کا نصب شدہ تھا پھر بعد ازاں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک کا نصب شدہ ہے۔ اور ہزاروں انبیاء علیہ السلام کے لب مبارک اس پر بطورِ بوسہ ثبت ہیں)

میں عرض کر رہا تھا کہ یہ بندۂ حقیر متوجہ الی اللہ ہو کر وہاں بیٹھ گیا جہاں قالین کعبہ کے گرداگرد مفروش تھے۔ جب میرے باطنی حواس اس ڈگری (درجۂ زاویۂ نگاہ بلا واسطہ) پر پہنچے تو میرے ظاہری حواس بند ہو گئے۔ اور باطنی حواس کھل گئے۔ چنانچہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کعبہ جو سیاہ رنگ کے پتھر کے بلاکوں سے بنا ہوا تھا۔ یکایک انوار میں تبدیل ہو گیا۔ تمام سیاہ پتھر نورانی شکل اختیار کر گئے اور بیتُ اللہ شریف میں سے انوار و تجلیات کی شعاعیں اس بندہ پر پڑنے لگیں۔ وہ

تو کسی منزل و مقام پر قرار نہ پکڑ!

سیاہ رنگ کا غلاف کعبہ آناً فاناً انوار میں تبدیل ہو گیا۔ سفید براق انوار و تجلیات سے لبریز ہو گیا۔ غلاف خانہ کعبہ پر جو آیات کندہ تھیں وہ سب کی سب آیات بھی انوار میں تبدیل ہو گئیں۔ اور ان میں سے انوار کی شعاعیں چھن چھن کر ارد گرد کعبۃ اللہ کے صحن میں پھیلنے لگیں۔ پھر اسکے بعد سارے کا سارا خانہ کعبہ بمعہ تمام عمارات بیتُ اللہ شریف کے، بیتُ اللہ شریف کی تمام منزلیں، سب کی سب انوار و تجلیات میں تبدیل ہو گئیں۔ یُوں سارے کا سارا، اَلّلھم کعبۃ اللہ بمعہ تمام عمارات کے براق سفید انوار جو برق سے بھی روشن تر تھیں میں تبدیل ہو گیا۔ اور میں یہ سب کچھ دیکھنے میں یُوں ہمہ تن مصروف تھا کہ ؎

نظارے کو تو جنبشِ مژگاں بھی بار "تھی"
نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی!

یہ سب نظارہ اسی طرح مکمل طور پر اپنے حال پر قائم تھا کہ عین اسی عالم خاص میں "باب عبدالعزیز" کیطرف سے ایک نورانی بزرگ (میرا خیال ہے اُن نہایت ہی عالی شان ہستی کا اسم مبارک یہاں بتانا درست نہ ہوگا) بہر حال باب عبدالعزیز کی سمت سے ایک بزرگ ہستی میرے پاس تشریف لائی۔ انہوں نے نہایت مشفقانہ انداز میں اس عاجز کو بلایا اور کچھ تلقین فرمائی۔ اور ایک خاص جگہ لے چلنے کا مجھے اشارہ فرمایا، پھر ہُوا جو کچھ ہُوا! .... ازاں بعد......

یہ بندہ دیکھتا ہے کہ کعبۃ اللہ اور بیت اللہ کی ساری کی ساری عمارت اُسی طرح اسی شان سے جلوہ گر ہے۔ تجلیات بے محابا، بے جہت، سراپا انوار و باران برق و نور متواتر جاری ہے۔ اب اس وقت میں اپنی مقررہ جگہ سے باطن میں اُٹھ

تجھے نشان کی تلاش ہے یا بے نشان کی؟

کھڑا ہوتا ہوں۔ اور ایک اور بڑی شان والی ہستی تشریف لائی۔ یہ بندہ ان کے ہمراہ ہے وُہ بزرگ ہستی عین بیت اللہ خاص کی جگہ اس عاجز کو لے گئے بیتُ اللہ کی وہی باطنی نورانی شان قائم ہے۔ ابھی اثنا میں میرے سگے بھائی جان (جو کہ کراچی سے مجھے ہوائی جہاز پر سوار کر کے گئے تھے) نیاز محمدؐ صاحب کو طلب فرمایا گیا۔ ہم دونوں اسی جگہ بیتُ اللہ کے عین قریب اور سنگِ اسود کے بالکل ساتھ کھڑے ہیں۔ (سنگِ اسود ہر چند کہ بالکل گہرے سیاہ رنگ کا ہے۔ لیکن اس وقت وُہ بھی بالکل نُورٌ علےٰ نور ہو رہا ہے) نیاز محمدؐ موصوف کو اور آگے بڑھنے کو کہا گیا۔ اور اُن بزرگ ہستی نے فرمایا۔ اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاؤ۔ چنانچہ نیاز محمدؐ نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا اور ان بزرگ ہستی نے نہایت مشفقانہ انداز میں اپنا ہاتھ نیاز محمدؐ کے ہاتھ پر رکھ کر ان کو کمال محبت سے بیعت فرمایا۔ اور اپنی باطنی نظروں سے فیضیاب کیا۔ اور ان کو واپسی کی اجازت فرمائی۔ بارانِ رحمت و انوار و تجلیات کی بارش ابھی جاری تھی کہ مؤذن نے اذانِ تہجد دینی شروع کر دی۔ ؎

وصل کی پہلی شب اور مؤذن نے دی اذان

اس کے ساتھ ہی دنیا بالترتیب نماز کے لئے کھڑا ہونے کیلئے تیار ہونے لگی۔ ناچار مجھ کو بھی اس ظاہری دُنیا میں واپس آنا پڑا اور نمازِ تہجد میں شامل ہو گیا۔ دوسرے روز مجھے گھر بھی مل گیا۔ میری دن بھر کی تھکاوٹ اور پریشانی بھی جاتی رہی اور جسم ہلکا پھلکا ہو گیا۔

المدینۃ المنورہ

دوسرے روز صبح سویرے "مدینۃُ النبی" صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

تو پرواز کر، پرواز ہے کام تیرا!

تیاری شروع ہو گئی: شام ۴ بجے یہ عاجز مدینۃ المنورہ پہنچ چکا تھا۔ وہاں پر بھی میرے عزیز میرے منتظر تھے۔ سب سے پہلے مسجدِ نبوی میں حاضری دی۔ دُرود و سلام ہزاروں، لاکھوں بلکہ بیشمار بار دُرود و سلام۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِبَیْتِہٖ وَخُدَّامِہٖ وَمُحِبَّابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

ازاں بعد عزیزم لیاقت علی بٹ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ عزیزم لیاقت علی بٹ کے متعلق ذرا عرض کر دوں۔ یہ عزیز میرے نہایت ہی قریبی اور نہایت عزیز دوست کا فرزند ارجمند ہے۔ عزیزم لیاقت علی نے پہلے ہی مجھے کہہ رکھا تھا کہ چچا جان میں آپ کو یوں حج کراؤں گا۔ جیسے اپنے ماں باپ۔

بے نشان کی تلاش ہے تو نشان پر سکونت نہ کر!

تیری منزل بھی لامحدود ہونی چاہیئے!

کیا آپ عین بعین حضورؐ کے زمانے کی مسجدِ نبویؐ دیکھنا پسند کرتے ہیں یا کہ موجودہ مسجدِ نبویؐ !

بلاشبہ دونوں مسجدیں نبوی قابلِ احترام اور دونوں متبرک و محترم ہیں لیکن آپ کا دل اندر سے چٹکیاں ضرور لے گا کہ کاش عین حضور صلعم کے زمانے کی مسجد نبوی کی زیارت ہو جائے تو کیا بات ہے زہے نصیب، زہے قسمت۔ لیجئے سنیئے!

دوسرے روز ہوا یوں کہ دوسرے روز عزیزم لیاقت علی نے مجھے کہا کہ چچا جان چلو آپ کو اردگرد کی زیارتیں کروا لاؤں۔ چنانچہ سب سے پہلے ہم دونوں نے کچھ دانے گندم کے خریدے اور جنت البقیع میں فاتحہ خوانی کے بعد یہ دانے ہم نے کبوتروں کو ڈال دیئے۔ اور پھر زیارتوں پر روانہ ہو گئے۔ سب زیارتوں میں ۲ زیارتوں پر مجھے بہت رقت طاری ہوئی۔ ایک مسجد قبلتین (جہاں حضورؐ کو عین دوران نماز حکم ہوا کہ اپنا منہ مسجدِ حرام یعنی بیت اللہ کی طرف پھیر لو اور ساتھ ہی نمازیوں کو بھی حکم ہوا تھا کہ جہاں کہیں تم ہو اپنا منہ بیت اللہ کیطرف پھیر لو) یہاں حضورؐ کے زمانے کی برکت و دین اب بھی موجود ہے۔ اور دوسری مسجد قبا یہ ہجرت کے بعد یثرب کی سب سے پہلی مسجد ہے اور ساتھ ہی دنیا، اسلام کی بھی سب سے پہلی مسجد ہے جو کہ حضورؐ کے ہاتھوں سے تعمیر ہوئی۔ یہاں بھی حضورؐ کے زمانے کی برکت و فیض کے آثار اب بھی نمایاں ہیں۔ یہاں بھی دل پارہ پارہ ہو گیا۔ جنگ اُحد کا پہاڑ حضرت حمزہؓ کی مزار مبارک اور دیگر زیارتیں کر کے ہم واپس لوٹے تو تیسرے پہر میں مسجد نبوی صلعم میں حاضری کے لئے گیا۔ اور متوجہ ہو کر جو بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضورؐ کے زمانے کی مسجد باقی مسجد سے بالکل الگ ہو گئی اور اس میں داخل ہونے

راہ تو نشانِ راہ ہے منزل نہیں ہے!

کے لئے ایک الگ دروازہ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ یہ دروازہ اس عاجز پر کھل گیا اور اندر سے ایک عالیشان بزرگ تشریف لائے اور اس بندہ کو پکار کر کہنے لگے کہ کل جو دانے تم نے کبوتروں کو ڈالے تھے وہ حضور صلعم کی بارگاہ میں قبول ہو گئیں الحمدللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تیسرے روز: تیسرے پہر کے قریب یہ بندہ عین حضورؐ کے روضہ مبارک کے سامنے بیٹھا تھا۔ متوجہ ہو کر کیا دیکھتا ہوں کہ حضور پاک صلعم نے اس ناچیز کو حضور حضرت غوث پاک حضرت شیخ سید عبدالقادر قدس اللہ سرہٗ العزیز کے سپرد فرما دیا اور عین بغداد شریف میں اس بندہ کو حضرت غوث پاک کی بارگاہ میں پہنچا دیا۔ اس بندہ نے دیکھا حضرت غوث پاک کا محل شریف نورانی بنا ہوا ہے۔ جس پر حضور کا نام ایک بڑے تختہ (بورڈ) پر یوں لکھا ہوا ہے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی (قدس اللہ سرہٗ العزیز)

چوتھے روز: چوتھے روز پھر تیسرے پہر یہ بندہ حضور صلعم کے روضہ مبارک کے سامنے بیٹھا تھا کہ پھر متوجہ ہوا تو پھر عین بعین باطن میں حضور کے روضہ مبارک کو جلوہ گر پایا۔ لیکن اس بندہ پر اس قدر ہیبت و جبروت طاری ہوا کہ پانچویں چھٹے، ساتویں اور آٹھویں روز اس بندہ کو حضور صلعم کے سامنے ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ (نہ پوچھئے کیا ہوا۔ واقعہ باطنی ہی تھا ظاہری نہ تھا) چنانچہ یہ چار روز "باب السلام" کے روبرو شیڈ ملا ۲ کے نیچے صبح سے شام تک بیٹھ کر گزارے اور متوجہ الی اللہ رہا۔

پانچویں روز کچھ اپنے حال میں واپس آیا تو دوبارہ روضۂ اقدس پر جانا شروع

وحدانیت سے بھی گزر کر احدیت کیطرف پرواز کر!

نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری
یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری!

کیا۔ پھر تادمِ آخر ہر روز حاضری دیتا رہا۔

ایک روز: باطن میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شربت کا گلاس اس بندہ کو مرحمت فرمایا گیا۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ شربت کا گلاس باطن میں پیش کیا گیا لیکن عجیب بات ہے کہ میں بالکل اپنا ظاہری ہاتھ بڑھا کر اس گلاس کو پکڑتا ہوں۔ دیکھو جی۔ واقعات کا کوئی شمار نہیں۔ ہر روز باطن میں بیسیوں واقعات پیش آتے تھے۔ بہت یاد ہیں۔ بہت یاد نہیں رہے۔ پورے ۲۰ روز مدینہ پاک میں مقیم رہا۔ ۸ ذوالحج کو منیٰ روانہ ہوئے۔ سب دوست تھے۔ تمام مناسک حج ادا کئے الوداعی طواف کے بعد عزیزم لیاقت خود مجھے جدہ چھوڑنے آیا۔ جدہ میں جناب عزیزم حیدر علی اور میری سگی بھتیجی۔ بیر بھائی نذر محمدؐ۔ حسین بی بی۔ اور دوست محمد افضل صاحب موجود تھے۔ گویا گھر میں آ گیا۔ مدینہ پاک کے تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں عبدالرحمٰن صاحب ریاض احمد صاحب۔ سیف علی صاحب۔ محمد آفاق صاحب۔ محمد اعظم صاحب ہر بازار میں جس جگہ بھی جاتا دوستوں کو منتظر پاتا۔ عبدالرحمٰن صاحب اور لیاقت صاحب نے تو خدمت کی حد کر دی۔ ہر دوسرے روز روٹی کے علاوہ ایک سو ریال میری جیب

واپسی یا دمِ واپسیں

میں مزید ڈال دیتے کہ بازار میں اپنی مرضی سے جو کچھ چاہو جہاں چاہو خرچ کرو۔ لیاقت علی صاحب نے جو کچھ کہا تھا پورا کر دکھایا۔ واقعی اس نے بقول اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ میرا خیال رکھا۔ اُس نے میرے لئے وہاں اور بھی ایسی قربانیاں دیں جو میں نے آپ کو نہیں بتائیں۔ اگرچہ مجھے رونا نہیں آتا۔ لیکن عزیزم لیاقت علی کی یاد میں آج بھی رو رہا ہوں۔ اس کی قربانیوں نے میرے دل پر بے پناہ نقوش چھوڑے ہیں۔ جو میری آنکھوں کو تر کئے بغیر نہیں چھوڑتے آج بھی ہر روز حضورؐ کے روضۂ مبارک پر ہر روز یا جب بھی جائے اِس عاجز کا عاجزانہ سلام عرض کرتا ہے۔ زہے قسمت۔ افضل صاحب حیدر علی اور نذر محمدؐ نے میرا بے حد خیال رکھا۔ آخر میں عزیزم خالد صاحب (بھتیجا) اور عزیزم شبیر احمد صاحب کا شکریہ ادا کئے بغیر تشنگی باقی رہ جاتی ہے۔ ان دونوں بھائیوں نے میرے حج کر آنے میں بیحد، بہت محنت سے کردارِ خاص ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام اشخاص کو خوش رکھے اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ آمین!

اس حج میں جتنا میں چھپ کر گیا اور جتنا چھپ کر آیا۔ اتنا ہی شہرت پذیر ہو گیا۔ وہ یوں کہ کراچی آیا تو کہنے لگے چچا جی ہم نے آپ کو ٹیلیویژن پہ حج میں بار بار دیکھا ہے۔ جلالپور آیا تو تمام جلالپور کے لوگ کہنے لگے واہ جی وا۔ چھپ کر گئے ہم نے تمہیں ٹیلی ویژن پر دو دفعہ دیکھا۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ فیصل آباد سب نے یہی کہا کہ ہم نے آپ کو ٹیلیویژن پر دیکھا ہے بشہرت کیا ملی پھر بھی ہماری سبکی کے سامان ہو ہی گئے ؏

اُٹھائے کچھ ورق لالے نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے؛ چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

کامل ہستیاں آپکو سر بازار، یا محافل میں نہیں ملیں گی

اڑالی طوطیوں نے، قمریوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے ملکر لوٹ لی طرز فغاں میری!

دیکھو جی: اصل بات یہ ہے کہ کامل لوگ آپ کو مطلوب ہیں۔ سر بازار، عُریاں، شہرت پذیر آپ کو تلاش سکئے بھی نہ مل سکیں گے۔ وُہ یُوں سر بازار، اپنے آپکو فروخت نہیں کیا کرتے۔ میں جب حج سے واپس آیا تو حج کے دوران جناب حضرت محمد جمیل اختر صاحب (جنہیں آپ دیکھیں تو آپ کو ہرگز یہ گمان نہیں ہوسکے گا کہ یہ بھی رہنما ہو سکتے ہیں) حضور رسول اکرم صلعم کی باطنی کچہری میں ایک روز حاضر تھے۔ میں اس وقت مدینہ پاک میں موجود تھا۔ حضورؐ کی مجلس میں تمام اولیاء کرام حاضر تھے۔ اور ذکر اسم اللہ ذات جاری تھا۔ یہ ذکر کوئی دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ میں حج سے واپس آیا تو آپ نے مجھے سرگوشی کے انداز میں کہا کہ فلاں روز میں حضور رسول اکرمؐ کی کچہری حاضر تھا۔ تو آپ بھی وہاں موجود تھے۔ آپنے (مصنف تصنیف) سلیٹی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ بھی ذکر الٰہی میں اور حضور صلعم کی کچہری میں حاضر تھے۔ کیا یہ درست ہے کہ آپ نے اس وقت سلیٹی رنگ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے کہا۔ جی ہاں مجھے اس وقت بیا قت علی عزیزم نے سلیٹی رنگ کے کپڑے پہنا دیئے تھے۔

ذرا حضرت صاحبزادہ محمد جمیل اختر صاحب کی بیعت کا حال سنیئے۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ کامل ہستیاں کیسی ہوتی ہیں۔ اور ان کی رسائی اور طاقت کیا ہوتی ہے۔ جناب حضرت چوہدری حیات محمد صاحب (آپ ان کو دیکھو تو ہرگز بزرگی کا گمان تک نہ کرسکو گے) قدس سرہٗ میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں

کسی مقام کو قرارگاہ بنالیگا تو مقامِ احدیت کو نہ پاسکے گا۔

جب جناب محمدؐ جمیل اختر صاحب کو بیعت فرمانے لگے تو کہا کہ پہلے دو نفل ادا کرلو۔ جناب جمیل صاحب نفل پڑھنے کھڑے ہوئے تو میرے پیچھے کھڑے ہو کر آپ نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ دورانِ نوافل ہی حضرت حضور غوث پاک تشریف لائے۔ اور آتے ہی میرا سینہ چاک کرکے میرا دل نکال کر ایک طشتری میں رکھ کر حضرت صاحب کو فرمایا کہ تو پہلے اس دل کو آبِ رحمت کے دریا میں دھولاؤ۔ اور ساتھ ایک خالی پیالہ دیا کہ اسے بھی الگ دریائے رحمت سے بھر لانا۔ چنانچہ حضرت صاحب مجھے اور میرے دل کو الگ طشتری میں رکھے ہوئے دریائے رحمت پر پہنچے۔ میرے دل کو خوب نچوڑ نچوڑ کر دھویا۔ جس میں سے سیاہ رنگ کا میل و خون نکل رہا تھا۔ اور مجھے حکم دیا تم بھی اس دریائے رحمت میں نہاؤ (یاد رہے نفل کی نماز جاری ہے) میں گردن تک پانی میں ڈوب کر نہایا تو فرمایا نہیں غوطے بھی لگاؤ۔ میں نے غوطے بھی لگائے۔ آخر مجھے اور میرے دل کو طشتری میں رکھے ہوئے اور پیالہ آبِ رحمت کا بھر کر دوبارہ حضور پاک کی خدمت میں آئے تو وہاں تمام اولیاء کرام جمع تھے۔ جن میں حضرت علیؓ۔ حضرت حسنؓ حسینؓ، جناب سلطان باہو قدس سرہ۔ داتا صاحب ہجویریؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ غرضیکہ تمام بزرگ حاضر تھے۔ آپ نے پیالہ حضرت صاحب کے ہاتھ سے لیا۔ اور میرے دل کو میرے سینے میں نصب فرما کر اوپر بٹن ٹیک لگادی۔ تمام بزرگوں نے پیالہ پانی پر دم کیا۔ اور آخر میں خود حضرت غوث پاکؒ نے دم کرکے وُہ پانی مجھے پلا دیا۔ پھر کہا اب دوبارہ سینے کے بٹن ٹیک کو کھول دو۔ میں نے کھول دیا تو دیکھا میرے دل پر اسم اللہ ذات روشن متجلّی تاباں ہے۔ اور میرے سارے وجود پر اسم اللہ ذات

بہر صورت بہر رنگ میں تو بیصورت و بیرنگ کیطرف لوٹ،

مرقوم ہے۔ ساتھ ذکر قلب زور و شور سے جاری ہے۔ اسکے ساتھ ہی میں نے سلام پھیرا تو پھر آپ نے مجھے بیعت اور تلقین فرمائی۔ جناب حضرت چوہدری حیات محمد صاحب قدس سرہ اس وقت ماڈل ٹاؤن ڈویژنل پبلک سکول میں ہیں۔ ان کا لڑکا وہاں پر پروفیسر لگا ہوا ہے۔ ا لرٹ خواہ وہ مجھ سے یہ سب کچھ لکھنے پر خفا ہی ہو جائیں۔ لیکن آپ کی خاطر لکھ ہی بیٹھا۔ اب معافی ان سے آپ خود مانگنا۔ بھئی آپ کی خاطر جو لکھ رہا ہوں۔ ویسے میں افسوس کیساتھ آپ سے عرض کرتا ہوں۔ وہ کسی کو بیعت نہیں فرماتے۔ لیکن اگر آپ کامیاب ہو گئے۔ تو آپ کی خوش قسمتی کی بات ہے۔ شاید، شاید، خدا کرے خدا کرے۔ والسلام!

کامل ہستیاں عام لوگوں میں ملی جلی بے شناخت رہتی ہیں

تو ازل سے بھی پہلے تھا!

کیا تجھے پرواز کے لئے باطنی پر و بال درکار ہیں!

لطائف عوالم، رنگ انوار کے ضمن میں ایک مغالطہ دُور کر لیجئے !

کوئی فرقۂ باطنی کہتا ہے کہ پہلا لطیفہ قلب دوئم رُوح، تیسرا نفس کا ہے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ فلاں عالم کا رنگ سفید۔ فلاں کا سیاہ رنگِ نور ہے۔ حالانکہ سارے لطائف میں کسی بھی لطیفہ کے نور کا رنگ سیاہ نہیں ہے۔ اسی طرح نہ تیسرا نہ چوتھا لطیفہ نفس کا ہے۔ پس خُدا کے لئے اِن تمام رنگِ انوار۔ عالم اور لطائف کے درجات کو درست کر لیجئے۔ آپ کا بھلا ہوگا۔

مقامات	لطائف	عالم	سیر	حال	منزل	رنگِ انوار	ذکر	اسمِ ذات
مقام اوّل	نفس	ناسُوت	الی اللہ	میل	شریعت	نیلا	لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ	اللہ
مقام دوئم	قلب	ملکوت	للہ	محبت	طریقت	زرد	لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	للہ
مقام سوئم	رُوح	جبرُوت	علی اللہ	عشق	حقیقت	سُرخ	یَا اَللّٰہُ	لہٗ
مقام چہارم	سِرّ	لاہُوت	مع اللہ	وَصل	معرفت	سفید	یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ	ھُو
مقام پنجم	خفی	یاھُوت	فی اللہ	فنا	مقامِ منتہیٰ	سبز	یَا وَاحِدُ	محمدؐ
مقام ششم	اُخفیٰ	حاھُوت	عن اللہ	حیرت	بازشریعت	بنفشی	یَا اَحَدُ	فقر
مقام ہفتم	انا	ھُوِیّت	باللہ	بقا	جمع الجمع	بیرنگ	یَا ھُو	اللہ محمدؐ

"عالم بالا کے عوالم کے مختلف رنگ ذکر اور تصور"

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کسی بھی عالم کا، کسی بھی لطیفہ کا رنگ سیاہ نہیں ہے اور کسی انوار کا رنگ سیاہ نہیں۔ مجھے ہنسی بھی آتی ہے۔ انوار اور نور تو کہتے ہی روشن چیز کو ہیں۔ روشنی کو اگر اندھیرے اور تاریکی میں بدل دیا جائے ظاہر ہے وہ پھر نور نہ کہلائے گا بلکہ تاریکی۔ اندھیرا، سیاہی اور نظر نہ آنے والی چیز کہلائیگی۔

باقی رہا نفس کے مقام کے متعلق۔ تو یہ بھی آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ نفس تو نام ہی سب سے نچلے درجے کا ہے۔ اسلئے نفس کا لطائف کے لحاظ سے اور عوالم کے لحاظ سے تیسرا یا چوتھا مقام کیسے ہوگیا۔ دیکھئے نفس کے متعلق عرض یہ ہے نفس کی چار اقسام ضرور ہوتی ہیں۔ جن کا ذکر حضرت فقیر صاحب قدس سرہ نے عرفان میں مکمل طور پر فرما دیا ہے۔ وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ شاید وہ نفس مطمئنہ کو چوتھا مقام کہتے ہوں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ سب سے پہلے نفس کے چاروں اقسام پر کنٹرول حاصل کیا جاتا ہے یعنی نفس امارہ سے نفس لوامہ (ملامت و پشیمانی دلانے والا نفس گناہ کے وقت) اور نفس ملہمہ (یعنی قبل از وقت الہام، خبر آنے والا نفس) اور نفس ملہمہ سے نفس مطمئنہ (یعنی یقین کامل پا لینے والا۔ مطمئن ہو جانیوالا نفس) سو یہ چاروں نفس کی مختلف خصلتیں ہیں۔ نا کہ مختلف عالم یا مختلف لطائف۔ یعنی نفس کا لطیفہ تو ایک ہی ہے۔ خصلتیں اس کی چار ہیں۔ مقام یا عالم یا لطیفے چار نہیں۔ آیا خیال شریف میں۔ اس کے بعد پھر قلب کا لطیفہ آتا ہے۔ اور عالم ملکوت۔ پھر روح کا لطیفہ اور عالم جبروت۔ رنگ سرخ نور کا۔ پھر لطیفہ سر عالم لاھوت ولامکاں۔ نور کا رنگ۔ سفید براق۔ پھر لطیفہ خفی نور کا رنگ سبز۔ عالم یاھوت۔ پھر لطیفہ اخفیٰ عالم ھاھوت۔ نور کا رنگ بنفشی۔ پھر لطیفہ انا

تو اَبد سے بعد بھی ہوگا بشرطیکہ تُو نے قرار نہ پایا!

عالم ھاہوتیت بے رنگ۔ آپ نے دیکھا ان میں سے لطیفہ نفس پہلا لطیفہ ہے اور کسی بھی لطیفہ یا کسی بھی عالم کے نور کا رنگ سیاہ نہیں ہے۔

بالکل اسی طرح ہر لطیفہ ہر عالم کا ذکر بھی الگ الگ ہے۔ آپ کی اہلیت اگر مقام نفس یا قلب کی ہے آپ ذکر ھُو کر کے مقام جبروت میں نہیں جا سکتے ہیں۔ آپ کوئی بھی ذکر کریں۔ کوئی بھی تصور کریں۔ باطن میں پہنچیں گے اُسی مقام پر جس مقام کی درحقیقت آپ کے لطیفے میں اہلیت ہے۔ سو اہلیت بڑھانے اور مقامات طے کرنے کے تمام طریقے میں سب سے پہلے بیان کر آیا ہوں۔ وہاں سے یعنی کتاب سیف الرحمٰن سے ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہا تصور کے بارے میں سو تصور کے طریقے ہر خاندانِ رُوحانیت اور مسلک کے مختلف ہیں۔ کسی سلسلہ طریقت میں تصورِ شیخ کیا جاتا ہے۔ یہ بھی درست ہے۔ لیکن ایک بہت ہی ضروری شرط کے ساتھ کہ واقعی حقیقی معنوں میں پیر کامل و مکمل واکمل ہو۔ اور نقص اس طریقہ میں یہ ہے۔ کہ ہر شخص کامل تو نہیں ہوتا۔ بلکہ مکمل واکمل پیر تو کروڑوں لوگوں میں کوئی ایک آدھ مشکل سے ہوتا ہے۔ آپ ناقص پیر کا تصور کریں گے تو آپ کو وہ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو ناقص پیر کا تصور آدم پرستی سے کم نہیں۔ جن پیروں کو کچھ بھی نہیں آتا وہ پیر بھی اور مرید بھی دونوں قابلِ مذمت اور حشر کے روز دونوں شرمسار ہونگے۔ اور دونوں سزاوار ہونگے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

اوّل تا آخر تمام منازل پہلو ہی سے ہی طے ہونگی

"کچھ تصورات کے بارے میں"

تصورات میں سے ایک قسم تصورِ اسم کی ہے۔ یعنی تصور اسم اللہ ذات تصورِ اسم سراسر اور محض جناب حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا طریقہ ہے۔ اور آپ کی ہی اختراع محض ہے۔ چونکہ متقدمین، سلفاء صالحین کی کسی تصنیف میں تصورِ اسم کے متعلق کچھ نہیں بیان کیا گیا۔ حتیٰ کہ جو قدیم نقش منازل باطنی ولطائفِ باطنی کے ملتے ہیں۔ ان میں لطائف، عوالم باطنی، انوار کے رنگ، اور ذکر مقامات سبھی کچھ موجود ہے۔ مگر تصورِ اسم کے بارے میں اُن نقشوں میں کوئی تذکرہ نہیں پایا جاتا۔ سو یہ تصورِ اسم جناب حضرت سلطان العارفین کا خاص طریق ہے۔

(۱) اس کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اگر مرشد ناقص ہو تو بھی مرید تصور اسم اللہ ذات فیضیاب ہوتا رہتا ہے۔ لیکن دوسرے طریق تصورِ شیخ ناقص میں ظاہر ہے یہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) تصورِ اسم اللہ ذات انسان کو وحدانیت کی طرف لے جاتا ہے۔ چونکہ اسم اللہ کی دلالت ہی عین ذات کیطرف منسوب ہے۔

(۳) تصورِ اسم اللہ ذات کا ایک عظیم الشان یہ فائدہ بھی ہے۔ جسکی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اور وہ یہ کہ صاحب تصورِ اسم اللہ ذات کو باطن

تصورِ اسم اللہ ذات کی مقامِ ھاھویت تک مکمل رسائی ہے!

میں اسم اللہ ذات اور اسم اللہ ذات کے اسماء صفات کے نوری جثے مرقوم بہ اسم ذات و اسماء صفات عطا ہوتے ہیں۔ اور یہ جثے بمعہ اسماء کے سراسر نور ہوتے ہیں، جنہیں اپنے اندر ناسوت سے لامکان تک اور لامکان سے ھاھویت تک پہنچنے کی مکمل اہلیت موجود ہے۔ بخلاف اس کے دوسرے طریقوں میں اگر رہنما کامل و مکمل و اکمل نہیں تو سب کے سب کارواں گرد راہ ہو کر ہی راستے میں رہ جاتے ہیں۔ سو حاملانِ تصورِ اسم اللہ ذات کو وُہ نوری جثے عطا ہوتے ہیں۔ جو اسماءِ الٰہی سے مرقوم ہوتے ہیں جو باطن میں شہبازِ لامکانی کیطرح نمودار ہوتے ہیں۔ جن کی نگاہ تیز سے ہفت افلاک کی کوئی چیز اور کوئی مخلوق نہیں بچ سکتی۔ وُہ باطن میں شیرِ نر کی طرح نمودار ہوتے ہیں۔ اور وُہ اسکے پورے پورے مصداق ہوتے ہیں۔ ؎

در دشت جنونِ من جبریل زبوں صیدے
یزداں بکمند آور اے ہمتِ مردانہ!

(۴) تصورِ اسم اللہ ذات کا راہرو کسی طرح بھی اور کسی طرف سے بھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ فرض کیجئے آپ نے ایک پیر پکڑا۔ اور وہ بالکل ناقص نکلا۔ لیکن آپ اگر تصورِ اسم اللہ ذات کرتے ہیں تو چلو پیر ناقص کو تو چھوڑ دیں گے۔ لیکن تصور اسم اللہ ذات کو چھوڑ کر کہاں جائیں گے۔ سو ایسی حالت میں آپ کو افسوس نہیں رہیگا۔ تیری محنت رائیگاں، بیکار اور اکارت نہ جائے گی۔ چونکہ تصور اسم اللہ ذات ایک نہ ایک دن تیری باطنی آنکھ ضرور کھول دے گا۔ اور پھر باطنی آنکھ کھولنے کے تمام رازِ دروں۔ باطنی

پیرِ کامل خود می ماند در عالمِ ناسوت و مرید را برساند در عالمِ لاہوت

پرواز کے تمام اسرارِ درپردہ، علم العین کے تمام اسرار و رموز آپ پر کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ باطنی چشم کو بیدار کرنے کی کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی۔ جو بیان نہ کر دی گئی ہو۔ لہٰذا دوبارہ۔ پھر دوبارہ۔ پھر سہ بارہ، کتاب سیف الرحمٰن میں علم العین کے علم کو پڑھیئے اور اس کے تمام اسرار و رموز کو سمجھئے۔ پھر اُن پر عمل کیجئے۔ آپ کی باطنی آنکھ کھل جائے گی۔

جناب حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی (مرشدی و مولائی) نے اپنی عمر میں چار سلطانوں کا، چار گدی نشینوں کا، چار سجادہ نشینوں کا زمانہ دیکھا ہے۔ قدس اللہ سرہٗ العزیز۔

ایک دفعہ یہ بندہ لاہور یکی دروازہ جناب چوہدری علی محمد صاحب ٹھیکیدار کے مکان پر اس غرض سے گیا۔ کہ جناب حضرت فقیر صاحب قدس سرہٗ تصنیف "عرفان" کی چھپائی کے سلسلے میں وہاں قیام پذیر تھے۔ یہ بندۂ ناچیز جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو خواہ کتنی ہی بڑی مجلس منعقد ہوتی۔ لیکن آپ ہمیشہ اس بندہ کیطرف روئے سخن رکھتے۔ اثناءِ گفتگو آپ فرمانے لگے کہ یہ حضرت امیر سلطان صاحب کا زمانہ تھا۔ (یاد رہے آپ نے جناب حضرت سُلطان صالح محمد صاحب اُنکے بعد حضرت سلطان نور احمد صاحب اور پھر اُنکے بعد حضرت امیر سلطان صاحب، زاں بعد حضرت سُلطان حبیب سُلطان صاحب کا زمانہ دیکھا ہے) حضرت امیر سلطان صاحب اس وقت حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کی ایک تصنیف کا مطالعہ فرما رہے تھے جس میں ایک جگہ جناب سلطان بادشاہ قدس سرہٗ نے یہ فرمایا کہ "پیرِ کامل خود می ماند

تو باطنی پر و بال کا خواہشمند ہے تو علم العین حاصل کر!

در عالمِ ناسُوت میں رہتا ہے۔ لیکن اپنے مرید کو عالم لاہوت ولامکان میں پہنچا دیتا ہے) تو آپ اس جملہ پر چونک پڑے۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پیر تو عالم ناسوت میں رہے اور مرید کو عالم لاہُوت میں پہنچائے۔ بہت سوچتے رہے۔ بہت غور و خوض فرماتے رہے۔ تا آنکہ آپ نے ایک مجلس طلب فرمائی۔ صاحب علم فقیروں کی۔ ہر ایک سے یہی سوال دہرایا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد اور اپنی اپنی عقل و فکر کے مطابق جو کچھ بن پڑا جواب دیا، لیکن حضور سلطان امیر سلطان صاحب کی تشفی نہ ہُوئی۔ آخر ان لوگوں کے سوا۔ اور مزید فقرا کو طلب فرمایا اور ہر ایک سے وہی سوال دہرایا کہ پیر کامل جو خود تو عالم ناسوت کا مکین ہو۔ مرید کو کیسے عالم لاہوت میں پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی بہت کچھ تاویلوں اور دلائل و براہین کے ساتھ بہت کچھ جوابات دیئے۔ لیکن آپ کی پھر بھی تسلّی نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا کوئی اور درویش بھی ابھی باقی ہے یا کہ سب ختم ہوگئے ہیں۔ ایک درویش نے عرض کیا کہ بس جی اور تو سب آچکے ہیں۔ صرف ایک فقیر نور محمدؐ صاحب باقی رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اُن کو بھی طلب کرو۔ بلاؤ۔ چنانچہ آپ کو بھی بلایا گیا۔ آپ (فقیر نور محمدؐ صاحب) کچھ زیرلب مسکرائے اور عرض کیا۔ بس جی اور تو کوئی درویش باقی نہیں رہ گیا۔ اگر کوئی رہ گیا ہو تو پہلے اُسے بھی طلب فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں اور کوئی درویش بھی باقی نہیں رہا۔ صرف ایک آپ باقی رہتے ہیں۔ آپ بتائیں یہ فرمان سلطان بادشاہ صاحب کا کہ پیر کامل تو عالم ناسُوت میں رہتا ہو اور مرید لامکان ولاہُوت

پیرِ کامل عالمِ ناسوت میں اور مرید عالمِ لاہوت و لامکان میں ؛

میں' یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اور میں سب لوگوں سے بھی مطمئن نہ ہو سکا آپ کچھ اس بارے میں بھی فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے ایک خاص انداز سے گفتگو شروع کی۔ آپ تھے تو بہت ہی نرم گفتار' لیکن جب بات چیت فرماتے تھے تو ایسے ایسے بینظیر موتی بکھیرتے تھے کہ انسان حیران اور دنگ رہ جاتے تھے۔ بلکہ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ میں خود دنگ رہ جاتا تھا۔ بلکہ ابھی اسی وقت جو اندر سے میرا حال ہو رہا ہے۔ صرف چند منٹ بعد آپ کا بھی وہی حال ہو جائے گا۔ آپ میں سے جو سمجھدار اصحاب ہیں وُہ تو ساری عمر اس بینظیر جواب پر اور اس خاص الخاص راز پر سر دھنتے رہیں گے۔ اور میرا حال تو اس وقت یہ ہو رہا ہے کہ وجدانی کیفیت طاری ہے اور سُن لیجئے آپ پر بھی ابھی یہی کچھ اثر ہونے والا ہے)

آپ جناب امیر سلطان کے رُو برُو بڑے پر وقار طریقہ سے بیٹھ کر یوں گویا ہوئے...... "آپ نے فرمایا سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ عام لوگ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ دُوسری بات یہ ہے کہ کامل مکمل اکمل جامع نورالہُدیٰ رہنما کے سوا اس راز کو کوئی نہیں جانتا نہ ہی کسی اور کی یہاں تک رسائی ہو سکتی ہے۔ اور فرمایا کہ اس بات کا اصل اور درست صحیح اور سو فیصد سچا صداقت پر مبنی جواب یہ ہے کہ جب کوئی کامل مکمل مرشد کسی مُبتدی مُرید کو کسی منزل پر پہنچانا چاہتا ہے۔ تو وُہ یوں کرتا ہے کہ کامل مکمل مرشد ناقص مبتدی مرید کا ناسُوتی لطیفہ خود اُسے اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ اور خود اپنا تربیت یافتہ لامکانی لاہوتی لطیفہ

مُشاہدہ نہ ہوگا تو باطنی پرواز بھی نہ ہوگی

ناقص مُبتدی مرید کے اندر داخل کردیتا ہے'۔

چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مبتدی مُرید، کامل مکمل مُرشد کے تربیت یافتہ لطیفہ کے ذریعے عالم لاہُوت ولامکان کی سیر شروع کر دیتا ہے۔ اور وُہ لامکان کے کلماتی، نوری جہان میں اسمائی وذاتی نوری کلمات سے مرقوم نوری لطیف جُبّہ سے پرواز شروع کر دیتا ہے۔ اس کا اس نوری کلماتی واسمائی لطیف جُبّہ کا پہلا قدم دونوں جہان سے پار جا پڑتا ہے اور اس کی نظر طرفتہ العین میں دونوں جہان سے گذر کر لاہُوت ولامکان میں اپنا آشیانہ بنالیتی ہے۔

دُوسری طرف مرشد کامل مکمّل، ناقص مبتدی کے ناقص، نا تربیت یافتہ (قارئین ذرا ٹھہریئے۔ یہاں تک پہنچتے پہنچتے بال پن بھی جواب دے گیا ہے۔ اس کی سیاہی بھی ختم ہوگئی ہے ذرا توقف! اور پنسل لے آؤں۔ اس وقت رات کے بارہ بجنے کے قریب ہیں) میں عرض کر رہا تھا، " دُوسری طرف مرشدِ کامل مکمل اکمل، ناقص مبتدی کے ناقص نا تربیت یافتہ ناسُوتی جبّہ کی اپنے اندر ہر روز تربیت شروع کر دیتا ہے۔ تو جہاں تک جس عالم باطنی تک، ناقص مبتدی مرید کے باطنی لطیف لطیفہ کو پہچانا کامل مرشد مناسب سمجھے تو وہاں تک پہنچا دیتا ہے۔

پھر اس کے بعد مرید میں داخل کئے ہوئے اپنے لامکانی و لاہُوتی لطیف لطیفہ کو اپنے اندر واپس کر لیتا ہے۔ اور مُرید کے اندر مُرید کا خود تربیت کردہ باطنی لطیف لطیفہ ڈال دیتا ہے۔ تو پھر مُرید اس تربیت

تجھے علم العین درکار ہے تو زاویہ نگاہ قائم کر :

یافتہ باطنی لطیف لطیفہ سے اُس حد تک اپنی باطنی پرواز جاری رکھتا ہے جہاں تک کہ مرشد پاک نے اُسکے لطیفے کی باطنی تربیت کی ہوتی ہے ؟

قارئین کرام! قسم کھا کر بتاؤ مجھے، کیا آپ نے آج سے پہلے کبھی بھی کسی سے بھی اس رازکو، اس نکتۂ خاص کو سُنا ہے۔ یا کہیں پڑھا ہے۔ (میرا رُوئے سخن مُبتدیوں کی طرف ہے یا نکتہ وروں کیطرف ہے۔ یا تشنہ لبوں کیطرف ہے۔ یا قدر دانوں کی طرف ہے۔ کامل مکمل اکمل بزرگوں کیطرف نہیں) میرا خیال یہ ہے کہ آپ کو شاید یہ معلوم نہیں کہ جب میں اس مضمون کے عین وسط میں تھا تو اس وقت مجھ پر کیا بیت رہی تھی۔ کلیجہ مُنہ کو آرہا تھا۔ آنکھیں ابل رہی تھیں اور اب بھی آنکھوں سے آنسو یُوں دامن پر گر رہے ہیں۔ ٹپ ٹپ ٹپ پھر چند منٹ بعد سیاہی بھی ختم ہو گئی اور نئی قلم ڈھونڈھ کر لایا۔ پھر اس کے بعد قلم ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔ اور بات رونے سے گزر کر ہچکی بندھ گئی۔ بہت دیر بیٹھا رہا۔

کبھی منہ چھپا کے رویا۔ کبھی سر جھکا کے رویا

ذرا میری طرف دیکھنا۔ اب میں بھی اور آپ بھی ایسے لوگوں کو کہاں سے لائیں۔ پھر نظر پھرا کے دیکھو۔ پھر تلاش کرو۔ پھر ڈھونڈھو۔ کہاں ملیں گے ایسے لوگ، کہاں ڈھونڈو گے ایسے لوگ۔ نہ مزاروں پر، نہ جنگل میں، نہ خانقاہوں میں، نہ بیابانوں میں، نہ شہروں میں، نہ دیہاتوں میں۔ ع

آئے عشاق، گئے وعدۂ فردا لیکر

اب انہیں ڈھونڈھ چراغ رُخ زیبا لیکر

حضرت فقیر قدس سرہٗ کا ایک اس بندہ کے رُوبرو بیان کردہ مشاہدہ

خدا معلوم آج رات کیسے گزرے گی۔ میرا شروع میں ارادہ تھا کہ آپ کو دو واقعات سناؤں گا۔ مگر ایک واقعہ سنا کر ہی یہ حال ہو گیا اب دوسرا سُنانے کی نہ ہمت ہے نہ طاقت۔ آج تو یہ حال ہے۔ ع

جو سُنائی انجمن میں شب غم کی آپ بیتی
کئی رو کے مسکرا دیئے کئی مسکرا کے رو دیئے

میرا خیال ہے۔ آج رات مجھے معاف کیجئے۔ آج میرا حال آپکو دکھانے کے قابل نہیں۔ آج دوسرے روز کچھ میرا حال درست ہوا ہے۔ تو لیجئے حضرت فقیر صاحب قدس سرہٗ کا دوسرا واقعہ سُن لیجئے۔ یہ بھی جناب چوہدری محمد علی ٹھیکیدار کی دروازہ لاہور کے مکان پر ہی حضرت فقیر صاحب قدس سرہٗ کی زبانی سنا تھا۔ اسی جگہ مجلس منعقد تھی۔ آپ میری طرف حسب دستور مخاطب تھے۔ فرمانے لگے ایک دفعہ مجھ پر ایسا وقت آیا کہ روٹی پانی سے بھی محروم ہو گیا۔ اس وقت پرانے دربار پر حضرت صاحب مقیم تھے۔ یہ پرانا دربار سلطان بادشاہ قدس سرہٗ عین دریائے چناب کے کنارے موجود تھا خود میں نے آپ کے وقت کا ایک بہت بڑی بیری کا درخت وہاں دیکھا ہے۔ اور ایک حجرہ بھی موجود تھا۔ اور آپ کی قبر مبارک کا نشان بھی موجود تھا۔ جس کے اردگرد چار دیواری بھی تھی۔ اور ساتھ ہی وہ پرانا قبرستان بھی موجود تھا۔ جس میں ہزاروں اولیاء اللہ لیٹے ہوئے تھے۔ پھر چند سال بعد وہاں گیا تو دیکھا نہ وہاں مزار پاک کا نشان پایا، نہ بیر کا درخت نہ حجرہ،

"فقیر صاحب اسکے ساتھ ہی عمر بھر کیلئے لاالحتاج ہو گئے"

نہ قبرستان، اس ساری جگہ اب دریا بہہ رہا ہے) اُس دربار پر آپکی اہلیہ محترمہ بھی آپ کیساتھ موجود تھیں۔ اہلیہ محترمہ فرماتی تھیں کبھی کبھی آج کیا پکائیں۔ آپ فرماتے اللہ کی بندی آج صبر کی ہنڈیا پکالو۔ میرے اور تیرے لئے وہی کافی ہے۔ یہ حال تھا اس وقت، اسی حال میں آپ باطن میں حضور حضرت سلطان بادشاہ کے حضور میں جارہے تھے کہ ابھی چند قدم دُور ہی تھے کہ حضرت سلطان بادشاہ صاحب نے فرمایا "نور محمدؒ! میری نظر میں دنیا کے طلبگاروں کی قدر ایک کتے کے برابر بھی نہیں"...... "حضرت فقیر صاحب نے عرض کی کہ "حضور! کم از کم درویشوں کے پاس اتنا تو چاہیے کہ ان کُتوں کے دروازے پر درویشوں کو نہ جانا پڑے"...... حضور سلطان بادشاہ صاحب یہ بات سُن کر مسکرائے، اور اس کے ساتھ ہی میری (ذاکر) نُور زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے "واہ! واہ! آپ حضور نے کیا برجستہ جواب دیا" کہ حضور سلطان بادشاہ صاحب بھی خوش ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس پر آپ نے مجھے فرمایا، نہیں اس میں میری کوئی کاریگری نہیں تھی۔ سوال بھی حضور کیطرف سے تھا۔ اور جواب کی توفیق بھی حضور کیطرف سے تھی۔ باطن میں جو کچھ بھی ہوتا ہے سب من جانب اللہ ہی ہوتا ہے۔ اسمیں بندہ کا اپنا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ بھی میرے لئے ایک نصیحت تھی کہ ہر کام من جانب اللہ ہوتا ہے۔ بندے کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ پھر جناب حضرت سلطان بادشاہ صاحب، فقیر صاحب کا ہاتھ پکڑ کر دربار شریف کے اندر لے گئے اور بغلگیر ہو گئے۔ پھر اس کے بعد ساری عمر حضرت فقیر صا

باطنی بیداری زاویۂ نگاہ کے بغیر حاصل نہ ہوگی

پر کبھی تنگدستی نہیں آئی۔

اگر آپ کا دل چاہے ایک واقعہ اور سُناؤں، یہ کسی بھی کتاب میں درج نہیں ہے۔ جناب فضل حسین شاہ صاحب نے آپ کے وصال کے بعد رو رو کر یہ واقعہ مجھے سُنایا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میں ابھی جوان ہی تھا جب بھی میں حضرت فقیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ مجھے کبھی اپنے پاس بیٹھنے نہ دیتے۔ اور فوراً اٹھا دیتے اور فرماتے مجھ سے دُور رہ۔ میرے پاس مت آ۔ پھر فضل حسین شاہ صاحب نے دربار شریف پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا ڈاکٹر نور محمدؐ صاحب آپ کا ہی نام ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں یہی بندہ ڈاکٹر نور محمدؐ ہے۔ پھر فضل شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک دن میں حضرت فقیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تم یُوں کرو کہ ڈاکٹر نور محمدؐ کے پاس جلال پور بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ جاؤ۔ میں آپ کی تلاش میں تھا۔ اچھا ہُوا آپ مجھے مل گئے۔ میں نے عرض کیا۔ یہ بندہ تو ناچیز ہے۔ حضور کے قدموں کی خاک ہے۔ پھر اس کے بعد وُہ بہت بے انتہا زار و قطار روتے رہے۔ اس ناچیز نے انہیں دلاسہ دیا۔ چُپ کرایا تو آپ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ہمارے نئے دربار پر ایک مائی صاحبہ تھی۔ لنگر پکاتی تھی۔ قدرت الٰہی سے وُہ بالکل اندھی ہوگئی۔ وہ مائی صبح کے وقت دربار کے شمال میں ساتھ ہی ایک کوآں تھا۔ عین کوئیں کے متصل حضور فقیر صاحب سے ملی۔ بلکہ حضور فقیر صاحب نے مائی صاحبہ کو ٹھہرا کر پُوچھا تیری نظر کہاں گئی۔ کب سے اندھی ہوگئی تو۔ کہنے لگی حضور کبھی

باطنی دنیا میں تیرا ظہور استغراق کے بغیر ناممکن ہے

سال سے اندھی ہو گئی ہوں۔ اب لاچار ہوں، کیا کروں۔ کدھر جاؤں۔ میں (فضل حسین شاہ) ساتھ سے گزر رہا تھا تو میرے کانوں میں انکی یہ باتیں پڑیں (چونکہ آپ مجھے اپنے پاس بیٹھنے نہ دیتے تھے، اس لئے منہ میں نے دوسری طرف کر لیا لیکن کانوں کان باتوں پر رکھے) حضور نے مائی سے فرمایا کیا تو سورہ اذا جاء نصر اللہ زبانی جانتی ہے۔ مائی صاحبہ نے عرض کی جی حضور جانتی ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اچھا یوں کرو کہ ابھی دربار شریف پر جاؤ اور دربار شریف کے مغربی دروازے کے رُو برُو بیٹھ کر یہ سورۃ پڑھنی شروع کر دو۔ مائی اور حضرت فقیر صاحب دونوں دربار شریف پر گئے اور مائی صاحبہ دربار شریف کے مغربی دروازہ میں بیٹھ گئی۔ اور فقیر صاحب علیٰ متوجہ ہو کر اندر بیٹھ گئے۔ اور میں خود بے پاؤں دربار شریف کے اندر داخل ہو کر ایسی جگہ بیٹھ گیا۔ جہاں فقیر صاحب کی نظر نہ پڑے مجھ پر، میں نے دیکھا کہ مائی صاحبہ نے پڑھنا شروع کر دیا۔ اور حضرت فقیر صاحب نے توجہ دینی شروع کر دی۔ دس منٹ کے اندر اندر مائی صاحبہ کھل کھلا اٹھی، میری نظر لوٹ آئی۔ میں دوبارہ زندہ ہو گئی۔ مجھے ہر چیز نظر آنے لگی، یا اللہ تیرا شکر ہے۔ یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ احسان ہے۔ یا اللہ میں تیری مہربانی کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ اور فقیر صاحب نے اپنے آپ کو درمیان سے صاف بچا لیا۔ یوں اللہ تعالیٰ کے بے ریا بندے فیض پہنچاتے ہیں۔ یاد رہے یہ تصنیف سارے کے سارے، کلہم تصوف کا احاطہ کرنے کی غرض سے تصنیف نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ تصنیف اور میری دوسری تمام تصنیفات نہایت مشکل اور

باطنی بیداری نہ ہوگی تو مشاہدہ بھی نہ ہوگا!

ادق نکات کو کھولنے کے لئے۔ اور جو نہایت باریک نکات آپکو دوسری تصانیف میں ابھی تک نہ مل سکے اور نہ آپ ان نکات کو خود سمجھ سکے۔ ان تمام نہایت دقیق نکات کو الم نشرح کرنے کے لئے۔ کھولنے کے لئے یہ تصانیف تصنیف کی گئی ہیں۔ اگر آپ سمجھیں تو یہ بڑی بات ہے مبتدیوں کے لئے یہ آب حیات سے کم نہیں۔ اور نا سمجھ اور نامکمل پیروں کے لئے یہ عبرت کا تازیانہ بھی ہیں اور اُنکے تاریک راستے کی روشن مشعل راہ بھی ہیں۔ تجھے بڑی جلدی پڑی تھی۔ خلافت حاصل کرنے کی۔ تو بہت بیتاب تھا لوگوں کو مُرید کرنے کے لئے۔ تیری بڑی خواہش تھی کہ لوگ تیرے پاؤں اور ہاتھوں کو چُومیں۔ سو یہ سب کچھ تو کر گزرا ہے

ظاہر میں تو اچھا ہے باطن میں خدا جانے

لیکن یاد رکھ تو بھی اور تیرے سب مُرید بھی تم سب قیامت کے بعد روزِ محشر ایک قطار میں کھڑے کئے جاؤ گے۔ تیرا بھی اور تیرے ماننے والوں کا سب کا حساب کتاب ہوگا۔ تو نے بہت غلطی کی ہے۔ بہت بڑی غلطی اب بھی وقت ہے۔ یہ خلافت' یہ پیری ناقص مرشدی اگر دو پیسے میں بھی فروخت ہو جائے تو یہ بہت بڑی قیمت ہے اسے فوراً فروخت کر دے۔ اور دوبارہ اپنے اصل کیطرف۔ اصلی توحید کیطرف۔ جبروت و لاہوت و لامکان کیطرف مڑ جا اگر تو بھی قابل ہو گیا اگر تو کسی منزل پر پہنچ گیا اگر تو مقام لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ میں داخل ہو گیا۔ تو پھر پیری مُریدی کرنے کا بہت وقت پڑا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ تو دنیا چاہتا ہے یا حق چاہتا ہے

استغراق چاہتا ہے تو زاویۂ نگاہ قائم کر!

ع غضب ہیں یہ مُرشدانِ خود بیں خدا تری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں!

اگر دُنیا چاہتا ہے تو فکر نہ کر بے شک چاہ۔ لیکن یاد رکھ تیرا ایک ایک کردار تیری ایک ایک گفتار، تیرا ایک ایک عمل ایک کتاب محفوظ میں لکھا جا رہا ہے۔ اور قیامت کے بعد یہ کتاب تیرے سامنے کھول کر رکھدی جائیگی اور تجھے خطاب ہوگا، لے اپنی کتاب کو خود پڑھ لے۔ آج تو اپنا حساب لینے کے لئے آپ ہی کافی ہے۔ سمجھ گیا میرے نادان بھائی!

ع تیرے موافق نہیں خانقہی سلسلہ

ع مجھے یہ ڈر ہے مقامرین پختہ کار بہت
نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی خامی

تو میری طرف دیکھ، اس وقت میری عمر تقریباً ۶۰ برس کی ہے۔ پھر اس کے بعد میری ان تصانیف کی طرف دیکھ۔ کیا تجھے ان میں سے کہیں پیری مُریدی کی، درویشی کی جھوٹے فقر کی بُو، خام خیالی کی، تبحّر کی، خلافت کی آرزو کی بُو آتی ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ پیری مُریدی کرنے کے لئے کافی تھا مگر دیکھ پھر دیکھ، پھر دیکھ میں کس طرح سادگی، گمنامی، پردہ پوشی کی زندگی گزار رہا ہُوں۔ مجھے معلوم ہے کہ خلافت کسے کہتے ہیں۔ اور پیری مُریدی کسے کہتے ہیں۔ پھر تجھے کیا ہُوا کہ نہ تو عارفِ حقیقی ہے نہ پیر ہے بلکہ مرید بھی نہیں پھر بھی اپنے ساتھ ایک لشکر کو لئے پھرتا ہے۔

بلا زاویہ نگاہ، استغراق یا کھونا ہے یا سونا

سو قیامت کے روز میرا اور تیرا سامنا ہوگا۔ مجھ میں اور تجھ میں باتیں ہونگی پھر میں تجھے بتاؤں گا کہ دنیا میں دنیا کی زندگی میں قبل از وقت میں نے تجھ سے کیا کہا تھا۔ پھر تو پچھتائے گا۔ لیکن وقت گزر چکا ہوگا۔

"علم نعم البدل"

تعریف: علم نعم البدل اس علم کو کہتے ہیں۔ کہ اچانک ایک چیز کے بدل دوسری چیز حاصل ہو جائے جو صفات میں پہلی چیز کے مانند ہو۔ یعنی ہو بہو عین بعین وہی چیز تو نہ ہو لیکن از روئے صفات فوائد، خاصیت کے پہلی چیز کے برابر ہو۔

مثلاً: آپ کے پاس کوئی روپیہ نہیں' اور آپ کو سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ کو روٹی کھانے کے لئے ۵ روپے کی ضرورت ہے۔ تو ظاہر ہے جب تک آپ کے پاس ۵ روپے نہ ہونگے۔ آپ، اپنی حاجت پوری نہیں کر سکتے۔ لیکن بجائے روپے کے اللہ تعالےٰ آپ کے لئے کوئی ایسا سبب بنا دے کہ کوئی آنا فانا، بلا سبب آئے اور آپ کو روٹی پیش کر جائے اور آپ وہ روٹی کھالیں۔ گویا روپے آپ مانگتے تھے وہ تو نہ ملے لیکن روپوں کے بدلے میں روٹی آپ کو مل گئی اور یہی آپ کی روپے مانگنے کی غرض تھی۔ پس اصل آرزو کے

حقیقی علم نعم البدل کے بغیر آپ باطنی معاملات کو نہیں سمجھ سکتے

بدلے میں آپ کو وُہ چیز مل گئی جس کی غرض سے آپ وُہ آرزو کر رہے تھے۔ عرفِ عام میں اِسے نعم البدل کہیں گے۔

مثالِ دیگر: مثلاً آپ ایک غریب آدمی ہیں۔ آپ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بادشاہ بنا دے اور آپ لاکھوں لوگوں پر حکمرانی کریں، لیکن بادشاہت کے لئے فوج کشی جنگ و جدال و قتال کی ضرورت ہوتی ہے وُہ بھی آپ میں طاقت نہیں۔ اور آپ باطن میں صاحب ادراک باطنی بھی ہیں۔ لیکن تاہم ظاہر ہے آپ بادشاہ تو نہیں بن سکتے۔ تو ایسے میں اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو وُہ آپ کے لئے ایسے اسباب پیدا کر دے کہ تمام مخلوق کی توجہ تمہاری طرف کر دے اور ہر طرف سے تمہارے لئے تحائف، ہر کس و ناکس تمہاری خدمت کرنے میں مصروف ہو جائے تو گویا آپ نے بادشاہوں سے بھی زیادہ عزت و وقار پا لیا۔

اقسامِ علم نعم البدل: بنیادی طور پر علم نعم البدل کی دو اقسام ہیں۔
(۱) علم نعم البدل مجازی۔ دنیوی۔ ناسوتی۔ ناسوتی مؤکلاتی، ارواحی ناسوتی، جناتی۔

علم نعم البدل حقیقی: (۲) یہ ہے کہ آپ کسی طرح بھی عین ذات، عین اللہ نہیں ہو سکتے۔ اس کی ذات عین میں کسی کو بھی دخل نہیں۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وُہ جیسے پہلے تھا ویسے ہی اب ہے۔ نہ اس سے کچھ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ

کیا آپ نے کبھی بطورِ نعم البدل صفاتی اسمائے مرقوم نوری جُثے دیکھے ہیں!

اس جیسی کوئی بھی چیز نہیں۔ اس کی مثل کوئی بھی نہیں۔ ع

وحدت میں تیری حرف دوئی کا نہ آسکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے!

(جس شاعر نے یہ شعر کہا ہے میں اُسے داد دیتا ہوں۔ ماشاء اللہ) وُہ بے چون بے چگون ذات، وراء الوراثم وراء الوراء ہے۔

سو اُس ذات پاک نے اپنے بندوں پر اپنی نعمت تمام کرنے کے لئے اپنی صفات پیدا کر دیں، پھر اسکے بعد اسماء (لامکان، لوحِ محفوظ سی حروف۔ قرآن پاک سب کچھ اسی عالم میں مندرج ہے) پھر اسکے بعد ارواح جو کہ ہم سے تعلق رکھتی ہیں۔ بعدازاں ملائکہ۔ سب کے بعد جنات و انسان، اسماء کے بعد آثار اور آثار کے بعد عالم ناسوت میں وُہ بالکل عیاں ہو گیا۔

سو اپنی اپنی استعداد کے مطابق بطورِ نعم البدل کے ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک باطنی جُثہ عطا فرمایا ہے۔ اور ہر صفات کا ایک الگ جُثہ ہر اسماء کے لئے الگ اسمائی جُثہ۔ اور ہر رُوح کے لئے ایک الگ رُوحی جُثہ نفس کے لئے ایک الگ ناسُوتی جُثہ باطنی ہوتا ہے۔

مثلاً: جو لوگ صاحبِ استعداد ہیں اللہ تعالیٰ یُوں اُن پر بطورِ نعم البدل کے اپنا فضل و کرم اس طریق سے کرتا ہے کہ اُن کے

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو!
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

رُوحی باطنی جُثے کو اپنے جبرُوتی کلمات سے مرقوم ایک نوری باطنی جُثہ عطا کر دیتا ہے۔ اور یہ نوری کلماتی باطنی جُثہ اپنے اندر اسم اللہ ذات اور اس کی صفات اور اُسکے کلماتِ نوری کی پُوری قوت و طاقت رکھتا ہے۔ اور اس نُوری باطنی جُثے کی پرواز چشم زدن میں ناسوتی و ملکوتی جہان سے پار جا پڑتی ہے۔ یہ کوئی خالی باتیں نہیں، نہ خیالی باتیں ہیں۔ جسطرح دوسرا جہان عین حقیقت ہے۔ اسی طرح یہ باطنی رُوحانی جُثے مرقوم عین حقیقت ہیں۔

اگر آپ کا سِرّ کا لطیفہ بیدار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کو مقاماتِ الٰہیہ میں سے لامکانی جُثہ عطا کرے گا۔ جو اسماءِ الٰہی سے مرقوم ہوگا۔ اور یہ جُثہ بطور خاص اپنے اندر قوت و طاقت اسم اللہ ذات الٰہیہ رکھتا ہے۔ اور دونوں جہان کو بیک نظر عبُور کر جاتا ہے۔ آج کل کے راکٹ، میزائل اور آئندہ برق رفتار آنے والے راکٹ اس جُثہ کی گردِ پا کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اگر آپ کو شوق ہو کہ اس جُثہ کا عملی نمونہ دیکھیں تو اس عاجز کی تصنیف سلسلہ وار نمبر ۳ "عقلِ سبحان" ملاحظہ فرمائیں اس میں آپ کو اس کا عملی نمونہ اور آپ بیتی بتا بھی دی جائے گی۔ اور سُنا بھی دی جائے گی۔ شنیدہ کَے بُود مانندِ دیدہ۔

سکھائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے
آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی!

اس کے بعد اگر آپ باطنی عروج کرتے چلے گئے۔ اور کسی ایک مقام کو اپنی

فنا فی اللہ بقا باللہ

قرارگاہ نہیں بنایا۔ نیز اپنا سفر اگر آپ نے جاری رکھا تو آپ کے یہ باطنی نوری اسماءِ الٰہی سے مرقوم جثے آپ کے جسم سے بالکل الگ ہو کر اپنی باطنی پرواز ذات کی طرف جاری رکھیں گے۔ اس وقت آپ پر باطنی فنا کا مقام وارد ہوگا۔ اور آپ مقامِ حیرت میں گم، محو، مستغرق ہو جائیں گے۔ اور آپ کا یہ لطیف باطنی جثہ تمام بشری آلائشوں سے پاک وصاف ہو جائیگا۔ سوائے اخفیٰ کے لطیفہ کے باقی تمام لطائف کو آپ عبور کر چکے ہوں گے۔ اور عین مقامِ اخفیٰ کے آخر میں آپ کا یہ باطنی لطیف صفاتی اسماء سے مرقوم جثہ فنا کے درمیان سے یوں برآمد ہو کر زندہ ہو جائیگا۔ جیسے میں پہلے مثال دے چکا ہوں۔

۳	۲	۱
پہلے موت ظاہری	فنا فی اللہ (موت باطنی)	بقا باللہ (حیات جاوداں)

پھر یہ جثہ اپنے اندر تمام اسماءِ صفات واسماءِ اسماء واسماءِ آثار واسماءِ عیاں کی خاصیت رکھے گا۔ نہ یہ خدا کہلائیگا نہ خدا سے جُدا کہلائے گا۔ اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کا کہنا۔ اس کا سننا اللہ تعالیٰ کا سُننا، اس کا پکڑنا اللہ تعالیٰ کا پکڑنا ہو جائیگا

نوٹ: چونکہ مقاماتِ الٰہیہ میں سے سب سے آخری لطیف جثہ بھی اپنے آپ کو ذاتِ عین اور بندے کے درمیان تمام دُوریوں سے گزر کر خود بھی اپنے آپ سے دور ہو جاتا ہے۔ تاکہ ماسوا اللہ کا حق ادا ہو سکے اور اپنے آپ کو حق کے درمیان حائل نہ کرے۔

حضرت فقیر صاحب قدس سرہٗ نے دیدار کے متعلق فرمایا!

حضرت فقیر نور محمدؒ صاحب قدس سرہٗ (مرشدی و مولائی) نے مخزن الاسرار (سلطان الاوراد) تصنیف میں ایک جگہ دیدار باری تعالیٰ کے متعلق دلائل و براہین دے کر سمجھایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ "اگر مجھے قریب امارت اور دُنیا کی نکتہ چینی کا خوف لاحق نہ ہوتا تو یہاں میں یہ آپ کو بتاتا کہ دیدار باری تعالیٰ کیسے ہوتا ہے۔ دیدار کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور بندے کی دیدار کے وقت کیا کیفیت ہوتی ہے۔ یعنی مجھے دیدار کیسے ہوا۔ سو آج قدرتاً یہ آپ کی بات مجھے یاد آگئی۔ موقع کی بات ہے۔ سُن لیجئے!

جب ایک اللہ کا بندہ منازل باطنی، لطائف باطنی، مقامات باطنی، عوالم باطنی پے بہ پے طے کرتا ہوا آخری منزل پر پہنچتا ہے تو یہ آخری منزل مقامِ ھاھُوت کی ہوتی ہے، رنگ انوار اس عالم کا بنفشی ہوتا ہے۔ اور اس مقام سے آگے کوئی مقام نہیں۔ اس سے آگے عین ذات ہے جو ہر مقام، ہر تعین سے بالکل پاک و مبرّا ہے۔ سو عالم ھاھُوت کے مکینوں کو ہر روز ہر وقت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا دیدار باطنی طور پر حاصل ہوتا ہے۔ لیکن دیدار کے معنی دراصل دُوئی ہی کے ہیں، یعنی ایک دیکھنے والا اور دوسرا دکھانے والا۔ لہٰذا یکتائی تو نہ رہی۔ دوئی درمیان میں قائم رہی۔ سو ایسی حالت میں اگر بندہ اس دوئی سے بھی گزر جائے یعنی اپنے آپ کو درمیان سے نکال دے۔ اور اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کو سونپ کر خود اپنے آپ سے دست بردار ہو جائے۔ یعنی مقامِ ماسوا اللہ حقیقی کو حاصل کرلے تو پھر ایسی حالت میں دیدار برحق ہو جاتا ہے۔ درمیان میں سے شرک، دوئی اٹھ جاتے ہیں۔ اور بندے کی اپنی شخصیت بالکل قطعاً سلب ہو جاتی ہے اور

"نعم البدل اللہ تعالیٰ کا بندے پر بہت بڑا فضل ہے"

باقی صرف اور صرف ذات باری تعالیٰ کی عین ذات ہی باقی رہ جاتی ہے۔ پھر بندہ اپنے آپ کو درمیان سے نکال کر اور اپنی شخصیت ظاہری و باطنی سے دست بردار ہو کر اللہ تعالیٰ ہی کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتا ہے۔ سو یہ دیدار عین صحیح برحق، روا۔ اور ماسوا اللہ سے پاک وصاف، بے عیب دیدار ہے اسی مقام پر حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا تھا۔ کہ یا اللہ اگر میں خود تیرا دیدار کرتا ہوں تو یہ دیدار میری آنکھ کا نقص ثابت ہوگا۔ اور دیدار کا حق بھی ادا نہ ہو سکے گا۔ یا اللہ میں اپنے آپ سے دست بردار ہوتا ہوں۔ پھر تو خود اپنی آنکھ سے اپنا دیدار کر۔ تو یہ دیدار عین برحق ہوگا۔ اسی کا نام دیدار ہے۔ اسی کا نام مقام انا ہے اسی کا نام واصل باللہ ہے۔ اسی کا نام بقا باللہ ہے۔ اسی کا نام باقی باللہ ہے دراصل اسی کا نام ماسوا اللہ حقیقی ہے۔ اور یہ مذکورہ بالا تمام قسم کے دیدار برحق عین حق، بقول جناب سلطان بادشاہ (باھو قدس سرہٗ) اَلْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ ہیں۔ درست ہیں۔ صحیح ہیں۔ عین برحق دیدار ہیں۔ ع

میں تجھ میں ایسا سما جاؤں کہ میں میں نہ رہوں
تو مجھ میں ایسا سما جائے کہ تو ہی تو ہو جائے!

نوٹ: اب میرا دل نہیں چاہتا کہ اتنے ارفع و اعلیٰ نعم البدل کے اقسام بیان کرکے نعم البدل کی پہلی قسم جو مجازی ہے (نعم البدل مجازی، ناسوتی، دنیوی، مؤکلاتی اور جناتی کو بیان کروں۔ الحذر، الحذر، معاف فرمائیے قلم نہیں چلتی۔

کیا آپ چاہتے ہیں: کہ آپ یا کوئی دوسرا بغیر پوچھے صرف آپکو دیکھکر یا صرف

کیا آپ چاہتے ہیں کہ بغیر پوچھے کسی کے سب بیتتے ہوئے حالات بتا دو۔

آپ کی قمیض یا سر کا دوپٹہ دیکھ کر تمہارے سب کے سب گزرے ہوئے حالات بتا دے۔ یا جو کچھ آپ کھا پی کے آئے ہیں۔ یا جو کام کر کے ابھی ابھی آئے ہیں یا جہاں جہاں سے گزر کر آئے ہیں۔ یا جس جس سے مل کر، جو جو بات کر کے آئے ہیں۔ وُہ سب کچھ آپ کو بتا دے۔ ایسے آدمی لاہور۔ کراچی اور پاکستان کے ہر شہر بلکہ بہت دیہات میں بھی موجود ہیں۔ جو آپ کو سب کچھ فی الفور بتا دیں گے۔ اور تقریباً وُہ سب کچھ سچ ہی ہوگا۔ آپ کا اندر سے دل تو بلیوں اچھلتا ہوگا کہ اگر ایسی بات یا راز یا طاقت مل جائے۔ پھر کیا بات ہے۔ واہ! واہ!!

حقیقت حال: پہلے ذرا ان باتوں کی حقیقت سمجھ لیں۔ پھر آرزو کرنا۔ بات درحقیقت یہ ہے کہ یہ کشف ہے نہ کرامات، نہ روشن ضمیری ہے نہ کشف القلوب۔ نہ یہ توحید ہے نہ معرفت، نہ مراقبہ ہے نہ مکاشفہ یہ صرف اور صرف جنات، ارواح خبیثہ کی تسخیر کا کرشمہ ہے۔ چند دن کوئی چلہ کشی کی۔ کسی جن کو یا کسی ارواح خبیثہ کی کسی بھی باطنی مخلوق کو تسخیر، قید کر لیا جاتا ہے یہ سب باتیں یہی تسخیر شدہ ارواح اور جنات بتاتے ہیں۔ بتانے والے آدمی کی بذات خود اس میں کوئی کاریگری، کوئی درویشی، کوئی کرامت۔ کوئی کشف القلوب اور کوئی اپنی باطنی طاقت کارفرما نہیں ہوتی، اور نہ ہی معرفت، توحید لطائف باطنی پرواز سے اس کا کوئی واسطہ ہے۔ اس لئے کہیں بھول کر ایسے لوگوں کو پہنچے ہوئے بزرگ نہ سمجھ بیٹھنا۔ آپ کا دل اندھے کا اندھا رہیگا۔ نہ باطنی راستہ چلے گا۔ آپ کی بھلائی کے لئے یہ باتیں عرض کر دی ہیں۔ سو ہوشیار باش۔ بیدار باش۔ نہ سمجھو گے تو اپنا مال و دولت لٹا بیٹھو گے۔ پھر پچھتاؤ گے۔

آپ ارواح کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور ارواح آپکو فائدہ پہنچا سکتی ہیں!

ارواح کو فائدہ پہنچانے اور ارواح سے فائدہ حاصل کرنے کی تمثیل ملاحظہ فرمائیں۔ ایک دفعہ جناب حضرت محمد جمیل صاحب گوجرانوالوی نے تہجد کی نماز پڑھی۔ پھر مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔ جب عالم باطن میں پہنچے تو دیکھا کہ بے شمار ارواح انکے آبائی قبرستان اور دیگر قبرستانوں کی ارواح آپ سے پُرزور التجا کر رہی ہیں کہ آپ علی الصبح ضرور قبرستان تشریف لا دیں اور ہمارے لئے دعا فرمادیں۔ یہ سلسلۂ التجا شروع رہا حتیٰ کہ فجر کی اذان ہو گئی، فجر کی نماز پڑھی۔ دن چڑھا تو کچھ سودا سلف بازار سے لینے چلا گیا۔ لیکن ارواح کی پکار و بلاوا بدستور جاری رہا۔ اس کے بعد چھوٹے بچے نے ضد کی کہ مجھے بازار گھما پھرا لاؤ۔ چنانچہ میں اسے گھمانے پھرانے بازار لے گیا۔ شیرانوالہ باغ میں جب میں سیر کر رہا تھا تو ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ تمام ارواح رات سے آپ کو دُعا کیلئے بُلا رہی ہیں اور آپ ابھی تک کیوں قبرستان نہیں گئے۔ پس میں بہت پشیمان ہُوا۔ اور فوراً بچے کو گھر چھوڑ کر قبرستان کے لئے روانہ ہو گیا۔ میں قبرستان پہنچا تو بیشمار ارواح میں کہرام مچا ہُوا تھا۔ میں نہایت متوجہ ہو کر اُن کیلئے دُعا کرنے لگا۔ اور کافی دیر تک پڑھتا رہا اور اُن کو بخشتا رہا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سُوکھا سڑا ہُوا قبرستان گلستان و سبزہ زار میں تبدیل ہو گیا اور ارواح کی دنیا میں تو گویا عید کا سماں پیدا ہو گیا۔ جب میں اس تمام کام سے فارغ ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام ارواح اب میرے حق میں دعا کر رہی ہیں۔ ان ارواح میں بزرگ ہستیاں

زاویۂ نگاہ دُور مار ایئرکرافٹ گن کی طرح ہے

بھی تھیں جن کی دعا سے مجھے بھی بہت فائدہ ہوا۔ اور میرا دل بھی گل و گلزار بن گیا

ارواح کو فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے کی ایک اور مثیل۔

انہی حضرت محمد جمیل صاحب کا واقعہ ہے کہ ایک روز مقبول احمد صاحب جو کہ حضرت محمد یعقوب صاحب (یہ دادا پیر قدس سرہٗ کے گدی نشین تھے) کے مُرید تھے میرے پاس باطن میں تشریف لائے۔ اور فرمایا آؤ چلیں۔ میں نے کہا کہاں چلیں۔ آپ نے فرمایا یہ نہ پوچھئے کہاں چلیں۔ میرے ساتھ ساتھ چلے آیئے چنانچہ میں اُن کیساتھ چلا تو وہ مجھے فیصل آباد کے قبرستان میں لے گئے۔ اور حضرت محمد یعقوب صاحب کی قبر پر جا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے وہاں فاتحہ پڑھی۔ تو آپ نہایت خوش ہوئے۔ میں نے عرض کیا آپ نے مجھے کیسے طلب فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ چونکہ آپ ہمیں بھول گئے تھے۔ اسلئے بلایا ہے۔ پھر انہوں نے میرے حق میں دُعائے خیر فرمائی۔ اس کے ساتھ ہی تاکید فرمائی کہ مقبول احمد اب تمہارے سپرد ہے۔ اس کا خاص طور پر باطنی خیال رکھو۔ میں نے عرض کی۔ جی حضور بہتر۔ جیسا آپ کا حکم ہو ویسے ہی ہوگا۔

سو یہ ایک دو مثالیں اسلئے بیان کی ہیں کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ارواح ہماری دُعا کی کتنی محتاج ہوتی ہیں۔ اور ہمیں اُن کو ثواب اور دیگر نوافل کا ثواب ضرور بخشنا چاہئے۔ اسکے بدلے میں وہ ارواح بھی آپ کے حق میں دُعا گو ہوں گی۔ اور آپ کی رُوحانی ترقی بھی باطن میں دم بدم زیادہ ہوتی چلی جائے گی۔ اور اگر آپ ایک ہی قبر پہ بار بار تلاوتِ کلامِ پاک کرتے چلے جائیں گے تو اس رُوح سے مستقل طور

"کیا آپ باطنی مجالس انبیأ کی کوئی جھلکی دیکھنا پسند کرتے ہیں"

پر آپ کا باطنی رابطہ قائم ہو جائیگا اور ہر جگہ ہر وقت آپکی امداد فرماتی رہیگی۔

یاد رہے کہ دوسرا باطنی روشن جہان اس جہان ناسوتی سے زیادہ آباد اور عین حقیقت ہے۔ جس جہان میں آپ رہ رہے ہیں یہ فنا پذیر ہے لیکن دوسرے جہان کو فنا نہیں۔ پھر حقیقت یہ جہان ہوا کہ وہ۔ آؤ آپ کو باطنی مجالس انبیاء و صلحاء و اولیاء کرام و ملائکہ مقربین جو دوسرے حقیقی جہان میں منعقد ہوتی ہیں۔ کسی ایک جھلکی دکھائیں۔ گو یہ راز باتیں افشاں کرنے کی نہیں ہوا کرتیں۔ تاہم شاید آپ کو اس سے کوئی فائدہ حاصل ہو۔ اور آپ میں عروج حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہو۔ اس کو اصطلاح تصوف میں "حضوری" بھی کہتے ہیں۔ جس وقت مرشد کامل مکمل اکمل کسی مرید کو باطنی مجالس میں داخل کرنا چاہتا ہے تو یہ یوں حاضر مجلس کرتا ہے پہلے مرید کے قلب کو مصفا فرماتے ہیں۔ (یاد رہے یہ طریق خاص جناب حضرت حیات محمد صاحب قدس سرہٗ واصل باللہ، بقا باللہ، باقی باللہ، صاحب مقام ھو و صاحب مقام فقر کا ہے۔ اور ان کی تبع میں جناب صاحبزادہ محمد جمیل صاحب کا بھی یہی طریق ہے) پھر مرید کے لئے راستہ اور سواری بناتے ہیں۔ پھر اس کے بعد مرید کو ساتھ لیکر باطنی سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔ پھر اگر راستہ میں کوئی دشواری آئے تو ملائکہ مقربین فوراً حاضر ہو کر راستہ صاف کر دیتے ہیں۔ جس سے مرید کی نگاہ کے درمیان کے تمام حائل پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اور مزید منزل طے کرنے کے بعد ایک بورڈ نظر آتا ہے جس پر لکھا ہوا ہوتا ہے: "آستانہ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز" جب آپ مرید کو لیکر اندر داخل ہوتے ہیں تو جناب حضرت غوث الاعظم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو موجود پاتے ہیں۔ پھر جناب

آپ پر بھی باطنی مجالس انبیا و اولیاء کے دروازے کھل سکتے ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ و جناب غوث الاعظم مرشد اور مرید دونوں کو ہمراہ لے کر مزید آگے روانہ ہوتے ہیں۔ تو پھر ایک دروازہ نوری آتا ہے۔ عہ

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں

سو اس دروازۂ نوری میں داخل ہوتے ہیں تو گویا مجلس انبیاء و ملائکہ و اولیاءؒ میں داخل ہو گئے۔ یہاں پر جناب حسنؓ حسینؓ، جناب حضرت علی کرمؓ و جناب حضرت غوث الاعظم و جناب حضرت سلطان العارفین سلطان باھُوؒ قدس سرہٗ۔ حضرت فقیر نور محمدؒ قدس سرہٗ۔ و جناب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ و جناب حضرت بابا فرید شکر گنج و جناب مست یعقوب شاہ و جناب حضرت نیک محمد شاہ۔ (دادا پیر) و مرشد پاک جناب حضرت حیات محمدؒ صاحب قادری قدس سرہٗ اور اُن کے مریدانِ خاص الخاص و جناب حضرت صاحبزادہ محمد جمیل صاحب قادری اور دیگر بیشمار اولیاء کرام حاضرِ مجلس ہوتے ہیں۔ پھر یہاں پر ایک رجسٹر پیش کیا جاتا ہے۔ جس پر تمام اولیاء کرام کے اسماء مبارک مندرج ہوتے ہیں۔ اس رجسٹر پر سب سے پہلے ملائکہ مقربین کے دستخط لئے جاتے ہیں۔ پھر مُریدانِ خاص کے دستخط کروائے جاتے ہیں۔ پھر اس پر پیشوایانِ زماں کے دستخط لئے جاتے ہیں پھر بعد ازاں حضرت غوث پاک اپنے دست مبارک سے دستخط فرما کر یہ رجسٹر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے حضور میں پیش فرما دیتے ہیں۔ جس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اپنے دست مبارک سے دستخط فرماتے ہیں۔ یہ تقریب اختتام پذیر ہوتی ہے تو درود پاک کا وِرد شروع ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ذکرِ الٰہی اسم اللہ ذات کا ذکر از خود قلوب پر جاری ہو جاتا ہے۔

آنکھیں خاموش ہیں لیکن دراصل بولتی ہیں

"مجلسِ حضوری"

بعدازاں یہ تمام کی تمام مجلس مزید عروج حاصل کرتی ہے۔ تا آنکہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جا داخل ہوتی ہے ع

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بُولہبی

کے مصداق یہ اصل حقیقی راستہ ہے۔ اور حقیقی روشن جہان نیز حقیقی مجلسِ حضوری جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جا داخل ہوتی ہے۔ جہاں پر حضورؐ کے قریب جناب حسن حسین و اہلبیت دوسری طرف جناب حضرت غوث پاک اور حضورؐ کے اردگرد تمام اصحاب کبارؓ پھر درجہ بدرجہ تمام اولیاء کرام و پیشوایان و مرشدان و مریدان خاص الخاص سلک مروارید کیطرح اپنی اپنی سیٹ پر نشستہ ہوتے ہیں۔ اور اس مجلس میں گاہ گاہ تمام انبیاء کرام بھی حاضر ہوتے ہیں۔ اور حضور کی نگاہ پاک سے سب مستفیض و فیضیاب ہوتے ہیں۔ اور حضور صلعم کی ایک نگاہ کرم سے برسوں کی منزل ایک نظر میں طے ہوجاتی ہے۔ پھر اسکے بعد انسان کے باطن میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، اور وہ بزرگان مستند، سند یافتہ حضورؐ کے حقیقی دست بیعت اور حضورؐ کے خاصان مجلس میں سے ہوجاتے ہیں۔ اور حضورؐ پاک صلعم ہر اولیاء اور پیشوایانِ صادق کو اپنے اپنے علاقے میں افسرِ اعلیٰ مقرر فرما دیتے ہیں۔ اور سب کا خاتمہ بالخیر ہوجاتا ہے۔ اور وہ اسی جہان میں اپنے اصل سے واصل ہوجاتے ہیں۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ

کائنات کی ہر چیز میری اُستاد و راہنما ہے

وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِبَيْتِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَجْمَعِيْن
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن.

"اقسامِ باطنی مجالس"

قارئین کرام یاد رہے باطن میں بہت قسم کی باطنی مجالس منعقد ہوتی ہے سب سے کمتر مجلس عالم ناسوت میں منعقد ہوتی ہے۔ اور اس مجلس میں حضورؐ اور تمام اہلِ مجلس حضرات ناسوتی جثہ سے داخلِ مجلس ہوتے ہیں۔ سب سے ارفع و اعلیٰ مجلس لامکان ولاہوت و یاہوت (جو سراسر مقامِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے) میں منعقد ہوتی ہے۔ اس مجلس میں حامل جثہ ناسوتی ملکوتی و جبروتی کو کوئی دخل نہیں۔ یہ خاص الخاص مجلس ارفع و اعلیٰ جثہ یاھوتی ولاہوتی وھاھوتی رکھنے والے حضرات کے لئے مخصوص ہے اور ملکوتی جثہ رکھنے والے حضرات کو جبروتی مجلس میں اور جبروتی جثہ رکھنے والے حضرات کو مجلس لامکانی میں کوئی دخل نہیں ہوتا سو کہیں مغالطہ میں یہ نہ سمجھ لینا کہ بس اب میں حضوریؐ مجلس میں داخل ہوگیا ہوں۔ اب آگے اور عروج کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ آپ کو ہر وقت عروج و ترقی کیطرف مائل رہنا چاہیئے۔ تاکہ ارفع و اعلیٰ مجالس میں آپکا داخلہ ہوسکے۔ اگر کوشش نہیں کروگے تو وہیں کے وہیں رہ جاؤ گے۔ جہاں کہ اب ہو۔ آگے ترقی نہ کرسکو گے یاد رہے آپ کو مقامِ وَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ میں پہنچنا ہوگا۔

کائنات کا ذرہ ذرہ خاموش ہے لیکن درحقیقت بول رہا ہے

نوٹ: لامکاں / اور لامکان سے اُوپر مقاماتِ الٰہیہ کہلاتے ہیں پس اگر آپ مقاماتِ الٰہیہ میں پہنچ گئے تو مقام لاتخف ولاتحزن میں پہنچ جاؤ گے۔ پھر ہمیشہ ہمیشہ آپ اس عالم آب و گل اور باقی تمام باطنی جہان (لامکان سے نیچے نیچے) سے نجات پا جاؤ گے۔ کسی ایک مقام پر قرار پا لینا سالک کے لیے خطرناک ہے ؎

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں!

"ذکرِ قربانی سُلطانی"

اپنی تصانیف میں جگہ بجگہ جناب حضرت سُلطان العارفین "سُلطان باہُو" قدس سرہٗ العزیز نے ذکرِ قربانی و سلطانی کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے قبل کہ یہ بندۂ حقیر اس ذکر کا تذکرہ کرے۔ ذرا جناب حضرت فقیر حیات محمدؐ صاحب عرفانِ طریقت۔ حقیقت۔ معرفت۔ فنافی اللہ۔ باقی باللہ۔ بقا باللہ۔ واصل باللہ کی بچپن کی زندگی کے کچھ حالات سُن لیجئے۔ اسکے بعد پھر تذکرۂ ذکرِ سُلطانی قربانی کا ذکر کرتا ہوں۔ آپ بچپن میں بھی بہت ہی پرہیزگار پابندِ صوم و صلوٰۃ و پابند شریعت محمدیؐ تھے۔ آپ کے والد بزرگوار (میرے بھی) جناب حضرت فقیر محمدؐ صاحب بھی بچپن سے ہی اور والدہ صاحبہ بھی (میری بھی) کریم بی بی پابندِ صوم و صلوٰۃ اور ہر وقت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں صرف کرتے تھے۔ سو

کائنات کی ہر چیز خواہ جاندار خواہ بے جان بولتی ہے

اس وقت یہ بندۂ حقیر (ڈاکٹر نور سروری) تو ابھی عالمِ دنیا میں نمودار ہی نہ ہوا تھا یہ بندہ آپ سے پانچویں جگہ چھوٹا ہے۔ خیر آپ کو والد صاحب اور والدہ صاحبہ نے ۵ برس کی عمر میں زہد و تقویٰ و پرہیزگاری صوم و صلوٰۃ کی تعلیم دینا شروع کر دی۔ ۱۰ سال کی عمر میں قاضی ولایت صاحب کی خدمت میں دینی تعلیم کے لئے آپ کو بھیج دیا۔ آپ امامِ مسجد بھی تھے۔ (اس بندہ نے بھی دیکھے ہیں) ایک دفعہ قاضی صاحب کے مرشد پاک تشریف لائے تو انہوں نے طریقت حقیقت و معرفت پر روشنی ڈالی۔ جو کہ آپ کے دلنشین ہو گئی اور اس قدر آپ پر اس کی تاثیر ہو گئی جیسے نقش فی الحجر، عشقِ رسُول اور اپنے اصل کیطرف اس قدر راغب ہوئے کہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے پہلے مرشد کی تلاش میں کلیر شریف گئے پھر دہلی میں نظام الدین اولیاءؒ کے روضۂ مبارک پر گئے۔ اسکے بعد لاہور تشریف لے گئے اور داتا دربارؒ پر گئے۔ بعد ازاں حضرت میاں میرؒ پر تشریف لے گئے۔ پھر سخی سرورؒ پھر ملتان تشریف لے گئے اور تمام اولیاء کرام کی زیارت کی۔ مگر تشنگی تھی کہ بجھتی ہی نہ تھی بلکہ یہ پیاس اور بھی بڑھتی ہی چلی گئی۔ بعد ازاں سخی سرورؒ ڈیرہ غازی خان گئے بالآخر بمقام دوراہا جو کہ ہمارے قصبہ سے صرف ۳ میل کے فاصلہ پر تھا وہاں تشریف لے گئے۔ دوراہا شریف میں ایک بزرگ کامل یگانۂ روزگار مقامِ فقر پر فائز۔ مقامِ بقا کے مکین واصل باللہ تشریف فرما تھے۔ جن سے آپ کی نہایت ہی دلجمعی ہو گئی اور اُن کے دستِ مبارک پر دستِ بیعت فرمائی اسکے بعد آپ دن رات باطن میں عروج کرتے ہوئے بہت جلد مقامِ طریقت۔ حقیقت۔ معرفت طے کرتے چلے گئے

یہ بات اور ہے کہ آپ کائنات کی بولی کو سمجھتے ہیں کہ نہیں

تا آنکہ مقام ھاھویت پر پہنچ کر قرار پایا اور بقا باللہ کا مرتبہ پایا اور واصل باللہ ہوئے۔

اس کے بعد آپ کو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و جناب باری تعالےٰ اللہ جل شانہٗ و جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ و جناب حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی اور مرشد پاک کی طرف سے خلافت و اجازت بیعت عطا ہوئی لیکن چونکہ آپ کا شیوہ گمنامی اور نہایت ہی تخلیہ پسند ہیں اس لئے آپ نے کسی کو بیعت نہ فرمایا۔

پھر آپ کو بطورِ خاص جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہٗ امی و ابی) نے ارشاد فرمایا کہ حیات محمدؐ بیعت کرو۔ بیعت و فیض کو جاری کرو۔ چنانچہ آپ نے حضورؐ کی حکم عدولی نہ کرتے ہوئے صرف ایک دو مُرید کئے۔ پھر سلسلۂ بیعت بند کردیا۔ آپ دُنیا کے جاہ و جلال کو ہرگز ہرگز پسند نہیں فرماتے۔ اب اگر آپ انکو دیکھیں تو آپ کو بظاہر کبھی یہ گمان نہ ہو کہ دُنیا کی کتنی بڑی ہستی یوں اپنے آپکو چھپائے بیٹھی ہے۔ خود سلطان بادشاہؒ نے اپنا شیوۂ گمنامی ہی رکھا۔ چنانچہ یہ ذکر سلطانی قربانی کی تمثیل جناب حضرت حیات محمدؐ صاحب قدس سرہٗ کی بیان کر رہا ہوں۔ آپ گو میرے حقیقی بھائی جان ہیں لیکن دراصل میرے بزرگ و برتر راہنما ہیں اور یہ بندہ آپ کو اور آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت رحمت بی بی (آپ بھی زندہ دل اہل باطنی جثہ۔ ذکرِ قلبی باطنی اور دیگر اکثر منازل کو طے کئے ہوئے تھیں۔ اور بوقت وصال اپنے باطنی مقام پر پہنچ کر اور اپنے باطنی عالم میں جا کر آپ نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ آپ کا باطنی جثہ رات کو علانیہ باہر نکل کر آپ کے سامنے

فطرت کائنات بھی خود بخود راہ دیتی ہے

آکھڑا ہوتا تھا۔ اور وہی باطنی جُثہ پرواز کر کے مجالس حضوری میں جا داخل ہوتا تھا۔ اور وُہی باطنی جُثہ عالم جبرُوت ولامکان کے رنگ سے رنگین ہو جاتا تھا۔ آپ ولی اللہ صاحب تقویٰ۔ پرہیزگار۔ اور شریعت محمدیؐ کی پابند تھیں لہٰذا یہ بندہ آپ دونوں کو اپنا بزرگ رہنما سمجھتا تھا۔ اور اپنے ماں باپ کے برابر سمجھتا تھا۔ آپ نے ہی مجھے ظاہری و باطنی تعلیم فرمائی۔ آپ نے میرے بچپن کی ساری نازبرداریاں اٹھائیں۔ اور یہ بندہ آپ کے ہاتھوں میں پل بڑھ کر جوان ہُوا۔ آپ کے اس بندہ پر ہزاروں ظاہری و باطنی احسانات ہیں۔ جن کا میں حق اُدا نہیں کر سکتا۔ ہمارا سارا خاندان اہل اللہ کا خاندان تھا۔ دیگ میں سے ایک چاول اٹھا کر دیکھیں تو ساری دیگ کا پتہ چل جاتا ہے۔ سو میں یہ بندۂ حقیر آپ کے سامنے بیٹھا ہوں۔ میرا علم و عمل آپ کے سامنے ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ خاندان کیا ہوگا۔ اور اس کا علم و عمل کیا ہوگا۔ کیا آپ نے میری اور آپ کی ظاہری طبیعت میں کچھ فرق پایا۔ وُہ بھی دُنیا سے بھاگتے ہیں اور میں بھی وُہ بھی مُرید نہیں فرماتے اور میں بھی نہیں۔ ہر چند آپ کو حضور صلعم سے اللہ تعالیٰ سے مُرشد پاک سے بیعت کی اجازت و حکم حاصل ہے۔ دیکھئے آپ صرف اللہ تعالےٰ کیلئے جی رہے ہیں۔ اور اُسی کے نام پر زندگی وقف ہے۔ کوئی فخر نہیں کوئی غرور نہیں۔ آپ کو دیر سے انتظار ہوگا۔ لیجئے ذکر قربانی سُلطانی کا حال مشاہدہ ملاحظہ فرمادیں۔ آپ (جناب حضرت فقیر حیات محمدؒ قدس سرہٗ) ایک رات متوجہ الی اللہ تھے۔ کہ آپ کو استغراق تام حاصل ہوگیا۔ اسکے بعد ذکر قلبی جاری ہو گیا۔ یہ ذکر اس قدر صفا تھا کہ صاف الفاظ سے۔ جہراً اللہ، اللہ، اللہ سُنا جا

فطرتِ کائنات میری کامل و مکمل اُستاد و مُرشد ہے !

سکتا تھا۔ پھر یہ ذکر اسقدر زور و شور سے جاری ہُوا کہ آپ کے جسم کا بند، بند عضو جُدا ہو گیا۔ اور ہر عضو الگ الگ ذکر جہر باطنی حقیقی اللہ، اللہ، اللہ پکارنے لگا۔ اور ہر عضو کی کیفیت جذب و کیف یہ تھی کہ ہر عضو زمین سے گز گز بھر اُوپر اچھلتا اور ضرب اللہ اللہ لگاتا۔ پھر اسکے بعد ہر عضو بیشمار باطنی جثوں میں تبدیل ہو گیا اور ہر باطنی عضو کا جُثہ الگ الگ اللہ، اللہ، اللہ جہراً پکارتا۔ پھر یہ ذکر ساری فضائے بسیط پر چھا گیا۔ آپ کو معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ، شجر و برگ آپ کے ذکر میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نبی تھے اور یہ حضور نبیؐ کی اُمت میں سے تھے۔ ذرا آپ کی اُمت و بنی اسرائیل کے نبیوں کی شان و درجہ بندی فرمائی آپ نے۔ خیر!

اس کے بعد بھی یہ ذکر سلطانی قربانی جاری رہا اور فضائے بسیط باطنی اس ذکر کے شور سے گونجنے لگی۔ عین اسی اثنا میں کہیں حضرت صاحبزادہ جمیل اختر صاحب آپ کی زد میں آ گئے۔ چنانچہ آپ کی زد میں جمیل اختر کے آنے کی دیر تھی کہ جناب جمیل اختر صاحب کا ذکر بھی جاری ہو گیا۔ اور بالکل اسی طرح جناب جمیل اختر صاحب کے جسم کے عضو، عضو جُدا ہو گئے اور ہر عضو ذکر بالجہر نہایت قوت اور شدت سے کرنے لگا۔ اور پھر یہ جسم مزید اجزاء میں بکھر گیا، ہر جُز الگ الگ ذکر بالجہر کرنے لگا۔ اور حالت یوں تھی کہ ہر عضو گز گز بھر زمین سے اُٹھتا اللہ، اللہ پکار کر پھر جُنوں کے ساتھ زمین پر شدت اور قوت سے پٹکتا۔ ذکر کا ایک شور برپا تھا۔ ہر طرف ہر سمت ایک ہی آواز تھی اللہ، اللہ اور ہر

فطرت کے بنائے ہوئے اصول قواعد وقوانین کبھی نہیں بدلا کرتا !

عضو عضو جداگانہ حیثیت میں الگ الگ اللہ' اللہ' اللہ بلند آواز سے پکار رہا تھا۔ اسی حالت میں جناب حضرت حیات محمدؒ صاحب قدس سرہٗ کی زبان پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ جاری ہوگیا اور عضو عضو سمٹنا شروع ہوگیا۔ آپ نے تین مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے کلمہ شریف کو دہرایا تو عضو عضو اپنے اصل جسم سے پیوست ہوگیا۔ اور جسم یک جان ہوکر صحیح وسالم ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی قدرت کیطرف سے جناب حضرت صاحبزادہ جمیل اختر صاحب کی زبان پر بھی کلمہ شریف کا دوسرا جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ جاری ہوگیا۔ اور آپ کا بھی عضو عضو باہم پیوست ہوکر اصل جسم میں تحلیل ہوگیا۔ یہ واقعہ صرف ایک رات کے ایک حصے کا مشاہدہ ہے۔ ساری رات آپ ذات کے مشاہدہ میں رہتے۔ ذات سے جُدا ہونا ان کے لئے ایک سیکنڈ کیلئے بھی محال ہے ابھی چند ماہ یعنی سنہ ۱۹۸۴ء کی بات ہے آپکے لڑکے جناب خالد محمود صاحب نے دوبئی سے ہم دونوں (یعنی آپ حضرت حیات محمدؒ قدس سرہٗ قادری کے لئے اور میرے لئے یعنی اس بندہ حقیر ڈاکٹر نور سروری) کے لئے حج کے واسطے زرِ مبادلہ بھیجا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ دیکھو میں ہر نماز خانہ کعبہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھتا ہوں۔ نیز ہر وقت ذات میں محو رہتا ہوں۔ مجھے اس عالم میں پتھر کے بنے ہوئے شیطانوں کو کنکریاں نہ مرواؤ۔ (رمی کرنا تینوں جمراۃ کی) ہمارا شیطان مرچکا ہے۔ تاہم ہمیں شریعت کا پاس ہے۔ ہم پہلے بھی شریعت کا پاس کرتے ہیں۔ اور اب بھی شریعتِ محمدیؐ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا پاس کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔

جس نے سارا تکیہ اپنے آپ پر کیا وُہ بھی مارا گیا، جس نے سارا تکیہ مرشد پاک پر کیا وُہ بھی مارا گیا!

ع سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے!

آپ کے میرے ساتھ بھی بہت باطنی واقعات مشاہدہ خود بیں آئے ہیں، یہ میں سلسلہ تصنیف نمبر ۳ "حق سبحان" میں کروں گا۔ آپ کا فیض باطنی بچپن سے میرے شاملِ رہا۔ اور اب تک جاری ہے۔ تاہم ایک بات نہایت ہی قابلِ غور ہے۔ تصوف میں باطنی راستہ میں جو شخص خود تحقیقات۔ جستجو۔ خود باطن میں آنا جانا نہیں جانتا تو وُہ مرشد پاک کی تخم ریزی کو بھی آخر کار ضائع کر بیٹھتا ہے۔ جن لوگوں نے سارے کا سارا تکیہ مرشد پاک پر کیا وُہ بھی مارا گیا اور خود کچھ نہ کیا۔ محنت نہ کی جستجو نہ کی تحقیقات نہ کی۔ وُہ بھی مارا گیا۔ اور جس نے سارے کا سارا تکیہ اپنے آپ پر ہی کر لیا۔ وُہ بھی مارا گیا۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ مرشد پاک کا کام ہے نظر کرنا۔ توجہ کرنا۔ اور آپ کا کام ہے نظر کو وسیع کرنا اور توجہ کو قبول کرنے کی اہلیت پیدا کرنا۔ اس بارے میں جناب سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ میں تو تیرے پاس ہر روز رات کو آتا ہوں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ تو مجھے دیکھ نہ سکے۔ میں ہر روز تم پر رات کو توجہ ڈالتا ہوں۔ مگر تیری استعداد کا کیا علاج تو میری توجہ کے قبول کرنے کا اہل نہیں ہے۔ میں تو تجھے خواب میں بھی مشاہدہ کرواتا ہوں مگر جب تو جاگتا ہے نیند سے تو بالکل دیکھے ہوئے کو فراموش کر دیتا ہے۔

سو سمجھا آپ نے کہ آپ کی کوشش، آپ کی استعداد اس قابل ہونی چاہیئے کہ

تُو نے خود کوشش نہ کی تو مُرشد پاک کی تخم ریزی کو بھی ضائع کر بیٹھے گا!

آپ دوسرے لوگوں کی توجہات قبول کر سکیں۔ آدمی پہلے صرف مُرید ہوتا ہے، پھر اسی نے پیر بننا ہوتا ہے۔ سو پیر آپ اسی طرح بن سکتے ہیں جبکہ آپ بذاتِ خود باطن میں آنا جانا سیکھیں۔ اپنی مرضی سے باطن میں آسکیں اپنی مرضی سے باطن سے باہر آسکیں۔ جس وقت جی چاہے باطن میں جا سکیں اور جس وقت جی چاہے باطن سے بیرُونی دُنیا میں آسکیں۔ اس تصنیف کی سچ پوچھو تو غرض و غایت ہی یہی ہے کہ آپ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھیں۔ باطن میں آنا جانا درویش کا سب سے پہلا سبق ہے۔ اور یہی زندگی باطنی کا، باطنی سفر کا آغاز اوّلین ہے۔ بچہ پہلی جماعت میں داخل ہوتا ہے کیا وُہ ساری عُمر پہلی میں ہی تو نہیں رہتا۔ اُس نے مڈل، پھر ہائی، پھر کالج میں B.A، M.A کرنا ہوتا ہے۔ پھر خاص خاص فنون میں مہارت حاصل کرنا ہوتی ہے۔ کیا عجب بات ہے کہ تو پہلے ہی قدم پر رُک گیا ہے، چل اُٹھ کمر ہمت باندھ۔ تیرا سفر دُور ہے۔ تو آغاز تو کر، تو ابتدا تو کر انتہا بھی آجائے گی۔ ابتدا نہیں کرے گا تو انتہا کو کیسے پہنچے گا۔

یاد رہے کہ: عالم ناسوت سے لیکر عالم ملکوت و عالم جبرُوت تک عوالم کو مقامات "کونیہ" کہتے ہیں۔ اور لامکان و عالم لاھوت سے لیکر عالم یاھوت عالم ھاھوت تک کو مقاماتِ الٰہیہ کہتے ہیں۔ اسکے بعد عین ذات ہے عالم ناسُوت سے لیکر عالم ھاھوت تک۔ ولایت کبرٰی اور باقی تمام مقامات

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ مقاماتِ الٰہیہ کے نظارے و مشاہدے کیسے ہوتے ہیں :

اس میں شامل اور مندرج ہیں۔ کوئی عالم، کوئی مقام، کوئی مشاہدہ، کوئی لطیفہ کوئی نور، کوئی تجلی اس سے باہر نہیں ہے۔ لطیفہ نفس سے لیکر لطیفہ قلب، لطیفہ رُوح، لطیفہ سِر، لطیفہ خفی، لطیفہ اخفیٰ، لطیفہ انا۔ سب کچھ اسی میں مندرج ہے۔ عام اذکار کلمہ طیب لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اللّٰہُ، لِلّٰہِ، لَہٗ، ھُوْ، اسم محمدؐ سب کچھ اس میں شامل ہے۔

کیا آپ ان سب مقامات کو دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔

کیا آپ ان تمام مقامات میں داخل ہونے کی کلیدات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ان تمام لطائف کو کھولنے کی کنجیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ علم العین، استغراق، غرق فی النفس، غرق فی الذات کی بھی کلید حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ باطنی دُنیا میں آنے جانے کا اختیار حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ جب جی چاہے باطن میں جائیں اور جب جی چاہے آئیں۔ جس وقت جی چاہے باطنی دنیا میں داخل ہوں۔ نیز جس وقت جی چاہے باطنی دُنیا سے برآمد ہوں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ باطنی تجلیات آپ کو بالکل آنکھوں سے ظاہری آنکھوں سے نظر آنے لگیں، اور نیز کلیدِ "علم العین" کلیدِ استغراق، کلید حواس خمسہ ظاہری و باطنی۔ کلیدِ علم العین بازاویۂ نگاہ، کلیدِ دعوت بڑی آسانی سے حاصل ہو جائے۔ اور نہایت ہی آسان دعوت ارواح طیبہ گھر بیٹھے حاصل ہو جائے اور آپ کو جنگل یا قبر پر بھی جانا نہ پڑے۔ میری تصنیف سیف الرحمٰن واللہ جل شانہ

کیا آپ چاہتے ہیں کہ باطنی تجلیات آپکو بالکل ظاہری آنکھوں سے نظر آنے لگیں اور ان تجلیاتِ باطنی کی کلید بھی آپ کو حاصل ہو جائے؟

علم و عمل دونوں پر مشتمل ہیں۔ لیکن تیسری کتاب "حق سبحان" مذکورہ بالا تمام امُور کی عملی صُورت میں ہوگی۔ جس میں یہ بھی وضاحت سے بیان کیا جائیگا۔ کہ میں نے کیا عمل کیا کہ میری باطنی نظر کھل گئی۔ اور میں نے علم العین بازاویۂ نگاہ کیونکر اور کس طرح حاصل کیا۔ پھر مجھے ظاہری اور باطنی آنکھوں سے کیسے نظر آنے لگا۔ اور میں نے باطنی منازل و مقاماتِ الٰہیہ کو کیونکر اور کس طریقہ سے طے کیا۔ مذکورہ بالا تمام امُور کے راز کھولنے میں' اور ان کی کلیدات حاصل کرنے میں کسی اشارہ، کسی کنایہ، تشبیہہ یا مجازات سے کام نہ لیا جائے گا۔ بلکہ ہر بات کو عین اصلی عملی صُورت میں بالکل صاف صاف اور نہایت وضاحت سے بیان کر دیا جائیگا۔ اگر آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف اسی زندگی میں پہنچنے کا شوق ہو تو میری سلسلہ وار تصنیف نمبر۳ "حق سبحان" منگوا کر مطالعہ فرمایئے۔ میں آپ سے بہت دن ہمکلام رہا۔ آپ سے محبت سی ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد۔ حضور صلعم پر دُرود و سلام اور آپ سے بہت بہت بہت سلام علیکم، والسلام! خدا حافظ!

احقر: ڈاکٹر نور محمد نور سروری قادری"

تُو زندگی میں اپنے اصل کیطرف لَوٹ جا!

"ماحصلِ تصنیف ہٰذا"

اے برادرِ جان! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو باطنی بینائی حاصل ہو اگر آپ کو مطلوب ہے کہ آپ کی باطنی پرواز جاری ہو جائے۔ اگر آپکی آرزو ہے کہ اپنے اختیار سے باطن میں آ، جاؤ۔ اگر آپ اپنے اصل کی طرف لوٹنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ الہام کے اجرا کے آرزو مند ہیں۔ اگر آپ علمِ دعوت تمام ورد وظائف' اسم اللہ متجلّی' باطنی لطائف کی بیداری، علمِ حاضرات، علم نعم البدل، تجلیات باطنی، تجلیات علانیہ بچشم باز، مشاہدات ومکاشفات، عالمِ ناسُوت سے عالمِ لامکان' عالمِ لامکان سے عالمِ ھاھویت، تمام مشکل مہمات، تمام حاجاتِ جائز، تمام باطنی منازل تمام باطنی عوالم، تمام باطنی لطائف، تمام اذکارِ قلبی' رُوحی' سِرّی' اسمائے الٰہی سے باطنی لطیف مُجسّم ہا، مرقوم' مقاماتِ کونیہ' مقاماتِ الٰہیّہ کو طے کرنے کے آرزو مند ہیں تو ان سب کی ایک ہی واحد' وحید کلید ہے۔ جو سب سے پہلی کلید بھی ہے اور سب سے آخری کلید بھی ہے۔ اور میں یہ بات آپکو آخری بار بتا رہا ہُوں، پھر شاید اسکے بعد قلم ٹوٹ جائے۔ اور روشنائی (سیاہی) سوکھ جائے۔ اور میں کہیں گمنامیوں میں گم ہو جاؤں۔ سوا سے غنیمت جان!۔

نوٹ: ہر صفحہ کی پہلی سطر میں اقوال زریں مندرج ہیں مضمون کے عنوانات آپ کو کہیں کہیں نظر آئیں گے۔ امتیاز ملحوظ فرما دیں؛

تو مرشد کے انتظار میں بیٹھا ہے اور کوشش تیرے انتظار میں بیٹھی ہے

پھر سوچ لے! پھر سمجھ لے!! پھر جان لے!!! کہ مذکورہ تمام مشکلات کا ایک ہی واحد حل ہے۔ تیری تمام آرزوؤں کا ایک ہی واحد راستہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے حواس خمسہ ظاہری بند کرنا سیکھ۔ پھر اپنے باطنی حواس خمسہ باطنی کھولنے سیکھ۔ پھر استغراق میں ڈوب جانا سیکھ۔ پھر علم العین سے روشناس ہو۔ پھر ذکر العین پر عمل کر۔ پھر علم العین بازاویۂ نگاہ بلا واسطہ کو کام میں لا۔ پھر تصور اسم اللہ ذات بذریعہ علم العین بازاویۂ نگاہ بلا واسطہ سے کام لے اور استغراق در استغراق حاصل کر۔

نکتہ: پھر زاویۂ نگاہ پہ کڑی نظر رکھتے ہوئے استغراق میں ڈوب جا۔ ایسے کہ نہ اپنی خبر رہے نہ غیر کی۔ جب تیری ایسی حالت ہو جائیگی تو باطن میں پھر دوبارہ تیرے غیبی ہوش قائم ہو جائیں گے (گو کہ تو بیرونی طور پر ظاہر سے بے خبر ہوگا۔ لیکن باطنی دنیا میں تیری آنکھ کھل جائے گی) جب تو اتنی گہرائی میں استغراق حاصل کریگا تو پھر یکدم تجھ پر تجلی سفید برق براق پڑے گی جو تیرے قلب و رُوح کو زندہ و تابندہ کر دے گی، یا کوئی نظارہ دیکھے گا۔ یا کسی بزرگ سے ملاقات ہوگی۔ یا کوئی غیبی آواز سُنے گا۔ اور جب ایک دفعہ بھی ایسا ہو گیا تو ہمیشہ کیلئے باطن میں آنے جانے کا تجھ پر راستہ کھل جائیگا۔ س

اے پیر حرم، رسم و راہ خانقہی چھوڑ ﴿ مقصود سمجھ میری نوائے سحری کا!

اب میرے بھائی تیری دوا تیری جیب میں ہے۔ ادھر اُدھر مت ڈھونڈھ۔ میں یہ ضمیمہ صرف اسلئے لکھ رہا ہوں کہ تو پھر سو گیا تھا۔ عزیز من جاگ جاؤ۔ دیکھ تیرے لئے میں راتیں جاگ رہا ہوں۔ میرے دل میں تیرا درد ہے۔ اور خدا کا مجھ پر فرض بھی ہے۔ اور قرض بھی۔ یہ دونوں آج میں چکا رہا ہوں۔ گواہ رہنا۔ والسلام! الحقیر ڈاکٹر نور محمد (سروری)